بعون خلاق انفس و آفاق و حکیم علی الاطلاق و رافع سبع طباق

در نیولا بموجب رغبت طالبین و شائقین کتاب لاجواب فیض انتساب مسمی باسم تاریخی

حدیقۂ تحقیق مشرب سنی

از تصانیف عالیجناب نصفت و عدالت نشان مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکھنؤ باہتمام مولوی مرزا محمد علی مالک مطبع طبع شد

فصل	عنوان	صفحہ
فصل ۱	ترغیب صدق و راستی۔	صفحہ ۲
ف ۲	وجہ اختلاف در علم معاد۔	ص ۳
ف ۳	تالیف کتاب ہذا بہ بنیاد و تسلیم کر لینے حقیقت دین اسلام کے۔	ص ۴
ف ۴	بنیاد کتاب ہذا اوپر قرآن و حدیث اور تاریخ صحیح کے۔	ص ۵
ف ۵	خلافت سی سالہ و خلافت دوازدہ گانہ یعنے امامت۔	ص ۶
ف ۶	خلافت ابوبکر اصل منشا تمام اختلافات	ص ۶
ف ۷	حضرت علی ابن عم و داماد حضرت رسول	ص ۷
ف ۸	تشبیہ سنیان معاویہ شاہی سلطنت ظروف نقرئی انگریزی کے۔	۸
ف ۹	نادعلیا مظہر العجائب۔	۹

فصل ۱۰ تا فصل ۱۴۔ احادیث مناقب علی و اہلبیت صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۵۶

فصل	عنوان	صفحہ
ف ۱۰	حدیث عطای علم بروز جنگ خیبر	۱۱
ف ۱۱	رباعی امام شافعی و حدیث من کنت مولاہ یعنے جسکے مولی رسول ہیں اوسکے مولی علی ہیں	۱۲
ف ۱۲	حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون یعنی علی میرے واسطے ہارون ہے واسطے موسی کے	۱۷
فصل ۱۳	حدیث مواخات یعنی صحابہ لوگ آپس میں بھائی بنائے گئے مگر علی بھائی خود نبی کے ہیں دین و دنیا میں۔	صفحہ ۱۸
۱۴	حدیث طیور بریان اور علی کا احب خلق اللہ ہونا	۱۹
۱۵	حدیث آیت مباہلہ اور علی کا نفس پیغمبر ہونا	۲۱
۱۶	حدیث آیت تطہیر آل عبا کی۔	۲۴
۱۷	حدیث مومن ہونے محبان علی کے	۲۵
۱۸	حدیث علی منی و انا منہ۔	۲۵
۱۹	حدیث لا یودی عنی الا انا او علی یعنی رسول کے ذمہ کا حق کوئی اونہیں کریگا مگر خود رسول یا علی۔	۲۶
۲۰	حدیث سی جب مانگتے تھے رسول سے تو پاتے وہ چیز۔	۲۷
۲۱	انا دار الحکمۃ یا انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے رسول گھر حکمت کے ہیں یا شہر علم کے اور علی دروازہ اوسکے۔	۲۸
۲۲	مشورہ کرنا رسول کا ساتھ علی کے دیر تک بروز جنگ طائف کے اور فرمانا رسول کا کہ خدا اوس سے مشورہ کرتا تھا	۳۵
۲۳	علی کا مسجد نبوی ہو کر جانا بحالت جنب کے	۳۶

۲۴ علی جو ایک لڑائی مین بھیجے گئے تھے تو ہم ۳۶
رسول کا دعا کرنا کہ پر دکھلائی ہوے
علی کے ہمکو نہین مارنا —
۲۵ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور ۳۷
نہین بغض رکھیگا اوس سے مگر منافق
۲۶ علی کو گالی دینی خود رسول کو گالی دینی ہے ۳۷
۲۷ مثال علی ساتھ حضرت مسیح کے — ۳۹
۲۸ شادی حضرت علیؑ با حضرت فاطمہؑ ۴۰
۲۹ سب گھرون کے دروازے بطرف مسجد ۴۰
نبوی کے بند ہوے مگر دروازہ علی کا اور
ابوبکر کو اجازت روزن رکھنی کی ہوئی
اور عمر کو اجازت بقدر ناک سوئی کے
بھی نہین ہوئی —
۳۰ کسی شخص کو منزلت پیش رسول مثل ۴۱
منزلت علی کے نہین تھی —
۳۱ دعاے رسول بنسبت شفاے علیؑ ۴۲
۳۲ رسول کی چپکے سے حضرت فاطمہ کو خبر ۴۳
دینی اپنی موت کے اور اوسپر رونا
حضرت فاطمہ کا اور پھر کہنا رسول کا کہ
تو اول سب اہلبیت سے ہمسے آکر ملیگی اور
ف اوسپر خوش ہونا حضرت فاطمہؑ کا — صفحہ
۳۳ جو فاطمہ کو رنج دے سو اوسنے خود ۴۵
رسول کو رنج دیا —
۳۴ حدیث انی تارک فیکم الثقلین ۴۶
یعنے رسول نے چھوڑا دو بھاری چیز
ایک قرآن اور دوسری اولاد —
۳۵ اے اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست ۴۷
رکھے حسنینؑ کو —
۳۶ حسنؑ صلح کرا دیگا درمیان دو فرقہ مسلمانان کے ۵۰
۳۷ قرآن و اہلبیت — ۵۲
۳۸ جو علی و فاطمہ و حسن و حسین سے لڑا ۵۳
سو خود رسول سے لڑا —
۳۹ تفرقہ با خود ہا قریش و بنی ہاشم — ۵۴
۴۰ محبوب تر ہونا زید کا حضرت عمر سے ۵۵
۴۱ اہلبیت مثل سفینہ نوح — ۵۶
۴۲ اقرار عائشہ بنسبت رشک با خدیجہ اور گوشت ۵۶
تقسیم کرنا رسول کا درمیان زنان دوستان
خدیجہ کے —
۴۳ موضوع ہونا حدیث لشان معاویہ کا ۵۹
۴۴ ہونا علی و حسنین و جعفر و حمزہ و ابوبکر ۶۳

ف		صفحہ
	وعمر ومصعب وبلال وسلمان وعمار وعبد اللہ ابن مسعود وابوذر ومقداد چودہ آدمیون کا نقبار رسول۔	
۴۵	حدیث درشان ابوبکر وعمر وعبد اللہ ابن مسعود	۶۴
۴۶	جنت مشتاق علی وعمار وسلمان کی ہی	۶۵
۴۷	حکم محبت با علی وابوذر ومقداد وسلمان	۶۶
۴۸	کہا عمر نے کہ ابوبکر سردار ہمارے ہین اور آزاد کیا بلال ہمارے سردار کو۔	۶۶
۴۹	مسلمانان تابع مسلمانان قریش کے اور کافران تابع کافران قریش کے ہین	۶۷
۵۰	حدیث خلافت دوازدہ گانہ یعنی امامت و درود ذکر دوازدہ امام بعبارت حسانی نجابیانہ وغیرہ کے	۶۹
۵۱	کراہت رسول از سہ قبیلہ بنی ثقیف وبنی حنیفہ وبنی امیہ —	۷۳
۵۲	حدیث امتناع یہ سب لعن یعنی دشنام برصحابہ	۷۴
۵۳	نہین مس کریگی آگ ایک مسلمان کو جو دیکھا ہو خود نبی کو یا دیکھنے والی کو نبی کے	۷۶
۵۴	اصحابی کالنجوم وحدیث کل نسب وسبب وصہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی	۷۷

ف		صفحہ
	وسببی وصہری۔	۲
۵۵	حدیث عشرہ مبشرہ حدیث نام زدکرنی حضرت عمر کے حضرت علی وغیرہ چھ آدمیون کو واسطے خلافت کے۔	۷۹
۵۶	حدیث عائشہ کہ رسول ابوبکر وغیرہ کو خلیفہ کرتے۔	۸۱
۵۷	حدیث عشرہ مبشرہ۔	۸۲
۵۸	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر و عثمان وزید ابن ثابت وابی ابن کعب ومعاذ ابن جبل وابوعبیدہ وعلی۔	۸۳
۶۰	حدیث مشترک درمیان ابوبکر وعمر و عثمان وحدیث القرآن مع علی۔	۸۵
۶۱	اگر کسی شخص کو رسول دوست اپنا بناتے تو ابوبکر کو دوست اپنا بناتے اور دیوار ابوبکر مین ایک روزن کھلنے کی اجازت ہوئی۔	۸۶
۶۲	حدیث دوست بنانے ابوبکر کی	۸۹
۶۳	حدیث عائشہ نسبت طلب ابوبکر و پسر اونکو واسطے لکھے جانے وصیت خلافت کے	۹۰
۶۴	کہنا رسول کا ایک عورت کو کہ اگر تو ہمکو	۹۱

ف		صفحہ
	نہ پاوے تو ابو بکر کے پاس جانا۔	
۶۵	حدیث عمرو ابن عاص نسبت حب خلق بسوئے حضرت عائشہ و باپ اونکے	۹۲
۶۶	کہنا حضرت علی کا کہ ابو بکر و عمر بہترین مردم ہیں اور نسبت خود انکے کہ میں تو ایک آدمی ہوں مسلمانوں میں سے	۹۳
۶۷	حدیث عبداللہ ابن عمر کہ ابو بکر و عمر و عثمان کے برابر کسی شخص کو ہم لوگ نہیں سمجھتے تھے۔	۹۴
۶۸	ما نفعنی مال احد کما نفعنی مال ابی بکر یعنے نفع دیا مثل مال ابو بکر کے ہمکو نہیں نفع دیا کسی شخص کے مال نے۔	۹۷
۶۹	کہنا عمر کا کہ ابو بکر سردار ہمارے اور احب رسول خدا کے ہیں۔	۹۶
۷۰	ابو بکر صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض۔	۹۸
۷۱	حدیث عائشہ نسبت امامت نماز ابو بکر	۹۹
۷۲	صدقہ کرنا تمام مال کا نسبت ابو بکر کے اور نصف مال کا نسبت حضرت عمر کے	۱۰۰
۷۳	متضمن تین حدیثیں نسبت حضرت ابی بکر کے اول حدیث عائشہ کی نسبت عتیق اللہ ہونے ابو بکر کے دوم حدیث ابن عمر کہ ابو بکر اول زمین سے نکلینگے سوم ابو بکر جنت میں اول داخل ہونگے۔	۱۰۱
۷۴	حدیث عمر کی بہ نسبت قصہ یار غار ہونے ابو بکر کے یا دیگر مراتب۔ غزل مؤلف علی مرتضی داری از بت بہتر چہ میخواہی۔	۱۰۳
۷۵	اٹھارہ حدیثیں لشان حضرت عمر کے غزل مؤلف حب علی بگمان احی تعصیان	۱۰۷
۷۶	بارہ حدیثیں مشترک درمیان ابو بکر و عمر	۱۳۰
۷۷	تیرہ حدیثیں لشان حضرت عثمان رضہ دو شعر عربی از مولف بر زمین لے خمستہ اطفی بھا حر الوباالحاطمہ	۱۴۰
۷۸	چار حدیثیں مشترک درمیان خلفائے ثلثہ غزل مؤلف بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا +	۱۵۱
۷۹	پندرہ آیات قرآنی نسبت حضرت علی مرتضی غزل اردو از مؤلف۔ رسول آخر زمان یا رو آخر منہ دکھانا ہے +۔	۱۶۶

ق	عنوان	ص
	مثنوی از مؤلف در صوم سہ روزہ و دادن نان افطار بسائلان - من چہ گویم از علی بو تراب	
۸۰	آیت محمد رسول اللہ - والذین معہ آیت ثانی اثنین اذ ہما فی الغار آیت استزلہما الشیطان متعلق فرار جنگ احد آیت فسیکفیکہم اللہ پر سر خون آلودہ گرنا حضرت عثمان کا -	۱۸۲
۸۱	خصائص سنی و شیعہ - خط تقریظ مولوی محی الدین صاحب وکیل منصفی سیوان ضلع سارن مع غزل قصیدہ جناب آغا احمد صاحب اصفہانی از بھاگلپور - تشنہ کام ازلی یافت بکف مار معین + مثنوی ستایم ترا ای غریق ولا - از جناب مولوی فقیر حسین صاحب حسین گنج ضلع سارن خط تقریظ جناب سید المرتضی حسین صاحب بھاگلپور خط تقریظ عربی از جناب مولوی سید ضیاء الدین صاحب عیش تماز بھاگلپور -	۱۸۶
۸۲	تیئیس ۲۳ حدیثیں متعلق مرض الموت حضرت رسول کے - حدیث نمبر ۱ - طلب قرطاس و خلل اندازی حضرت عمر خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسن صاحب مؤلف کتاب مجمع البحرین - غزل عربی از مؤلف کتاب حدیقہ تحقیق اذا مطر العطایا غزل [illegible] از مؤلف [illegible] حیام امروز + - غزل [illegible] فارسی از مؤلف - علی مولا [illegible] تقدیر کردند + —	۲۱۰
۸۳	خلافت ابوبکر - غزل عربی از مؤلف - طالب الدنیا لفی کرب الیم خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب پورینہ قصیدہ عربی از جناب میرزا کمال الدین صاحب نجف ایرانی حال مقیم بمبئی قمر العلا فوق الکواکب لاحا غزل فارسی از جناب میرزا کمال الدین صاحب	۲۵۸

ف	ممدوح الیہ - سن ختم غدیر وحیام مرزا ۲۴	
	غزل دیگر فارسی از جناب الیضا	
	غزل فارسی از مولف با صلاح غزل	
	علی مرتضیٰ دارے ازین بہتر چہ میخواہی	
۸۴	خلافت حضرت عمر رض	۲۴۳
۸۵	خلافت حضرت عثمان رض	۲۷۶
۸۶	خلافت ظاہری درجہ چہارم حضرت	۲۹۳
	مولا علی علیہ السلام -	
	غزل مولانا روم - تا صورت پیوند	
	جہان بود علی با بود +	
	اشعار امام شافعی - لواء المرتضیٰ ابدی علّہ	
	اشعار شاہ قاسم انوار - نور	
	ولایت تو ئی شاہ سلام علیک	
	اشعار فرید الدین عطار -	
	گر ہزاران سال باشی در طلب +	
	غزل شاہ نعمت اللہ ولی - دم بدم	
	از ولاے مرتضیٰ باید زدن +	
	اشعار حکیم سنائی مصلحت بود انچہ کرد علی	
	قصیدہ حافظ شیراز - نوشتہ بروز	
	فردوس کاتبان قضا +	

ف	قصیدہ فارسی مرزا محمود حسن صاحب	
	صہبا گلبوری - مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ	
	خط تقریظ سید اقبال حسین صاحب	
	چند مادہ ہاے تاریخ + -	
	غزل منقبت سید امداد امام اثر اکبر پوری	
۸۷	بعض کلمات قدسیہ حضرت علی علیہ السلام	۳۱۳
	غزل حضرت ابوبکر خذ بلطفک	
	یا الٰہی من لہ زاد قلیل	
	غزل حضرت امیر علیہ السلام -	
	لبیک لبیک انت مولاہ	
	اشعار دیگر حضرت علی علیہ السلام	
	فرض علی الناس ان یتوبوا	
۸۸	انتخاب ضروری از کتاب تاریخ الخمیس	۳۲۵
	رجعت آفتاب براے ادا ے نماز عصر علی	
	قصہ رفتن علی بر سطح خانہ کعبہ از دوش نبی	
	اشعار قیل لی قل فی علیّ مدحۃ	
۸۹	انتخاب تاریخ ابو الفدا اقرار نامۂ ثالثی	۳۳۱
	درمیان حضرت امیر و معاویہ -	
۹۰	بحث پنجتن پاک -	۳۴۴
	غزل سید مظفر علی صاحب بلگرامی تخلص مجنون	

ف	نخبے سید نامی و نامور +	[illegible]	۱۰۱	امام نہم تقی علیہ السلام -	۳۹۲
	اشعار و مادہ ہاے تاریخ ار سید		۱۰۲	امام دہم امام نقی علیہ السلام -	۳۹۳
	محمد حسن صاحب ندرت بھاگلپور -		۱۰۳	امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام	۳۹۴
	قصیدہ دوم از جناب سید آغا احمد		۱۰۴	امام دوازدہم امام مہدی علیہ السلام	۳۹۷
	صاحب اصفہانی بھاگلپور -		۱۰۵	چہاردہ معصوم علیہم السلام	۴۰۷
۹۱	اسباب و سامان مصائب اہلبیت	۳۴۵	۱۰۶	ولایت اولیاء اللہ -	۴۰۸
	غزل مؤلف -		۱۰۷	وحدت وجود -	۴۱۱
	جس کسیکو غم امام ہنین		۱۰۸	رویت باریتعالے -	۴۲۰
	تضمین بر اشعار میر حسن وغیرہ وزارہ		۱۰۹	دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ -	۴۲۲
	خلافت و امامت -		۱۱۰	معراج باصطلاح صوفیہ -	۴۲۷
۹۲	امامت	۳۵۷	۱۱۱	شق قمر -	۴۲۹
۹۳	امام اول حضرت علی علیہ السلام	۳۶۱	۱۱۲	شق صدر -	۴۳۰
۹۴	امام دوم حسن علیہ السلام -	۳۷۰	۱۱۳	مسلک صوفیہ -	۴۳۱
۹۵	امام سوم حسین کربلا علیہ السلام	۳۷۶	۱۱۴	مسلک شیعہ	۴۳۳
۹۶	امام چہارم زین العابدین علیہ السلام	۳۷۹	۱۱۵	اقسام سنیان -	۴۳۶
	و انتخاب قصیدہ فرزدق -		۱۱۶	عدم جواز سب و لعن بر صحابہ	۴۴۰
۹۷	امام پنجم باقر علیہ السلام -	۳۸۴	۱۱۷	استعمال لقب امام -	۴۴۱
۹۸	امام ششم جعفر صادق علیہ السلام	۳۸۶	۱۱۸	نصب امام	"
۹۹	امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام	۳۸۸	۱۱۹	عصمت ائمہ اثنا عشر -	۴۴۲
۱۰۰	امام ہشتم علی رضا علیہ السلام -	۳۹۰	۱۲۰	تقیہ	۴۴۳

۱۲۱	متعہ —	۴۴۴	ت	اکتفا کیا گیا —
۱۲۲	واسطت یا وجہ —	۴۴۹	پنجم	تعریف مذہب صوفیہ —
۱۲۳	باغ فدک —	۴۵۰	ششم	مادہ ہاے تاریخ کتاب حد تحقیق
۱۲۴	عقد ام کلثوم —	۴۵۱	ہفتم	معذرت تالیف کتاب ہذا بایجاز —
۱۲۵	شرائط امامت نماز و وجوب قرأت	۴۵۴	ہشتم	بیان نسب و وطن مؤلف —
۱۲۶	عہدہ مجتہد —	۴۵۶	نہم	ذکر تعصب سنیان تا تحریر رقعجات
۱۲۷	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی —	؍؍		شادیات اور نقل چند رقعجات
۱۲۸	زیارت کربلا وغیرہ —	۴۵۸		نوید شیعیان —
۱۲۹	مرثیہ خوانی و تعزیہ داری —	۴۵۹	دہم	تنبیہ سنیان معاویہ شاہی و شیعیان
۱۳۰	نماز تراویح —	۴۶۱		و صوفیان بابت سنگین دل وغیرہ
۱۳۱	کلمۂ توحید —	؍؍	یازدہم	مؤلف کتاب ہذا سنی بالتعصب
۱۳۲	مسائل متفرقہ کہ جنمین سنی و شیعہ			و شیعی بے تقیہ و بے تبرا ہے
	مختلف ہین —		دوازدہم	موضوع ہونا حدیث الانبیاء لم
۱۳۳	صلواۃ و سلام بر علی علیہ السلام	۴۶۴		یورث ولم یورث کا اور گریز
۱۳۴	چند امورات متعلقہ خاتمہ —	؍؍		سنیان کا ملاحظہ کتاب ہذا
اول	انتخاب اقوال تذکرۃ الاولیا			سے اور چند خطوط تقریظیہ از جانب
دوم	سبب تالیف کتاب حد تحقیق			شیعیان —
سوم	گریز سنیان از کتاب حد تحقیق و			خلاصہ راے مؤلف در خاتمہ —
	قدر دانی شیعیان —			
چہارم	اس کتاب مین صرف قدر ضرورت			

چند غزلهاے طبعزاد جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر آزاد

نمبر ۱

گلے هستم ز گلزار محمد — برآید کار من از کار محمد
محمد را شفاعت خواه دیدم — علی را بدر یار محمد
رجوع فرع باشد تا باصلش — منم مشتاق دیدار محمد
خوشا وقتے که دیدم دست خود را — بدست فیض آثار محمد
شفاعت وعده کرد او از سر لطف — تسلی شد ز اقرار محمد
چه اندیشه ز هر حاجت که دارم — علی باشد چو مختار محمد
علی دارد کرم بر حال آزاد — چه خوش قربے بسرکار محمد

نمبر ۲

کار دنیا بکام خود دارم — جام جم را بجام خود دارم
خواب دوشین ز لبس مرا بنواخت — بخت و دولت بنام خود دارم
صدر مجلس شدم بخواب امشب — نغمهٔ خوش پیام خود دارم
نیست امرے که در تصرف نیست — وحشیان را بدام خود دارم
گر بیاید ببام من امشب — صبح دولت بشام خود دارم
رفته رفته رسیده ام اینجا — عرش اعلی مقام خود دارم
زود باشم ز قید حرص آزاد — هرچه خواهم مدام خود دارم

نمبر ۳

بقرب او که رسیدم ز خود بعید شدم   خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم

بسوی هر که برفتم ز پیش ملائی شدم   بسوی خویش چو باز آمدم پدید شدم

کدام جاست در اینجا که جلوه گاه او نیست   ملاحظه که نمودم دران وحید شدم

مثال با الحمد بکرد او که خود مرا طلبید   ز فیض بحر سخائش در فرید شدم

ز رنج و فکر تعلق جهان شدم آزاد

که من معاف ازان وعده و وعید شدم

نمبر ۴

ز انجیل جلی تحریر تو کن   محبت با عدو تسخیر تو کن

تو خود نیکی و نیکی کن بتقسیم   نکوئی با بدان تعزیر تو کن

من و او هم گناهم جمله یک هست   بپیشش رو همین تقریر تو کن

چو مسکین و حزین باشد ترا دل   ز بخت نیک وان تفسیر تو کن

ترحم بر غریبان نقش دل ساز   برای حفظ خود تدبیر تو کن

بخواب دوش دیدم زلف اورا   مقید کرد یا التعبیر تو کن

ولی آزاده دارم نامقید   چو پیش آمدم تخجیر تو کن

بدرگاهت رسیدم طالب خیر   گدائی پیر را توقیر تو کن

چو عفوش برتر آمد از گناهان   چه پروا باشدت تقصیر تو کن

دلت بوسیده گشته از گناهان   ازین دل بیرون آ تعمیر تو کن

خوشا وقتی که گوئی توبه آزاد

بیا اے عاشقم زنجیر تو کن

نمبر ۵

امداد و فضل تو چو بود پناه ما
ما را چه خوف هست ز کار تباه ما

هر چند واجب است سزای گناه من
اما که عفو تو بزداید گناه ما

آن بیت اقدسی که در آن انبیا بدند
تعظیم آن مکان بودم در نگاه ما

آنچه که وعده بود بذات تو شد وفا
دانم تو ئی مسیح ز رب اله ما

ای ذات احمدی که لقب تست راحب
موعود رهنما ز رسولی براه ما

جانم فدای نام تو ای شاه کربلا
ظلمی که بر تو رفت گواه است آه ما

هیهات گر بجنت نروم تا تمام عمر
آزاد در دول پرسان تالشاه ما

نمبر ۶

پیریست و یاد رفتگان هم
هر لحظه ابنکر این و آن هم

بوسه ندهی دهی تو دشنام
بی انس مشو و بد زبان هم

مغرور مشو بکار دنیا +
ماند نه مکین نه این مکان هم

هر شی که نظر کنم بعالم
مقصود توئی ز دل و جان هم

بی شبهه مرا تو دوست داری
معلوم ز چشم ابروان هم

ای جان اگر تو خوف داری
بیخوف روی و شادمان هم

آزاد توئی وحید دوران
در فضل و هنر و خاندان هم

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حدِ تحقیق بمشربِ سنی

۱۲۹۴

اس تحریر کا نام تاریخی حدِ تحقیق بمشرب سنی ہے کہ جو سید وحید الدین احسان بہادر آزاد نے بمقام نیوره قریب دانا پور کے مرتب کیا اور اس نام سے سال ۱۲۹۴ھ ہجری کا بحساب ابجد کے نکلتا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے اوپر ۱۳۴ فصلوں کے جو کہ عدد ہے حق گو کا۔

فصل ۱

رباعی

ہر روز یکے زور در آید کہ منم
چون کار جہان بر و قرارے گیرد
خود را بجہانیان نماید کہ منم
ناگاہ اجل زور در آید کہ منم

اس ہستی موہوم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہی ہم بہت متحیر ہین کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا تھے اور کہان تھے اور اس دنیا مین جو آئے تو بخودی خود
ہین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائینگے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو
ظاہر بصفت عقل کے دیگر حیوانات سے ممتاز ہے سو بہدایت اوسی عقل کے
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال مین پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے
اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراقمہ

چہ شی ہستم کجا بودم چہ انجام است در آخر	زبس مشکل ازین دریا رسیدن تا بساحلہا
زبان تا در دہان داری نگوئی جز کلام حق	کلام راست تاثیری و ہد بس در ہمہ دلہا

فصل ۲

میل طبیعی ہمارا ابتدائے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہی کہ اس وجہ
شوق سے انواع مذاہب کی کتابین نظر سے گذرین اور دلائل موافق و مخالف
دہریہ و طبیعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاریٰ
و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم
ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے
اس دنیا سے جائین اور بڑی حیرت کی بات یہ ہی کہ ہر فرقہ مین علماء کامل او صاحب
دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہین تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ
معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے از قسم
تجربیات ظاہری کے ہین اسواسطے اس علم معاش مین کچھ اختلاف نہین ہے
خلاف اوسکے مذہب کہ جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہین اور
حال بعد مرگ کا محسوسات سے نہین ہے کہ اسی سبب سے ایک ایک فرقہ جدا گانہ

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی بافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کیجاے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اسواسطے مختصراً اپنا اعتقاد ہم یہ لکھتے ہین کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہی کہ اگر ہم اونکو خدا نہ کہین تو اونکو ہم مجرد آدمی بہی نہین کہہ سکتے ہین کہ اونکے صفات عام ظاہرا قوت بشری سے بہت زایدہین اور سوا اسکے چارہ نہین ہے کہ اونکو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کرلین اور قران شریف مین جو ذکر اونکا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہی سو اس سے زیادہ ہم کیا کہسکتے ہین اور توریت و زبور وغیرہ مین پیشین گوئیان نسبت اونکی اس کثرت سے ہین کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ یہودان کے اون پیشین گوئیون مین مذکور ہین اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سی حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہین سمجہتے ہین حالانکہ بہت بادشاہان اونکی امت کے بادشاہان یہود ہو گذرے ہین اور اب تک موجود ہین اور اوسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہی کہ اوس سے حقیت دین اسلام محمدی کی بہی بخوبی تمام ثابت ہی اور چونکہ اس رسالہ مین کوئی بحث خاص نسبت حقیت اسلام کے نہین ہے اسواسطے نشان دینا اون پیشین گوئیون کا اس رسالہ مین کچھ ضرور نہین معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کرلینے حقیت دین اسلام محمدی کے ہی —

لرا قمہ

انچه که وعده بود بذات تو شد وفا	دانم توئی مسیح زرب آیه ما
اے ذات احمدی که تعبد ترا احب	موعود رہنما ورسولے براہ ما

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سُنّی مشرب ہین تو ہم مناسب سمجھتے ہین
کہ ہم اپنا اعتقاد لکھہ جائین کہ درمیان خلفاے ثلثہ اور حضرت علی علیہ السلام کے
کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہین اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہی کہ کسی امر کو اپنی طرف
سے ثابت کرنا ہم پسند نہین کرتے ہین بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ مین ثابت معلوم
ہو سو اوسکی ہم پیروی کرتے ہین اَلحَقُّ اَحَقٌّ بِالاتِّبَاعِ وَلَوْکَانَ خِلَافًا لِلْجُمْهُورِ
اور ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علمار اہلسنت معاویہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام قرابت
اہلبیت سے برکنار ہوکر راہ کج اختیار کرتے ہین سو اسواسطے ہمکو کچھہ تقلید اونکی
نہین ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او[illegible]
تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدردانی کی اون لوگون سے زیادہ تر ہی جو کہ قرآن
اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہین
اور تعصب سے برکنار ہین اور امید ہے کہ بقول اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی
مَنْ قَالَ کے صاحبان انصاف اسبات کو مدنظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہین اور نہ
یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہیں اور بہ نسبت ترک تقلید علمار اہلسنت کے سُنّی لوگ ہمکو
مورد الزام نہین کرسکتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت مین کاغذ قلم
واسطے لکھنے کچھہ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت
کرتا ہی بس [illegible] گویا حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے غیر ضروری
[illegible] تو مقابلہ قرآن [illegible] کر [illegible] کیا [illegible]

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہی کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہی ایک خلافت سی سالہ کہ جو حضرت ابوبکرؓ سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہین پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت ائمہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہین اور بمقتضای حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے حضرت علیؑ اوسیطرح پر مولی خلفاء ثلثہ کے ہین کہ جسطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولی ہین شعر دو تا ویکے چون زبان قلم * علی و نبی ہر دو نسبت بہم * پس خلفاء ثلثہؓ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہین ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آئندہ ہوگی۔

فصل ۶

ایک مورخ خوب لکھتا ہی کہ اختلاف مسلمانون کا اول اول خلافت ابوبکرؓ سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہی کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی اصل منشا سب اختلافات کی ہوئی یہان تک کہ سنی لوگ بضرورت اثبات حقیت خلافت ابوبکرؓ کی تو ہین و تنقیص شان علیؑ اور اہلبیت مین مبتلا ہوگئے اور شیعہ لوگ ان خلفاے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ علماے اہل سنت کے کوئی لفظ مولی و اہلبیت و عترت و آیت مباہلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہین ہے کہ جسکے معنی بنانے مین کوشش نہین کرتے ہون اور کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہے کہ جسکی حمایت نکرتے ہون یہان تک کہ بہیئت مجموعی تمام تحریرات علمای اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے ان لوگون کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کھٹس
یعنے عناد و عداوت ہو حالانکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طرح پر صحیح
تسلیم کرلیجائے تو درحقیقت کچھ حاجت اسقدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور
کسر شان علی کے نہین ہے اور فی الواقع شان حیدری اسقدر ارفع و اعلی ہے کہ
خلافت ظاہری اگر حضرت علیؑ کو بعد پیغمبر خدا کے نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان
شان اونکا نہین ہے۔ بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند	میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچا زاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابو طالب چچا پیغمبر صاحب
کے ہین کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علی صراحتہ
محسن زادہ حضرت رسول کے ہین اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے
ہین اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اسبات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسولخداؐ
کی بیٹی اونکی تھین تو یہ شرف بمقابلہ حضرت علیؑ کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ
کی زوجہ حضرت علی کی ہین اور اسی بنیاد پر جواب موہم ایک عالم کا ہوا کہ جب
ایک شخص نے اوس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہین یا علیؑ تو اوس عالم نے
کہا من بنتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی اوسکی اوسکے گھر مین ہو
اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جاے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی اوسکے گھر مین
ہو تو حضرت علیؑ افضل ہین اور اگر یہ مراد ہو کہ جسکی بیٹی پیغمبر خدا کے گھر مین ہو
تو حضرت ابو بکر افضل ہین اور ظاہر ہے کہ بیٹی دینا بغیر پسندیدگی کمال درجہ شخص
منسوب الیہ کے نہین ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ اوسمین شرف اور بزرگی بدرجہ

چندان دخل نہین ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی کی
تھین کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہین پس کیا ابوسفیان اور اوس
یہودی کو کچھ شرف منزلت اوپر حضرت علی کے ہوسکتا ہے غرض کہ شرف دامادی پیغمبر
خسر ہونے سے عقلاً بہت زائد تر ہے خصوص اس حال مین کہ حضرت فاطمہؑ بنت
رسولخدا کے بطن سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی تھین کہ جو اصل زوجہ حضرت رسولؐ
کی تھین کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آخر عمر تک آپ
اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہان اس شرف
دامادی مین حضرت عثمان البتہ شریک حضرت علی کے ہین کہ اونکو پیغمبر خدا نے یکے
بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون بیٹیان بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پیٹ سے
تھین مگر یہ امر بھی عیان ہے کہ حضرت عثمان بنی امیہ مین سے تھے اور شرافت نسب مین
ساتھ حضرت علیؑ کے کہ از خاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلب جد رسولخدا کے مقابل نہین ہوسکتے تھے

فصل ٨

سنتیان سعادیہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلور یعنی ظروف نقرئی انگریزی اور
ظروف گلیٹ انگریزی یعنی ظروف مسی ملمع کے بہت درست ہے کہ ظاہرا یہ سب ظروف
چاے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہین اور انواع کاریگری اور
نقوش عمدہ سے معمور ہین مگر اصل مین ناقص چاندی یا سراسر تانباسی بنے ہوے
ہین سو اسیطرح پر یہ سنتیان سعادیہ شاہی ظاہر مین جبہ و دستار سے خوب تجمل اور
اعمال نماز و روزہ مین بھی بہت چست ہین مگر جب حب علیؑ سے خالی ہین تو یہ سب
صورت و اعمال ظاہری بالکل بیکار ہے کہ حدیث مین لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ
الا منافق واقع ہے یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھتا ہے مگر مومن اور علی سے

بغض نہین رکھتا ہی مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہی کہ یہ سنیان عادۃً
شا ہی اکثر مبتلای زراندوزی اور قلت رحم وکثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین
غرضکہ یہ سنیان اس امت محمدی کے یہود ہین اور اس جبہ ودستار اور ظاہری نماز
روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جمل اور صفین و نہروان وکربلا مین جو لوگ کہ ساتھ
حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سو وہ لوگ بھی صورت و اعمال
ظاہری مین مسلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوندتعالے کی عجب طرح سے عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہے کہ
کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کرسکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو
ہماری پاس ہے سواوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام مین بہت عاجز
ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان وہیئت افلاک وغور حالات جمادات
اور نباتات وحیوانات سے ایک ارادہ وبندولبست وانتظام عام پایا جاتا ہے
کہ جس سے وجود ایک صاحب ارادہ وذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور
علاوہ اسکے ایک حکمت خداوندتعالے کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی مین چند
آدمی مثل حضرت موسیٰ وغیرہ کے دیکھے جاتے ہین کہ جو اونکے خرق عادات مثل
عبور دریاے نیل واحیاے اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت
خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور اون لوگون نے وجود باریتعالے کا اقرار کیا پس وہی
اقرار اون لوگون کا واسطے اقرار ہم لوگون کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الٰہی
کو سمجھ نہین سکین تو ہم لوگون کو اسیقدر بہت غنیمت ہی کہ بہ تقلید اونکے ہم لوگ
بھی خدا کو حسب تعلیم اونکے مان لین ؁

بیت۔ ما بدان رتبۂ عالی نتوانیم رسید	ہان مگر لطف شما پیش نہد گامی چند

اور سلسلہ انبیاے بنی اسرائیل مین خصوصاً ذات مسیح ع کی ایسی ہوئی کہ جس سے قدرت وبزرگی
ورحم عام خداوند تعالیٰ کی تمام عیان ونمایان ہے اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمیہ ہمکو بہت یاد آتا ہے کہ
اپنے اطوار واخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھکر کے لوگ خدا کی تمجید کرین سو موافق
اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہین اور مضمون ناد علیاً مظہر العجائب
تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی
کا بہت حسب حال ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظہر العجائب واقع
ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب وقرب قرابت حضرت رسول و زوجیت بتول کے صفت
علم وحلم وحیاو وفا وشجاعت وسخاوت ورحم وکرم وعدالت و زہد و ریاضت وتوحید و
عبادت وحل مشکلات ودستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف مین ایسی مجتمع ہین کہ
اور نیز کمال ہر یک صفت کی بہت سی نظائر سیر وتواریخ مین مندرج ہین کہ کچھ کچھ ذکر اوسکا اس
رسالہ مین بھی اپنے اپنے مقام پر ہوگا اور آپکا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اسقدر
عجائب کمالات سے آپ معمور تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہوگیا کہ جو خود آپکو خدا جاننے لگا
اور معاویہ کو آپ سے کیا نسبت ہے کہ خود اوسکا فر یا مسلم ہونے مین اختلاف ہے اور ہمارا حال تو حضرت
علی کے حب مفرط مین شیخ کے ہے کہ جسپر ہمنے کہ تخلص ہمارا آزاد ہے ایک مصرعہ تضمین کیا ہے
بیت۔ گرچہ آزادی یہ اپنی فخر تہا مجکو ولے | دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوگیا
اور اگر سنی لوگ بملاحظہ حب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کچھ
عذر نہین ہوگا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہین ہے بلکہ قول حضرت
امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تمسک ہے لو کان الرفض حب علی
فانا رافضی یعنے اگر رفض نام ہے حب علی کا تو ہم رافضی ہین

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب وعن سہل بن سعد ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح
اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وکلہم یرجون ان یعطاہ فقال این علی ابن ابیطالب فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی
عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی عینیہ فبرأ حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یا رسول اللہ
اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم
الی الاسلام واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک
رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیہ وذکر
حدیث البراء قال لعلی انت منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر

ترجمہ اور روایت ہے سہل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہا بروز خیبر کے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس علم کو کل کے روز ایک آدمی
کو جو کہ فتح کریگا اللہ اوسکے ہاتھون پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے
اللہ کو و رسول کو اوسکے اور دوست رکھتا ہے اوسکو اللہ اور رسول اوسکا پس
جبکہ صبح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس اور ہر ایک
آدمی امیدوار تھا کہ اوسکو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ
کہان ہے علی ابن ابیطالب پس لوگون نے کہا کہ اے رسول اللہ اوسکی آنکھین
درد کرتی ہین تب رسول اللہ نے کہا کہ بلوا بھیجو اوسکو پس بلائے گئے علی تب تھوک
لگا دیا رسول اللہ نے دونون آنکھون مین اوسکی تب اچھے ہو گئے علی اس طرح پر کہ گویا

اونکو نہ تھا کوئی درد پس دیا اوس رسولؐ نے اوس علی کو وہ علم پس کہا علیؑ نے اے رسول اللہ قتال کرونگا مین کافرون سے یہانتک کہ ہو جائین وے لوگ مسلمان مثل ہم لوگون کے تب فرمایا رسولؐ نے کہ نفوذ کرو اوپر نرمی اپنے یہان تک کہ پہونچے تو اونکے گہرون مین تب دعوت کر تو اون لوگون کو طرف اسلام کے اور خبر دے اون لوگون کو اوس چیز سے کہ جو واجب ہی اوپر اون لوگون کے حق اللہ سے بیچ اوس اسلام کے پس قسم ہے خدا کی ہر آئینہ یہ بات کہ ہدایت کرے اللہ سبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے واسطے تیرے اس بات سے کہ ہون تجھکو چار پایہاے سرخ اور شتران سرخ یہ حدیث متفق علیہ ہی اور ذکر کیگئی حدیث براءکی کہ کہا آنحضرت نے علی کو کہ تو مجھ سے ہی اور مین تجھسے ہون بیچ باب بلوغ الصغیر کے فقط یہ جنگ خیبر سنہ ہجری کا ہی کہ جسکے چار برس بعد حضرت پیغمبر خدا نے انتقال کیا سو اس حدیث واقعہ خیبر سے بھی ممتاز ہونا آپ کا تمام صحابیان امیدواران علم سے ظاہر ہوتا ہے اور بعد اسکے بوقت مراجعت حجۃ الوداع کے تو حضرت علی صراحۃً وصی رسول اللہ از روی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے مقرر ہوے ۔

فصل ۱۱

حضرت علیؑ مشکلکشا بے شبہ وصی برحق اور جانشین بلافصل حضرت رسولخدا کے ہین اور رباعی حضرت امام شافعی کی بہت درست ہے رباعی علیؑ حبہ جنۃ

امام الانس و الجنۃ وصی مصطفی حقا قسیم النار و الجنۃ

یعنے علیؑ کی محبت سپر ہی اور علی امام انس و جن کے ہین اور وصی حضرت رسول کے ہیں از روے حق کے اور تقسیم کرنے والے دوزخ و بہشت کے ہین ۔ اور اگر معاویہ کو بیچ ذاتی سے درگذر کر کے تقسیم مین دوزخ نہین دین تو یہ بات اونکے عفو و کرم سے

کچھ دور نہین ہی مگر معاویہ کی دوسری دوسرے بدذاتیون کا کیا جواب ہی اور آپکا وصی ہونا حدیث غدیر سے بخوبی تمام ثابت ہی اور ایسے ملکی صفات کے آدمی کا وصی ہونا عین حق ہے کہ دین اسلام کے واسطے حضرت علی ایک بڑے فخر کی چیز ہین حسب قول مولانا روم بیت آن خیو انداخت بر روے علی ✣ افتخار ہر نبی و ہر ولی ✣ اور اس شعر کا قصہ یہ ہی کہ جب ایک جہاد مین ایک کافر کے سینہ پر آپ واسطے گلا کاٹنے کے سوار تھی تو اوس کافر نے آپکے منھ پر تھوک دیا تب آپ فوراً سینہ پر سے اوس کافر کے اوتر آئے اور کافر نے وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ ہم تیرا گلا بوجہ اداے حق خدا کے کاٹا چاہتے تھے اور جب تو نے ہمارے منھ پر تھوک دیا تو اس حالت مین اگر ہم تیرا گلا کاٹتے تو شمول نفسانیت کا بھی ہوتا اور بملاحظہ اس خلوص عمل کے وہ کافر فوراً ایمان لایا سو اس قصہ سے کمال حلم اور خلوص عمل و رتبہ حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل مولانا روم کے بہت حسب حال ہین اشعار

از علی آموز اخلاص عمل	تا رہے از مکر شیطان و دغل
تو بتاریکی علی را دیدہ ✣	زین سبب غیرے برو بگزیدہ

اور حدیث وصیت خم غدیر کی حسب ذیل ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلے فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلے فقال اللھم من کنت مولاہ فعلے مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا یا ابن ابیطالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی براو ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم جب فرود آئے موضع غدیر خم مین تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا
کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے ہین ساتھ مومنین کے ذاتون سے
اونکے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہین جانتے ہو
اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولی ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سی اوس مومن
کے تب صحابیون نے کہا کہ ہان تب کہا رسول اللہ نے ای خدا جس شخص کے ہم مولے
ہین سو علی مولے اوسکا ہی اے خدا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھی اوس علیؑ کو
اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے اوس علی کو پس ملاقات کی عمرؓ نے اوس علیؑ سی
بعد اوسکے اور کہا اوسکو خوش ہوی پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے
اسطرح پر کہ تو مولی ہی کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ
عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد
اسکے کہ جمع کیا صحابیون کو اور ایک روایت مین آیا ہی کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالانہاے
شتر سے اور اوسپر چڑھ کر کے یہ حدیث فرمائی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے
قول الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم کو تین بار مکرر فرمایا مگر شارح مذکور
نے جیسا کہ عادت سنیون کی ہے اس لفظ اولی اور مولی کو بھی بڑی کوشش سے
بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ مین مولی بمعنی حاکم اور والی کے نہین ہے
اور شارح مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہین سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح
صحابیون کو جمع کرکے اور پالان شتر کا ممبر بناکے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کر کے
اور صحابیون سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا سواے
ایک قسم وصیت تاکیدی کے اور کیا ہو سکتا ہی اور شارح مذکور نے جو معنی بنالے ہین اولے
اور مولی کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رایگان ہی اسواسطے کہ اس مولی کے معنی

کچھ ہون مگر بات اسقدر رہی کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانون سے ہی سو وہی نسبت
حضرت علی کو بھی مسلمانون سے ہی پس مولی کے معنی جو کچھ سُنّی لوگ قرار دین تو یہ نسبتی
علی کے ساتھ نبی کے کسی حال مین زائل نہین ہو سکتی ہے بلکہ معنی اسیقدر پیدا ہونگے
کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم
نہین سمجھتے ہین کہ محمد رسول اللہ کے مولی ہونے مین بمعنی خاوند اور مالک کی سنیون کو
کیا عذر ہی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ محمد رسول اللہ کو اجگہہ پر سُنّی لوگ مولی بمعنی خاوند
کے کیونکر قبول کرین کہ اس حال مین حضرت علی کو بھی مولی بمعنی خداوند کی قبول کرنا
پڑیگا اور خلافت ابوبکرؓ کی سنیون پر کیا ایک مصیبت ہی کہ ہر جگہہ پر جہان کہ کچھ
فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہان پر حق سے سنیون کو گذر جانا لازم و ضرور
ہو جاتا ہی اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو سیار کباد دیکے کہا کہ تو
مولی کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضائے اوس وقت کے تھی کہ پیغمبر
خدا نے حجۃ الوداع سے پھر کرکے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور
اوسوقت مین حضرت رسولخدا صحیح و تندرست تھے ورنہ مرض الموت سی حضرت رسولخدا
کے جو کچھ تغیر حضرت عمر مین ہوا سو اوسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور ہماری رائے یہ ہے
کہ یہ لفظ مولی اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کی ہے اور شارح مذکور نے
اپنی شرح مین کیا خوب داد سنیت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ اگر مولی سے امامت
مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہی کہ آخر کو درجہ چہارم مین حضرت علیؑ بھی امام
ہوئے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ حضرت علی نے اس حدیث نصّی کو کسواسطے
بوقت خلافت ابوبکرؓ کے دلیل نہین کیا حالانکہ حضرت علیؑ نے بوقت خلافت ابوبکرؓ
بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین

کہ شیعہ لوگ مولی کو اسجگہ پر معنی اولے بامامت بدلیل فقرہ اول آنحضرت الست
اولی بکم کے قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنے
صحابیون کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شارح مذکور کا جواب
یہ کہ اگرچہ حدیث صحیح ہو مگر درجہ تواتر کے نہین ہے اور سب اصول شیعہ واسطے
دلیل امامت کے تواتر حدیث شرط ہی سو یہ جواب محض ضعیف ہی اسواسطے کہ جب یہ
حدیث نزدیک خود شارح مذکور کے صحیح ہی تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث
کی تعمیل مین سنیون کو کیا عذر ہے اور شارح مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ اگر خلافت ابوبکر
کی ناحق وناروا ہو تو ابوبکر ودیگر صحابیان اتفاقی اونکے گمراہ قرار پاتے ہین تو صحبت
رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت مین آپکے نقصان لازم آتا ہی مگر یہ تقریر
بھی محض لچر ہے اسواسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی
نہین ہے کہ تمام صحابیان اوس رسول کے راست باز اور ہدایت یافتہ ہون اسواسطے
کہ آیت انک لا تهدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم کی
اس بات پر شاہد وناطق ہے کہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہین کرتا ہی
اوسکو کہ جسکو تو چاہے ولکن اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ جسکو وہ چاہی طرف راہ
سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہی اور کوئی شخص راہ راست پر
نہ آوے تو اوس سے کیا نقصان اوسکا ہی اور شیعہ لوگ جوکہ ایران وہندوستان
وغیرہ مین کروڑ دو کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہین سو تمام خلفاے ثلثہ اور تمام
صحابیان اتفاقی کو اونکے گمراہ اور برا سمجھتے ہین مگر رسالت مین حضرت رسول کریم کے
کچھ نقصان نہین وارد کرتے ہین اور سوای اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت
ثلثہ کو قبول کرلیا تو اب اس خلافت ثلثہ مین کیا عذر ہوسکتا ہی مگر صرف واسطے اس

ایک امر کے کہ خلافت ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جاے یہ اہتمام کیا ضرور ہی کہ معنی بنانے میں مولی وغیرہ کے اسقدر کج راہیں اختیار کیجائیں۔

فصل ۱۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں کہ فرمایا آنحضرت نے حضرت علی کو کہ تو ہماری نسبت سی بجاے ہارون بہ نسبت موسی کے ہو مگر تحقیق کہ فرق یہ ہی کہ نہیں کوئی نبی ہی بعد میرے متفق علیہ اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آنحضرت اخیر غزوہ تبوک کو جاتے لگے تو حضرت علی کو اوپر اہل وعیال اپنے سفر کیا تب حضرت علی نے کہا آپ نے مجکو چھوڑا اوپر عورتوں اور بچوں کے تب حضرت رسول نے فرمایا کہ کیا تم رضی نہیں ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون واسطے موسی کے ہو پس اس حدیث سی معلوم ہوا کہ حضرت علی کو ساتھ پیغمبر خدا کے وہی نسبت ہی جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہی کہ جسطرح پر حضرت علی بھائی حضرت رسول کے تھے سو اوسیطور پہ ہارون بھی بھائی حضرت موسی کے تھے و نیز جسطرح جبکہ حضرت موسی اپنے قوم پر ہارون کو چھوڑکر کے کوہ سینا پر گئے تھے سو اوسیطرح پہر حضرت علیؑ کو اپنے اہل وعیال پر چھوڑکر کے حضرت رسول بطرف غزوہ تبوک کے گئے مگر جیسا کہ سنیوں کی عادت ہی کہ جس جگہ سے کچھ فضیلت اور خصوصیت اہل بیت کی پائی جائے سو اوسکی معنی بنانے میں ہرگز قصور نکرینگے سو اسجگہ پر شاہ عبد الحق صاحب یہ بات بناتے ہیں کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا مدت غزوہ تبوک تک اور خلافت مطلقہ مراد نہیں ہوسکتی ہی اسواسطے کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ علیہ

مرے اور آنحضرت نے بقدر ایام غیر حاضری غزوہ تبوک کے ابن ام مکتوم کو واسطے امامت
نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی
حضرت علی کو دیتے مگر شارح مذکور کہتے ہیں ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبرگیری
اہل وعیال کی کو واسطے تھوڑی مدت کی ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علی کے ساتھ حضرت
نبی کے وہی ہے کہ جو ہارون کو ساتھ حضرت موسی کے تھی اور اسیواسطے یہ تشبیہ
بحق ابن ام مکتوم کے نہین دیگئی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت
خبرگیری اہل وعیال کے بہت کم ہے اسواسطے کہ اس امر مین عقل اور تدبیر المنزل درکار
ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اوسمین عقل کی کچھ ضرورت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے
کہ خود شارح مذکور کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہین ہے اسواسطے کہ آخر
شرح مین اس حدیث کی شارح مذکور لکھتے ہین کہ اگر یہ حدیث اوپر خلافت کی دلیل ہو
تو اوپر حصر خلافت علیؑ یا خلافت علی بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہین ہے
مگر ہم کہتے ہین کہ اس تشبیہ ہارون مین حضرت رسول نے اسقدر فرق اس تشبیہ کا
کہدیا مگر فرق اسقدر ہے کہ نہین کوئی نبی ہوگا بعد وفات اونکے سو بیچارے شیعہ
لوگ حضرت علی کو بعد وفات حضرت نبی کے کچھ نبی بنانا نہین چاہتے ہین فقط اور
ہر چند حضرت علی کو خلافت چہارم درجہ مین ملی مگر اس بات سے کیا انکار ہوسکتا ہے
کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جنکو تشبیہ ہارون سے نہین دیجاسکتی ہے

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ابن عمر قال اخی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال اخیت بین اصحابک
ولم تواخ بینی وبین احد فقال رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم انت اخی

فی الدنیا والآخرۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابن عمر سے کہ
کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری ومواخاۃ لگادی درمیان اصحاب اپنے
پس آئے علی کہ روتی تھین آنکھین اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری لگادی
درمیان اصحاب اپنے اور نہین برادری لگادی آپ نے درمیان میرے اور درمیان کسی
صحابی کے پس فرمایا رسولخدا نے کہ تو بھائی میرا ہے بیچ دنیا اور آخرت کے روایت
کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکر ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی
شرح مین کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہین کی بلکہ بہت صاف دلی
سے بیان کیا کہ حضرت رسول نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت مین اور تجکو
کیا حاجت اور کیا مناسبت ہی کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کی برادری کرادین فقط
ہرچند یہ حدیث کچھ دلیل حقیت خلافت بلافصل علیؑ کے نہین ہوسکتی ہے مگر البتہ
اس حدیث سی ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ آپسمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک
دوسری چیز ہین کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت نبی کے ہی اور سنیون کو اس بات سے
انکار نہین ہوسکتا کہ خلفاء ثلثہ جو بعد حضرت نبی کے خلیفہ بنی سو وہ لوگ بجاے
حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا
الطیر فجاءہ علی فاکل معہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی انس سی کہ کہا
اوسنے کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریاں پس کہا اوس رسول نے کہ اے
اللہ بھیج لاتو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین تیرے خلق کا ہی تیری

که کھائے وہ ساتھ بیرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کھایا اور
چڑیا کو ساتھ اوس رسول ص کے فقط بتا کھڑ کا اور گھوڑا بھڑکا ایک مثل مشہور ہے سو سمجھیے
پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلافت
ثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سنیون کو ضرور ہی کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبد الحق صاحب
نے اس لفظ احب کے معنی بنانے مین کچھ قصور نہین کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے
ہین کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شارحان نے
تخصیصات کئی ہین کہ لفظ احب سی معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد ہی یا احب خلق بنی عم ام
سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہی کہ جو ادنی و اقرب واقع ہے
ساتھ احسان بنی کے اور شارح مذکور اپنی راے مین لکھتے ہین کہ یہ سب تخصیصات اسواسطے
ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نہ آوی اور حقیقت
مین کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہین ہی اسواسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہین ہے
کہ احب مطلق حضرت رسول سمجھے اور صحابیون مین سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض
وجوہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کی ہو تو کچھ منافات نہین ہی اسواسطے کہ احب ہونا
حضرت علی کا بجمیع وجوہ مراد نہین ہے اور اوس لفظ احب کو اسقدر تنگ کرنا کچھ ضرور
نہین ہی فقط ہم کہتے ہین کہ تحمل اس لفظ احب کا بہ نسبت حضرت علی کے جو سنیون کو
نہین ہے اور اس لفظ احب کی تاویل مین یہ سب عرق ریزی بہ سبب ایک غرض خاص
کے ہی سو اسمین شعر مولانا روم کا بہت حسب حال ہے شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ۰ اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو
اسقدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہین ہی اسواسطے کہ ایک دوسری حدیث سی
بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوۃ المصابیح باب مناقب

اہلبیت عن جمیع ابن عمیر قال دخلت مع عمتی عائیشۃ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا

ترجمہ روایت ہی ابن عمیر سے کہ کہا اوسنے کہ پہونچے ہم ساتھ پھوپھی اپنی عائیشہ کے پاس تب سوال کیا ہمنے کہ کون شخص محبوب ترتھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عائیشہ نے کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردوں سے کون شخص محبوب ترتھا تب کہا عائیشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح مین بھی اپنی عادت سے باز نہین آکر کے یہ بات بناتے ہین کہ یہان پر انصاف عائیشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب مین نہین کہا کہ مین اور میرا باپ محبوب ترتھا اور دور نہین ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتین کہ عائیشہ اور باپ اونکے محبوب ترتھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کے سواس تاویل پر ہمکو خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنیون کی جو بہ نسبت حضرت ابوبکر رض کے ہی سو تفصیل اوسکی آئندہ کیجائیگی کہ فضیلت حضرت ابوبکر کی حضرت علی ؑ پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیۃ ندع ابناءنا و ابناءکم دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللہم ہؤلاء اہل بیتی رواہ مسلم

ترجمہ روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت ندع ابناءنا و ابناءکم کی تو بلایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بس کہا اوسنے کہ اے اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہین روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری بایں طرح ہے کہ آیت ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا
وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین
ترجمہ اور جو شخص کہ حجت کرے ساتھ تیری بابت اوس مسیح کے بعد اوس دانست کی جو دی گئی ہی تجھکو
سو کہہ تو اون لوگون سے آؤ تم لوگ چاہیئے کہ ہملوگ بلاوین اپنے بیٹون کو اور ہم لوگ اپنے بیٹون
کو اور ہملوگ اپنی جورؤن کو اور تم لوگ اپنی جورؤن کو اور ہملوگ خود اپنی سبکو اور تم لوگ خود
اپنے سبکو اور تب ہملوگ لعنت مانگین اور کہین لعنت خدا کی اون لوگون پر کہ جو جھوٹھ بولتے
ہین اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنے سردار پادری ابو حارث کے
پیغمبر صاحب کے پاس بطور سفیران منجانب باشندگان نجران کے آکر کے اور کچھ بحث کر کے
ساتھ اوس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسی مسیح کے وے لوگ متفق ہوے اس بات پر
کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق برسر غلط ہی تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہؑ
اور اپنے داماد علیؑ اور اپنے دو نواسے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ لیکر کے اون عیسائیون کے
پاس جا پہونچے اور اونسے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کرین مگر جبکہ اون عیسائیون نے
دیکھا اوس پیغمبر کو رکوع مین جاتے ہوئے تو اونکا عزم ڈھیلا ہو گیا اور مباہلہ کی لعنت نہین پڑھ سکے
بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث سے صراحۃً ظاہر ہوا کہ حضرت رسول خدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور
علی اپنے داماد اور حسن حسینؑ اپنے دو نواسہ کو بلفظ ہولاء کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہلبیت
ہمارے ہین کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصون کے پنجتن پاک کہلاتے ہین مگر چونکہ سنیون
کی عادت ہی کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوسمین سے
لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جسسے اوس فضیلت مین کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق
اوسی عادت کے شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کے معنے بنانے مین بہی بہت کوشش کی ہی
کہ لکھتے ہین کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ ہی کہ جنکو زکوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہین

کہ جو شتمل ہین اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دوئم یہ کہ
اہلبیت بمعنی اہل وعیال کے ہی کہ جس رو سے ازواج نبی بھی داخل اہلبیت ہین اور شاہ صاحب
موصوف لکھتے ہین کہ کبھو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہی کہ جس سے خصوصیت حضرت فاطمہ وعلی
وحسن حسین کے ساتھ لفظ اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور لکھتے ہین کہ حضرت ام سلمہ سے روایت
ہے کہ ہم رسولخدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکے خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے
ہین تب آنحضرت نے ہمکو کہا کہ الگ ہوجاؤ تب ہم اندر گھر کے چلے گئے تب حسنؑ اور حسینؑ آگئے
اور اونکو آپ نے گلے سے لگا لیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسری ہاتھ سے
پکڑا اور اون سبکو اپنے بدن سے لپٹا لیا اور اون سب لوگون کو اپنے کالے کمل کے اندر
لیلیا اور کہا کہ ای خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہین اور شاہ صاحب نے اس بات کو بھی لکھا ہے
کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اوپر ہر ایک
حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اونکی یعنے
علی اور فاطمہ اور حسنؑ وحسینؑ اس حکم سے مستثنی ہین اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہین
کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کہ بنی ہاشم
اولاد عبد المطلب کی اہلبیت اور وے نسب کی ہین اور ازواج آپ کی اہلبیت سکنی کی ہین
اور اولاد آپکی اہلبیت ولادت کی ہین مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہین کہ اطلاق
معتاد اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہرگاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ
ہولاء کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہین تو شاہ صاحب
کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کی کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی
اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور
حائض ہونے مین بھی مسجد نبوی مین جانا حرام نہین تھا بخلاف دوسرے شخصون کے

کہ اون لوگون کو حالت جنب اور حائض ہونے مین داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت پنجتن پاک بذات خود تمامتر طاہر و مطہر ہین اور کسی حال مین اطلاق نجاست کا ان لوگون پر نہین ہو سکتا ہی پس کسیطرح سے خلفاء ثلثہ مقابل یا ہمرتبہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہین ہو سکتے ہین ۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا رواہ مسلم ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سے کہ کہا اونسے کہ ایک روز باہر نکلے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے بدن پر ایک کملی تھی منقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس حسن کو اپنے کملی مین تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ تب لے لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید کی یعنے نہین چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگون کو ازروے پاک کرنے کر روایت کی اوسکو مسلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ احزاب کی بائیسوین پارہ مین حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ترجمہ اور بیٹھی رہو حضرت بیبیو اپنے گھرون مین اور نہ نکلو باہر ساتھ نمایش ایام جاہلیت کی اور قائم رکھو نماز کو اور روزہ کو

کو اور تابعداری کرو خدا کی اور اوسکے رسول کی کسواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہی کہ تمسے دور رکھی نجاست کو ای اہلبیت اور تمکو ظاہر بناوے ساتھ کمال طہارت کے اور اہلبیت سی اس جگہہ پر علیؑ اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہین جیساکہ اس حدیث مین بہی اون ہی لوگون کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہی کہ شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین کچھہ کوشش معنی بنانے اہل بیت کی نہین کی اسواسطے کہ شرح حدیث مین آیت مباہلہ کے اہلبیت کی معنی مختلف بیان کر چکے ہین۔

فصل ۱۷

عن زر ابن جبیش قال قال علی والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زر ابن جبیش سے کہ کہا اوسنے کہ کہا علی نے قسم اوس شخص کی کہ جسنے چیر ادانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے اس بات کو کہ نہین دوست رکھے گا مجھکو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا مجھہ سے مگر منافق روایت کی اوسکو مسلم نے اور شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ محبت علی کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی نشان نفاق ہی اور ظاہر اسی وجہ ہی کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علی کے اپنے کو ملقب مومن سے کہلاتے ہین۔

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وہو ولی کل مومن رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہی کل مسلمانونکا
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کے
اس بات کو قبول کیا ہی کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھسے ہی اور مین علی سے
ہون کنایہ ہی کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت
سنیون نے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہی اور یہ امر بنظر حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ہی کہ اوس حدیث مین بھی احتیاطاً مولی کے معنی محب
اور ناصر قرار دیا ہی بہرحال شیعہ لوگ جو علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بعد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہین سو اس امر کے حق اور
واجب ہونے مین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہر چند کہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کو جزو کلمہ
کردینا چندان ضرور نہو اور شاید یہ اضافہ کردینا کلمہ مین بمقابلہ تعصب سنیون کے
معذور رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی منی
وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہی حبشی
ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھسے ہی اور مین
علی سے ہون اور نہین کوئی حق ادا کریگا میری طرف سے مگر مین یا علی روایت کی
اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہی کہ جس سال مین کہ آنحضرت نے حضرت
ابوبکر کو امیر حاج کرکے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرت نے پیچھے سے حضرت علی
کو بھیجدیا تا کہ نقض عہد مشرکون کا کرین اور سورہ برأت کو اونکے سامنے پڑھکر کے ندا
کردین کہ مشرک لوگ جو نجس ہین بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائین اور

سوا اسکے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہرحال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعمیل ان سب مراتب کی بہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابو بکرؓ سے نہین ہو سکتی تھی کہ حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون او ہماری طرف سے آداے حق نہین کوئی شخص کر سکتا ہے مگر کہ مین یا علی۔ اور شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کے معنی بنانے مین کچھ کوشش نہین کی مگر جسقدر کہ اونسے ہوسکتا تھا سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کے یہ نکتہ لگادیا کہ عادت عرب کی تھی کہ جب اون لوگون مین کچھ گفتگو نقض اور اجرام اور صلح اور عہد وغیرہ کی ہوتی تو ان سب امرون کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگون کا ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب مین ہو اسواسطے حضرت رسول نے حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا یعنی اوپر عادت عرب کے تھا مگر درصورتیکہ حسب اعتقاد سنیون کے حضرت ابو بکر افضل حضرت علی سے اور توسل قرابت مین باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیون کے بھیجنا حضرت علی کا بعد حضرت ابو بکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہے کہ الحق یعلو ولا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہے اور مغلوب نہین ہوتا ہے سو اس حدیث سے شرف منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اعطانی واذا سکت ابتدأنی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول اللہ سے کوئی چیز تو وہ رسول ہمکو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو آنحضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا دار الحکمۃ وعلی بابھا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین گھر حکمت کا ہون اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب کہتے ہین کہ مشہور بلفظ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا کے ہو یعنے مین شہر علم کا ہون اور علی دروازہ اوسکا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علم مخصوص علی مرتضی کو نہین ہی اور دوسری صحابون کو بھی آنحضرت سے علم پہونچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر و عظیم تر کے ہوگی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اقضاکم علی یعنے کہ قاضی تر تم لوگون کا علی ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ یہ حدیث ابی الصلت عبدالسلام بن صلاح ہروی سے ہی کہ شیعی ہے مگر صدوق ہی اور تعظیم اصحاب مین تقصیر نہین کرتا تھا فقط دیگر صحابیون مین بھی جو کچھ علم ہو سو اوسمین کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیون کے عالم تر تھے چنانچہ مسترگین مورخ انگریزی دہریہ لکھتا ہی کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوجود اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ مین قرار دیتے ہین یعنے کہ یہ مورخ شمار ہونے سے حضرت علی کے درجہ آخر مین سنیون پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ اس حدیث مین حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اسواسطے جو کچھ مثالین آپکے علم کی اسوقت سرسری مین یاد آتی ہین سو ہم اوسکو لکھتے ہین۔ ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف وسوم ونہم حصہ کے شریک سترہ اونٹ

کے ہین اور حساب تقسیم کا درست ہونا نہیں بیٹھتا ہی تب حضرت علی نے فوراً اوسطی اشکیرہ سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کرکے اٹھارہ اونٹ قرار دیا اور اوسمین سی نصفی حصہ دار کو نو اونٹ اور سوم حصہ کی شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کی شریک کو دو اونٹ یعنی کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ پھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست ہوگیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کی حساب سی اپنا حصہ زیادہ پایا اسواسطے کہ سترہ کا آدھا ساڑھے آٹھ ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے نو اونٹ پایا اور حصہ سیوم والے کو چھ سی کم اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ کا نہم ہوتا تھا کہ بجاے اوسکے پورا چھ اور پورا دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اخذ مشترک کسرات نصف اور ثلث اور تسع یعنے نہم کا اٹھارہ حساب کرکے تقسیم کردیا کہ مجموعہ ان سب کسرات کا وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کی معلوم ہوتا ہی کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی دوسرے عالم کا دیکھا نہیں جاتا ہی — دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخرج مشترک کسور تسعہ کا کیا ہی یعنے وہ کون عدد ہی کہ جس سے نصف سی لیکر کے نہم حصہ تک سب عدد پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کی سات دن کو بارہ مہینے مین اور اوسکو سال بھر کے تین سو ساٹھ دن مین اور اوسکو تقسیم کرو دو پر یعنی کہ ۲۵۲۰ مخرج مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ پر بعلت زنا کے حکم سنگسار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جننے تک مہلت دیجاے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہوگئین چنانچہ حضرت عمر نے وہ حکم سنگسار کرنے کا تا پیدا ہونے لڑکا کی ملتوی رکھا اور یہ کہا لولا علی لهلك عمر یعنی کہ اگر نہوتا علی تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا عمر کہ اس قصہ سی صاف دلی حضرت عمر

کی ہی ظاہر ہی اور شاہ عبد الحق اپنی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر بے مشورہ
حضرت علی کے کچھ کام نہین کرتے تھی اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہی کان عمر یتعوذ باللہ
من زمان لیس فیہ علی یعنی تھے عمر کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسی ایک زمانہ سے کہ
جسوقت مین علی نہون یعنے حضرت عمر کو آرزو تہی کہ حضرت علی عالم حیات مین اونکی
نہ مرین۔ چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آپکی اس درجہ کی ہی کہ یہ قول قضیۃ
لا ابا حسن لہا ایک عربی ضرب المثل ہو گیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو الحسن
یعنے علی واسطے فیصلہ کرنے اوسکے نہین ہے۔ پنجم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت
علی سے بحث کرنے لگا تب حضرت علی نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہین پس اگر
حقیقت مین خدا وجود نرکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو
پس اگر خدا وجود رکھتا ہے تو تمہارا کیا حال ہوگا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ
وہ دہریہ فوراً ایمان لایا۔ ششم یہ کہ امر بمقتضائے کمال علمی کے تھا کہ حضرت علی
زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الٰہی مین تھے اور خطبہ شقشقیہ آپکا جو ہی سو اس
بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ مین تھے یعنی متصل بمع اللہ
ہو کرکے آپ نے اوس خطبہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرازق فی الارحام
اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بہی اسی قسم کے ہین اور خدا کو معلوم ہے کہ آپکا درجہ
خدا شناسی مین کس حد تک پہونچا تھا کہ آپ فرماتے ہین کہ لو کشفت الغطاء
لما ازددت یقینا یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت
منتظرہ واسطے ترقی مدارج خدا شناسی کے آپکو باقی نہین تہی اور یہ بات اوس
درجہ کی ہے کہ جسکو ہم لوگ نہین سمجھ سکتے ہین اور اسیواسطے بہ تمسک حدیث نبوی کے
ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہین کہ حضرت علی وہ شخص ہین کہ جو خدا اور رسول خدا کو

دوست رکھتے تھے اور اونکو خدا ورسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے
پاس محبوب ترین خلائق تھے ہفتم کشف امورات غیبی کا آپکے یہ حال تھا کہ عین
زمان جنگ مین معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور
ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مریگا سو اس حیلہ سے متواتر تین
آدمی اوسکی طرف کی تین روز بہم خبر لائے کہ معاویہ مرگیا اور دو روز تک ہمارے
علی نے اس بات پر کچھ التفات نہین کیا اور آخر تیسرے روز لوگون کے اصرار پر
صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہین مرسکتا ہی جب تک ڈارھی علی کے مخضب بخون ہو اور
شک نہین ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پاکرکے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی
کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سی یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو
آپکے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے
اپنے مرض الموت مین یزید اپنے بیٹا کو افسوس کرکے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت
تیری محبت مین خراب کی ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپکے ایک اس بات
سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن ملجم آپکے پاس ایک تلوار تذر لایا تو آپ نے اوس
تلوار کو دیکھ کرکے او رتبسم ہوکرکے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس
رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کروگے تب اس بات پر ابن ملجم بہت گھبرایا اور
آخر بمقتضای تقدیر کے حُب قطامہ مین مبتلا ہوکر اوسی تلوار سے آپکو ضرب
لگایا اور جب آپکے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول
وہ شربت اوس قاتل کو دیا جاے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے
اوسکے حال پر افسوس کھاکرکے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی
شفاعت کرلیتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائین تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ اوسنے ایک ضرب لگایا ہی سو اوسیطرح بر ایک ضرب
بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جاے اور دو چار ضرب نہو گو کہ ایک ضرب سے
وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کثرت آپکا اور رحم بر دشمن آپکا
اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہی اور کچھ شک نہین ہے
کہ حضرت علی اس اسلام مین تمام تر نمونہ حضرت مسیحؑ کے تھے۔ نہم یہ کہ آپنے
ایک بار اپنی خلافت مین فرمایا کہ ہم ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح بر کم
رتبہ نہین ہین پس کیا وجہ ہی کہ ہماری خلافت مین اسقدر خلفشار ہی سو بجواب
اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہی کہ آپکے علم سے کوئی
بات مخفی نہین ہے مگر حیا اور وفاداری آپکی ایسی ہے کہ اوس سبب سی آپ اسباب
کو زبان پر نہین لاتے ہین کہ یہ سبب فساد و فتور آپکی خلافت مین در اصل
بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعوی بے بنیاد مطالبہ خون
عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر جنگ جمل مین آپ سی خود لڑین
اور صرف اسیر اکتفا نکی کرتۂ خون آلودہ حضرت عثمان کا دمشق مین معاویہ
کے پاس بھیج کر کے اوسکو برانگیختہ کیا اور تمام عمر آپکی اسی اختلافات خانگی
سے مکدر کٹی اور حال یہ ہی کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور
اونکی جان لینے کی فکر مین تھین اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
تھا کہ خون عثمان کا تم لوگون کے دامن سے ٹپکتا ہی اور مطالبہ خون کا ہمسے
کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علمی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
مقام ہے کہ اشعار آپکے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان عربی
آپکا مرتب ہی اور اس مقام مین چند اشعار آپکے تیمناً و تبرکاً کتاب مجالس علویہ

فمنہا

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سے مع ترجمہ نقل کیے جاتے ہین - اشعار		
اذا عاش امرء ستین عاما		فنصف العمر یمحوہ اللیالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا مین ساٹھ برس زندہ رہی تو آدھی عمر اوسکی تو راتون مین گذر جاتی ہے و نصف النصف یمضے لیس یدری لغفلتہ یمینا عن شمال اور آدھی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام تا بلوغ کے اسطرح گذر جاتے ہین کہ بسبب نادانی کے داہنے اور بائین ہاتھ مین فرق نہین کرتا ہے - وثلث النصف آمال و حرص وشغل بالمکاسب والعیال اور آدھے کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص مین اور کسب معیشت اور عیال داری مین گذرتے ہین - و باقی العمر اسقام و شیب و ہم بارتحال و انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کوچ و مرگ مین گذرتی ہے یحب المرء طول العمر جہلا وقسمتہ علی ہذا المثال دوست رکھتا ہے آدمی طول عمر کو بوجہ جہالت کے حالانکہ تقسیم اوسکی اس مثال پر ہے - دیگر وفدت علی الکریم بغیر زاد من الحسنات والقلب السلیم وارد ہوا مین دروازہ پر کریم کے اور کچھ زاد میرے پاس نہین ہے اور نہ کچھ حسنات ہی اور نہ قلب سلیم ہی فحمل الزاد اقبح کل شئے اذا کان الوفود علی الکریم پس توشہ لیجانا قبیح تر ہر چیز کا ہے جبکہ ہو ایک آدمی مہمان اوپر دروازہ شخص کریم کے دیگر لک الحمد یا ذالجود والمجد والعلی تبارکت تعطی من تشاء و تمنع تجکو حمد ہے اے صاحب جود اور مجد اور علا کا مبارک ہی تو اور عطا کرتا ہی تو جسکو چاہیے اور روکتا ہی تو جسکو چاہی الٰہی نجنی من عذابک انّنی اسیر ذلیل خائف لک اخضع ای اللہ میرے نجات دی مجکو اپنی عذاب سی اسلیئے کہ مین تیرا قیدی ہون اور ذلیل اور خوفناک ہون اور تیری سامنے زیادہ تر عاجزی کرنیوالا ہون - الٰہی لئن عذبتنی الف حجۃ فحبل رجائی منک لا یتقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھکو عذاب کریگا تو جب بھی رشتہ امید کا میرے
تجھسے قطع نہوگا الٰھی وانسنی بتلقین حجتی × اذا کان لی فی القبر مثوی و مضجع
بار الہا تو میرا مونس ہو تلقین کرنے مین میرے حجت اور دلیل کے جبکہ ہو میرے لیئے
قبر مین ٹھکانا اور لیٹنا الٰھی اذقنی طعم عفوک یوم لا × بنون ولا مال ھناک ینفع
اے میرے خدا چکھا تو مزہ عفو کا اپنے جسدن کہ نہ اولاد اور نہ مال وہان پر نفع
دیگا- دیگر تخیر خلیلا من فعالک انما × قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل
اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسواسطے کہ رفیق آدمی کا
بیچ قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہو ولا بد بعد الموت من ان تعدہ لیوم
ینادی المرء فیہ فیقبل اور ضرور ہو بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جاے تجھسے بابت
اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جایگا پس سامنے حاضر ہوگا وہ مرد
فان کنت مشغولا بشئ فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو تو
مشغول ساتھ کسی شی کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
راضی ہو اللہ- فلن یصحب الانسان من بعد موتہ × ومن قبلہ الا الذی کان یعمل
پس ہرگز نہ ہوچیگا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے مگر وہ جو کہ کام
کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاھلہ یقیم قلیلا بینہم ثم یرحل
خبردار رہو کہ انسان ایک مہمان ہی اپنے گھر والون مین اور صرف تھوڑے روز
رہتا ہی اون لوگون مین تب کوچ کر جاتا ہی- یازدہم ایک بار صحابیون نے حضرت
رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفے و مسجع ہوتا ہی یعنی کلام مین
تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسولخدا نے
حضرت علی اور دیگر صحابیون سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز مرغوب ہی سب صحابیون نے

اپنے اپنی پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم پسند کرتے ہین اکرام الضیف والسیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوار چلانے کو گرمی مین تب رسولخدا نے صحابیون کو کہا کہ یہ مقفی و مسجع بولنا علی کا براہ تکلف نہین ہی۔ دوازدہم یہ کہ تحریرات نثر آپکی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے خالی نہین ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر مین ہی غرک عزک فصار قصار ذلک فاحش فعلک فعلک تھدی بھذا یعنی مغرور کیا تجھکو عزت نے تیرے پس ہوگیا انجام اوس بات کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاوے تو ساتھ اس نصیحت کے اور یہ امر قابل ملاحظہ کے ہی کہ یہ نامہ تمامتر صنعت تجنیس مین ہے لکھا علی قدری علی قدری یعنے اوپر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ نے۔ سواگرچہ یہ دو لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس مین ہے مگر این الورم این اللحم یعنی کہان ورم اور کہان گوشت۔ اور پستی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کسقدر بلیغ و لطیف واقع ہی الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت الی احدھما بعدت عن الاخری یعنی دین و دنیا مثل پورب و پچھم کے ہی پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ لف و نشر کا ہے

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی ؓ وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیا یوم طائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجا

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ طائف کہ پس راز مین بات کیا ساتھ اوسکے پس کہا لوگون نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا راز مین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پسر عم اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہمنے راز مین بات نہین کی اوس سے لیکن اللہ نے راز مین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے اور چون وچرا کرنا لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہے۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک قال علی بن المنذر فقلت لضرار بن صرد ما معنے ھذا الحدیث قال لا یحل لاحد یستطرقہ جنبا غیری وغیرک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ابی سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کے بیچ اس مسجد کے سوائے میرے اور سوائے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا مینے ضرار ابن صرد سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہین تب کہا اوس ضرار نے کہ نہین جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بناوے اوس مسجد کو درحالت جنب کے سوائے میرے اور سوائے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھتے ہین کہ علی ابن منذر نے بچپن حج کیا اور شیعی محض ہے ولیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا ہے

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیۃ قالت بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیھم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وهو دافع بدیہ بقول اللھم لا تمتنی حتی تریني علیاً رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسمین علی تھے اور کہتے ہین ام عطیہ کہ ہمنے سُنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کر کے کہتے ہوے کہ ای میرے خدا است مار مجھکو یہان تک کہ دکھلاوے تو مجھکو علی کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز و نیاز مندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتدای مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن رواہ احمد والترمذی ترجمہ روایت ہی ام سلمہ زوجہ رسولخدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ نہین دوست رکھیگا علی کو کوئی منافق اور نہین بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتائید حدیث مندرجہ فصل ۱۲ کے ہی کہ اوسکا مضمون یہ ہی کہ نہین دوست رکھیگا علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا علی سے مگر منافق غرضکہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے —

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیاً فقد سبنی رواہ احمد ترجمہ روایت ہے ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے مجھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین وجہ اسکی یہ لکھتے ہین کہ گالی دینے سے
حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے
ایک بو اور کسر سنت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی
ہے کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہین ہے مگر چونکہ وہ گالی منجر بدشنام ہی
پیغمبر خدا بوجہ برادر عم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اسواسطے گالی دینا حضرت علی کا
عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو جوش محبت با علی ہوتا تو کیا
یہ توجیہہ ممکن نہین تھی کہ علی و نبی مین کچھ فرق نہین ہے کہ حدیث مین لحمک لحمی
ودمک دمی وانت منی انا منک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا
خون ہے اور تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے ہون اور سنیان زمانہ کی جو دست مین یہ عرض
ہے کہ ہرگاہ معاویہ اونکے خلیفہ بحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری
کیا تو بوجہ تعمیل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے یہ سنیان بھی بے تکلف
حضرت علی پر گالی و لعن دے سکتے ہین اور سنی صاحبان خطای اجتہادی معاویہ کے
قائل ہین سو یہ نسبت اس بات کی کیا فرماوینگے کہ حضرت علی پر گالی اور لعنت بحکم معاویہ
کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطاے اجتہادی ہے اور
کیا معاویہ پر یہ الزام عائد نہین ہوسکتا ہے کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے
دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہین ہوا اور کیا
مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہین ہوا ہے جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق
ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو کر نصرانی ہوگیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب اہلسنت
سے بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ اعزت سنیون کی معاویہ سے پائی نہین جاتی ہے
اور حدیث ہذا اور حدیث ہای مندرجہ فصلون بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہی سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہی کہ یہ بی بی تمامتر راہ راست پر اور بطرف اہل بیت کی ہین اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہین کیا جا سکتا ہی

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحمل شنأنی علی ان یبھتنی رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ کہا اونے کہ کہا مجھکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھ مین ایک مثل ہے عیسیٰ کی کہ بغض رکھا اوس سے یہود نے یہانتک کہ بہتان دیا اوسکی ماں کو اور دوست رکھا اوسکو نصاری نے یہان تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس درجہ تک کہ جو نہین ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو نہین ہے مجھ مین اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان نبی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ دونون باتین جمع ہون ساتھ اعتدال کے اور یہ رائے شاہ صاحب کی بہت درست ہی اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت مسیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح پر قوم نصاری نے حضرت مسیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسیطرح پر اس امت محمدی مین بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو جو تمام اطوار اور اخلاق مین مشابہت ساتھ حضرت مسیح کی ہی سو اس کتاب سی جا بجا وہ مشابہت پائی جاسکیگی

فصل ۲۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بریدۃ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی فزوجہا منہ رواہ النسائی ترجمہ اور روایت

ہے بریدہ سے کہ خواہش کی ابوبکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسولخدا نے اوس فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ روایت مین آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کسواسطے خواہش فاطمہ کی نہین کرتے ہو حالانکہ تم عم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے کہ ہمکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ مین کہین تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات کو اور راضی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب حضرت علی نے اپنی خواہش کو ظاہر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے کردیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی مین ایک خصوصیات سے اونکی ہے کہ باوصف صلاح دینے ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کی مرض الموت مین رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہین کی اور حضرت عمر کو جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آئندہ اپنے مقام پر کیجائیگی ۔

فصل ۲۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی ۔

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنی دروازون کے کہ جو بطرف مسجد شریف کو تھے سواے دروازہ علی کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ شرح اس حدیث کی اوس حدیث کی شرح مین بیان کیگئی کہ جو بہ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے ہی اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رض یعنے کسی شخص کے دیوار مین کوئی روزن بطرف مسجد کے نہین چھوڑا جاے سواے روزن دیوار ابوبکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونون حدیثون مین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہی اور حدیث ابوبکر کی بہ نسبت روزن دیوار کے ہی تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف ہوسکتا ہی اور سواے اسکی حدیث نسبت دروازہ علی کے اوس زمانہ کی ہی کہ جسوقت مین حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جناب احد مین شہید ہوے تھے اور حدیث روزن دیوار ابوبکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہی ۔

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لی منزلۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم تکن لاحد من الخلائق اتیہ بسحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الا دخلت علیہ رواہ النسائی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت علی سے کہ کہا اونہون نے کہ تہی واسطے میرے ایک منزلت رسول اللہ کے پاس کہ نہ تہی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق مین سے کہ جاتا تہا مین اوس رسول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا مین السلام علیک یا

یا نبی اللہ پس اگر کھانے سے کرتے آپ تو مین پھر آتا و اگر نہ مین آپکے پاس
حاضر ہوتا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مین اقرار کرتے ہین کہ یہ مرتبہ
کسی شخص کو نہین تھا کسواسطے کہ حضرت علی قریب تھے آنحضرت سے مکان مین
اور اختلاط اور مصاحبت اور اخوت مین بجہت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہین
کہ زمان مرض الموت حضرت رسولخدا سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علی کو
باقی نہین رہا کہ جسکی تفصیل آیندہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی وعنہ قال کنت شاکیا فمر بی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اقول اللھم ان کان اجلی قد حضر فارحنی وان کان متاخرا
فارفعنی وان کان بلاء فصبرنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف قلت
فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللھم عافہ اذا شفہ شک الراوی فما
اشتکیت وجعی بعد رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی
حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے
اور مین کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہونچی ہو تو راحت دی
مجھکو یعنی ہم مرجائین اور اگر اوس موت مین دیر ہو تو آسان کر زندگی میری
اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو مجھکو پس پوچھا
آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ
کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پانون سے اور فرمایا کہ ای میرے خدا
عافیت دی تو اوس علی کو یا راوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا دے
تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہین کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہین ہوئی

بعد اسکے کبھو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اوس وقت
مین ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم مین تھے کہ مرنا اور شفا اور امتحان ہر بات مین
راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ تحمل خیال مرگ کا حضرت علی کے
بسبب کمال جوش محبت کے آپ کو نہین تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ سے ظاہر
کہ جب حضرت علی کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا
مانگتے تھے کہ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا یعنی نہ مار تو مجھکو بغیر اسکے کہ دکھلا دے
تو مجھے علی کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو
حالت بیماری مین صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عائشۃ قالت کنا ازواج
النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ما تخطی مشیتہا من مشیۃ رسول
اللہ فلما رآھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارھا فبکت بکاء شدیدا فلما
رای حزنہا سارھا الثانیۃ فاذا ھی تضحک فلما قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشی علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بما لی علیک من الحق لما اخبرتنی
قالت اما الان فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان
یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد
اقترب فاتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رای جزعی سارنی
الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء العالمین وفی روایۃ
فسارنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارنی فاخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ فضحکت متفق علیہ

ترجمہ روایت ہی حضرت عائشہ سی کہ کہا اونے کہ ہم لوگ بیبیان رسولخدا کی اوس رسول کے پاس تھین
کہ آئین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہ کے پس جب کہا اونسے رسول
نے فاطمہ کو کہا رسول نے خوش ہوا میری بیٹی تب بیٹھایا حضرت رسول نے اوس فاطمہ کو اور کچھ
پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب روئین فاطمہ بہت رونا پس جب دیکھا پیغمبر خدا
نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز مین بات کی اوس سے [illegible] بار دوم تب لگا
ہنس پڑین تب جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہمنے اوس
فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھسے کی فاطمہ نے کہا کہ ہم وہ
نہین ہین کہ راز نبی صلعم کو افشا کرین پس جب مر گئے رسولخدا تو ہمنے کہا فاطمہ سے کہ
تجھکو قسم ہے ہماری حق مادری کی کہ خبر دی تو ہمکو تب کہا فاطمہ نے ہان اب ہم
کہین گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہمسے سخن راز کہا تھا سو ہمسے یہ بات کہی
کہ جبرئیل ہمسے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
مقابلہ کیا اونسے دو مرتبہ اور ہم نہین دیکھتے ہین موت کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ موت
نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقوی کر تو اے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اچھی سلف
ہے ہین واسطے تیرے تب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بیقراری کو میرے
تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہین ہو اس بات سے کہ تم سردار ہو گے
عورتین اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت مین ہے کہ
کہا فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی مین کہ قبض روح اونکا ہوگا اوسی درد
مین اور اوسی پوشیدگی مین ہمکو خبر دی کہ ہم اول اہلبیت کی ہین جو پیچھے جاینگی
اوس پیغمبر کے تب ہنسے ہم متفق علیہ جیسا کہ سنیون کی عادت ہی کہ جہان پر کچھ
فضیلت اور خصوصیت علیؑ اور فاطمہؑ کی پائی جائیگی تو وہان پر سستی لوگ اپنی حضرت

ابو بکرؓ اور عائشہ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کے شاہ عبد الحق صاحب نے
اس حدیث کی شرح مین فضل عائشہ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر فضیلت
حضرت فاطمہ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایۃ
یریبنی ما ارابھا ویؤذینی ما اذاھا متفق علیہ ترجمہ اور روایت
ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ پارہ گوشت ہی مجھسے
پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہ کو غصہ دلایا مجھکو۔ اور ایک روایت مین
ہی کہ ناخوش کرتی ہے مجھکو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہ کو یا ایذا دیتی ہی
مجھکو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو متفق علیہ فقط شاہ عبد الحق صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت علی نے عوزا م دختر ابو جہل سے شادی
اپنی چاہی تھی اور حضرت رسو لخدا سے مشورہ چاہا تب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی
اور حضرت علی نے معذرت کی رسول سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نکرینگے کہ جس سے تو
ناخوش ہو ای رسو لخدا لیکے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرماوینگے کہ حضرت فاطمہؓ
نے دعوی باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے
جو نوشتہ واگذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمر وہ کاغذ فاطمہ
سے لیکے حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے
حضرت فاطمہؓ نے عہد کیا کہ حضرت ابو بکرؓ سے تاحیات اپنی بات نکرینگی اور وصیت کی کہ
اونکے جنازہ پر ابو بکر نماز کو نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ تمام اخوں کا بھی حضرت

فاطمہ کا تمامتر عیان ہی اور علاوہ اسکے بہی جو جو حالات بے پروائی نسبت حضرت فاطمہ کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابو بکرؓ کے مذکور ہونگے۔

فصل ۴۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید ابن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ اوٹھے رسول اللہ ہم لوگوں مین خطبہ پڑھتے ہوئے اوپر ایک مقام پانی کے کہ بولا جاتا ہی خم کرکے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت نے خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد الٰہی دلایا اور بعد اسکے فرمایا کہ بعد حمد وثنا کے خبردار ہوا ے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہین کہ قریب ہی یہ کہ آوے ایک بھیجا ہوا ہماری رب کا اور ہم قبول کرین اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لینے کو آوے اور ہم انتقال کرین اور چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین دو بھاری اور نفیس چیزون کو کہ اول اون دونون کا کلام اللہ ہی کہ جسمین ہدایت و نور ہے پس تم لوگ کلام اللہ کو اور مضبوط پکڑو اوسکو اور برانگیختہ کیا رسولخدا نے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا اوسیے اور بعد اسکے کہا رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہی کہ یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے یاد دلاتے ہین ہم تم لوگون کو خدا کو بیچ حق اہلبیت میرے کے

اور ایک روایت میں ہے کہ کلام اللہ وہ رسی خدا کی ہے کہ جو شخص تابعداری کرے اوسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اوس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص اوپر گمراہی کے اور روایت کی اوسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نے دو چیز بزرگ واسطے ہم لوگون کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت سنی لوگ اس اہلبیت کی معنی بتانے مین کیا قصور کرینگے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سنت کی ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنیت کی معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہے کہ قرآن اور اہلبیت دونون ایک ساتھ ہیں یعنے کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سے معنی قرآن کا سمجھا جاتا ہے کہ جب اہلبیت اولاد رسول کے ہیں تو وہی لوگ معنی قرآن کا بھی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اونکے دوسرے لوگون کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہیں ہے۔

فصل ۳۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللھم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ وعن ابی ھریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی طائفۃ من النھار حتی اتی خباء فاطمۃ فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسنا فلم یلبث ان جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے براء سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو درحالیکہ حسن ابن علی اوپر دوش اوس رسول کے تھے کہتے تھے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ مین دوست رکھتا ہون اوس حسن کو پس دوست رکھ تو اوس حسن کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابوہریرہ سی کہ کہا اوسنے کہ نکلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ مین دن کے یہانتک کہ
پہونچے وہ رسول گہر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس رسول نے ایا وہان ہی چہوٹا بیٹا ایا وہان ہی
یعنی حسنؑ پس دیر نہین ہوئی کہ آئے حسنؑ دوڑتے ہوئے یہانتک کہ گلے لگا لیا ایک نے
دوسرے کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ ای میرے خدا تحقیق کہ مین دوست رکہتا ہون اوس کو
پس دوست رکہہ تو اوسکو اور دوست رکہہ تو اوس شخص کو جو دوست رکہی اوسکو معلوم ہو کہ
فقط سنیون کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچہ خصوصیت نہین ہی بلکہ ایک طرح پر
سنیون کو اونکی طرف سی فراغ خاطر ہے کہ امام حسنؑ نے خلافت اپنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
جسقدر کہ امام حسنؑ کو دوست رکہتا تہا سو بہی ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ خمیس عربی
چہاپہ مصر مین ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسنؑ کی سُنی تو ماری خوشی کے اللہ اکبر
اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سی پوچہا کہ کیا تم فوت
پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا ما کبرت شماتة ولکن استراح قلبی
یعنی مینے تکبیر خوشی کی براہ شماتت نہین کی ہے ولیکن اس خبر سے دل کو میرے چین
ہوا یعنی دل کو ٹہنڈک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسنؑ ابن فاطمہ زہرا سے
آپکے دل کو راحت پہونچی ہے تف و نفرین ہے ایسے دل پر اور اوسوقت مین عموماً لوگون
کا دل اہلبیت کی طرف سی اسقدر پہر گیا تہا کہ حضرت امام حسنؑ نے بوقت مرنے کے
یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسولخدا کے پاس لیجائیو اور اگر لوگ دفن کرنے دین
تو قریب اوس روضۂ مبارک کے دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو چنانچہ لاش امام
معصوم کی حسب وصیت کے قریب روضۂ مبارک کے رکہی گئی اور لوگون کی طرف سے
اوس لاش پر خوب بارش تیرون کی ہوئی اور آخرکار حضرت عائشہ کا فتوی براہ
خلافت و عداوت سابق ایام حیات امام حسنؑ کے یہ ہوا کہ زمین ملک اونکی ہے سو وہ

راضی نہین ہین کہ اوس جگہ ہین حسنؑ ابن علی دفن ہون اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش مبارک
وہانسے اوٹھاکر کے جنت البقیع مین دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسنؑ ابن
فاطمہ کی ہوئی اور فن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہین جاتا کہ لاش پر بوچھار
تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے حلم کا یہ حال ہے کہ جب آپ جعدہ بنت اشعث سے
زہر کھلائی گئے اور پارہائ دل وجگر آپکے ٹکڑے ہوکر نکلنے لگے تو حضرت امام حسینؑ نے
پوچھا کہ شبہہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہہ نہین کہہ سکتے
ہین کہ اگر میرا شبہہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا
ساتھ خدا کے ہی اور ایک روز کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے رہے مگر وہ خادم
نہین بولا تب آپ خود اوٹھکر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہین جواب دینے
کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپکے حلم پر اعتماد تھا اسواسطے ہم نہین بولے
اور آپ نے یہ جواب سنکر کے کچھہ نہین کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک روز کی
نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپکے بدن پر گر پڑا تب آپنے اپنی
نظر اوٹھاکر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا
پڑھا والکاظمین الغیظ یعنی اور گھونٹنے والے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی
گھونٹا ہمنے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعافین عن الناس
یعنی معاف کرنے والے آدمیون کے تب آپ نے فرمایا عفوت یعنی معاف کیا ہمنے اسپر اوس
غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہی
احسان کرنے والون کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چارسو دینار دیا اور یہ تمام آیت
۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسٹر جارج سیل اپنے ترجمہ انگریزی مین قرآن شریف کے
صفحہ ۵۱ مین لکھتا ہی کہ یہ ایک عمدہ مثال حلم و فیاضی حسنؑ کی ہی اور آپکی ایثار اور

سخاوت کا یہ حال ہی کہ آپ نے اپنی عمر مین تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا بیاد خدا ریکے خدا کے آگے دہر گئے سبحان اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو تاریخ ابو الفدا حاکم حماۃ ملک شام صفحہ ۴۳ تا ۴۵ مین مذکور ہے کہ امام حسنؑ نے ماہ ربیع الاول اور بقول بعضے ماہ ربیع الثانی اور بقول بعضے ماہ جمادی الاول ۴۱ھ مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بعد یافت خبر انتقال حضرت امام حسنؑ کے معاویہ سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹۱ تا صفحہ ۲۹۳ مین مذکور ہی کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کے ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسنؑ کا روضہ آنحضرت مین خود امام سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسنؑ کے امام حسینؑ سے بھی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے بدلیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسنؑ کو اوس روضہ مبارک مین دفن ہونے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکرة قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے کہ کہا اونے کہ دیکھا مین نے پیغمبر خدا کو اوپر منبر کے اور حسن ابن علی اوس رسولخدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسول کبھی متوجہ ہوتے تھے آدمیونکی طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ خدا اوسکی وسیلہ سے

صلح کرا دے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانون کے کہ خلافت میری تیس برس ہی روایت
کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اس
حدیث سے پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانون کی دو فرقہ مین ہے کہ ایک فرقہ بطرف
امام حسن اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال
حضرت علی منجملہ تیس برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسن کے تھا سو یہ بات
واقعی درست ہی اسواسطے کہ انتقال پیغمبر خدا کا ماہ ربیع الاول سلہ ہجری مین ہوا تھا
کہ تیس برس کامل ماہ ربیع الاول ۴۱ھ مین ہوتا ہے اور انتقال حضرت علی علیہ السلام
کا بماہ رمضان ۴۰ھ کے واقع ہوا پس اوس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک
تیس برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طی کر کے
حضرت امام حسن نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جو لکھتے ہین کہ صلح امام حسن
کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم
ہوتی ہے اسواسطے کہ ہرگاہ معاویہ بعد تیس برس خلافت راشدہ کے ملک عضوض
یعنے بادشاہ گزندہ ہوا تو اوسکی صحت امارت مین گفتگو کرنی فضول ہے اسواسطے
کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلحنامہ خلع خلافت مین جو حضرت
امام حسن نے ایک شرط یہ چاہی تھی کہ حضرت علی اونکے باپ پر گالی دینا بند کیا جاے سو اس شرط کو
معاویہ نے منظور نہین کیا اور آخر حضرت امام حسن نے مجبور ہو کر یہ شرط چاہی کہ اونکے سامنے علی اونکے
باپ پر گالی نہو سو تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ معاویہ نے اس شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ نے
پورا نہین کیا اور دارابجرد کے خراج دینے کی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کبھو امام حسن کے پاس
نہین بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہین کہ دونون فرقون کا مسلمان ہونا ظاہر
ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سنیون کو ہی کہ جب کوئی لڑائی نہین ہوئی تو دونون

فرقہ کے مسلمان ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہی مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو اوسوقت
یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ معاویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا
نہین اور شاہ صاحب کو امارت معاویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلافت دوازدہ گانہ
مین خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہی کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی

فصل ۳۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھلبیتی رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما رواہ الترمذی —

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ دیکھا مینے پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع مین بروز عرفہ کے وہ اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھ رہے تھے پس سنا مینے اوس رسول کو کہتے ہوے کہ اے لوگو مینے چھوڑی ہی تم لوگون مین وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق کہ ہم چھوڑنے والے ہین تم لوگون مین اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اوسکو تو ہرگز نہ بہکوگے پیچھے میرے کہ ایک اون دونون کا بزرگ تر ہی دوسرے سے یعنی ایک کتاب خدا کی ایک رسی ہے کھینچی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور ہرگز

دونون چیزین آپس سے کبھی جدا نہونگی یہانتک کہ پہونچین وے دونون اوپر حوض کے
پس خیال رکھو کہ کسطرح سے معاملہ کروگے تم لوگ میرے ساتھ اون دونون امرون مین
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت مین عترت کے معنی خویشان اور نزدیکان کے ہین
اور اہلبیت سی علیؑ اور فاطمہ و حسنؑ حسینؑ مراد ہین یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز ہے
اور تفصیل اوسکی اوپر کی فصلون مین ہو چکی ہے مگر شاہ صاحب کی دلیری قابل
لحاظ کے ہے کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح
مین بھی اوسی بات کو اعادہ کرتے ہین کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اغنیہ سنت
کے ہے پس جبکہ اہلبیت سی اغنیہ سنت مراد لیا تو اب بیچارے شیعہ لوگ کیا کرینگے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الہ وسلم قال لعلیؑ وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن
سالمھم رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے اوس
جابر سے کہ تحقیق کہ رسولخدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کہ ہمکو
جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگون سے اور ہمکو صلح ہے اوس
شخص سے کہ جو صلح رکھے اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاویہ
جو ساتھ حضرت علی کے برابر لڑتا رہا سو سنی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ
کرکے بہ نسبت معاویہ کے کیا فرماوینگے۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب ابن ربیعۃ
ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مغضبا وانا عندہ

فقال ما اغضبك قال یا رسول اللہ ما کنا و لقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ و اذا لقونا لقونا بغیر ذلك فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی احمر وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم اللہ و لرسولہ ثم قال ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد المطلب ابن ربیعہ سے کہ تحقیق کہ عباس پہونچے رسولخدا کے پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے کس چیز نے غصہ دلایا تجھکو تب کہا عباس نے ای رسولخدا کے کیا حال ہی درمیان ہملوگ ہاشمیون کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہین وی قریش لوگ آپسمین تو ملاقات کرتے ہین وے لوگ ساتھ خوش خوش چہرون کے اور جب ملاقات کرتے ہین وے لوگ ہملوگ ہاشمیون سے تو ملاقات کرتے ہین وہ لوگ ہم لوگ ہاشمیون سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب مین آئے پیغمبر خدا یہانتک کہ سرخ ہوگیا چہرہ آپکا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے کہ نہین داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھی وہ شخص تم لوگونکو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگون جو شخص ایذا دے چچا کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوسنے مجھکو کیونکہ چچا آدمی کا ایک ہمشاخ اوسکے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس اور ابن عباس وغیرہ ہاشمیون سے سنیون کو کچھ خصوصیت نہین ہے مگر غرض نقل کرنے اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جاوے کہ اون لوگون کو کیا معاملہ کشش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیون کے تھا یہانتک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۲ سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگون نے کہا کہ مشورہ رسولخدا کا ساتھ چچیرے بھائی اوسکے طول ہوا کہ اوسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علی کے ہمنے نہین کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی ساتھ حضرت علی اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا اوپر حضرت ابوبکر ایک قریشی کے بلا انتظار موافقت رائے حضرت علیؑ کی خود قرین قیاس ہے

فصل ۴۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ آلاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ آلاف فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علیّ فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زید اکان احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منک فاثرت حُبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی حبّی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اُسامہ ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنے باپ یعنی حضرت عمر رضؓ سے کہ کسواسطے تفضیل دی تونے اُسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہین سبقت لیگیا اُسامہ اوپر میرے کسی جہاد مین تب کہا حضرت عمر نے کہ بدینوجہ کہ زید باپ اُسامہ کا محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اُسامہ محبوب تر تھا رسولخدا کے پاس تجھسے پس ترجیح دی ہمنے حُب رسول خدا کو اوپر حُب اپنی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۴۲ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خلق خدا

کے حضرت علی تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ باقرار حضرت عمرؓ کے زید باپ اسامہ کے محبوب تر رسولخدا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علی سے کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اٰخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی ابی ذر سے کہ کہا اوسنے درحالیکہ پکڑے ہوئے تھا دروازہ کعبہ کو کہ سنا ہمنے حضرت نبی کو کہتے ہوئے کہ خبردار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت کے میرے تملوگون مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص چڑھا اوس کشتی نوح کو تو نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح مین تو ہلاک ہوا وہ فقط یہ حدیث تائید حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہی۔

فصل ۴۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما غرت علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما غرت علی خدیجۃ وما رایتھا ولکن کان یکثر ذکرھا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کان لم تکن فی الدنیا امرءۃ الا خدیجۃ فیقول انھا کانت وکانت وکان لی منھا ولد متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ ہمنے نہین رشک کیا اوپر کسی زوجات نبی کے جیسا کہ رشک کیا ہمنے اوپر خدیجہ کے حالانکہ ہمنے نہین دیکھا اوس خدیجہ کو اور لاکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

کیا کرتی تھے اور اکثر ذبح کرتے تھے بکری کو اور ٹکرے ٹکرے کرتے تھے اوسکو تب بھیجتے تھے
اون ٹکرون کو عورات دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسولخدا کو کہ گویا نتھی
دنیا مین کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ ہان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
اور ہمکو اوس سے اولاد ہوئی انتہی ملخصاً فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
کی خدیجہ بنت خویلد تھین کہ انکی حیات مین آپ نے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور
خدیجہ ایک بیوہ دولتمند تھین کہ اونکے کارخانہ تجارت مین حضرت پیغمبر خدا نوکر ہوے
اور مال تجارت انکا اونکے واسطے لیکے ملک شام کو گئے اور واسطے اوس بی بی کے
فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپکی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہو کر کے
حضرت رسولخدا سے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگون کو کھلایا اور
اوسوقت سن اونکا سن چالیس برس کا اور پیغمبر خدا کا سن پچیس ۲۵ برس کا تھا اور وہ
بہت روز تک زندہ رہکر تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور اوس وقت
مین سن شریف حضرت پیغمبر خدا کا درمیان پینتالیس ۴۵ اور پچاس برس کے تھا اور
حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپنے کوئی دوسری بی بی نہین کی اور آپنے بسبب عسرت
تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا مین خرچ کر ڈالا اور اس مقام مین مسٹر گبن
وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف وفاداری حضرت رسولخدا
کی اسطرح پر کرتے ہین کہ باوصف اختلاف معقدور و اختلاف سن کے حضرت رسول نے
آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھو اتفاق ملال کرنے
کا اپنی سینہ پر نہین ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زیادہ از حد قیاس بشری
دیکھا جاتا ہی کہ ایسی وفاداری اور پاس شکر گذاری امکان عام البشری سے خارج ہی
اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیون کی ہوئی کہ ایذ

شمار قطار بیبیون کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اوسکے حسن سلوکات
کو یاد کرتے رہے سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تسکین آپکو حضرت خدیجہ سے
تھی سو وہ بات کسی بی بی سے حاصل نہین ہوئی اور یہ امر کسقدر نشان محبت و وفاداری
کا ہی کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یادمین جب بکری ذبح کرتے گوشت اوسکا دوستان
اون عورتون کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتون کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت
تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جسقدر عدد مین بڑہتی سو بڑہین مگر حضرت
رسولخدا کے دل سے کبھو یاد اونکی محو سہو نہین ہوئی اور حضرت عایشہ کو جو کچھ کہ
رشک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عایشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور
مسٹر گبن مورخ دہریہ خوب لکھتا ہی کہ علی کو حصول خلافت مین بوجہ سازش کاری
عایشہ کے تین بار شکست ہوئی اور ظاہر ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ چہارم
مین ملی مگر اوسکا بھی انجام بوجہ سازش کاری عایشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عایشہ
طلحہ اور زبیرؓ کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑین اور کرتہ خون آلودہ حضرت
عثمانؓ کا دمشق مین معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسنؑ کو باوصف وعدہ
سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہین دیا مگر حیا اور وفاداری
حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہی کہ جنگ جمل مین بمقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی
نے فرمایا کہ تم لوگون کو شرم نہین آتی ہے کہ تم لوگون کی بیبیان تو پردہ مین ہون
اور پیغمبر خدا کی بی بی میدان جنگ مین بےپردہ آوے اور آخر اوس لڑائی مین جب
حضرت عایشہ اونٹ پر سے اوتاری گئین تو حضرت عایشہ کو عزت اور آبرو کے
ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کردیا اور اس لڑائی مین جسقدر لوگ کہ بطرف عایشہ کی مارے گئے
سو اون لوگون پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوس طرح پر ہمکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائشہ کے ہے اور شک نہین ہے کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت
رسولخدا کی تھین اور بنظر رفع وحشت مسلمانان انگریزی دان کے یہ بات بھی قابل ذکر
ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اسقدر بیبیان اور لونڈیان ہوئین سو بلاحظہ دیگر حالات
اور صفات نبوت حضرت رسولخدا کے اس تعدد ازواج کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے کہ جسطرح
حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤد اور سلیمانؑ کو تعدد ازواج اور لونڈیون
کا تھا مگر شک نہین ہے کہ یہ تعدد ازواج دراصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا
چنانچہ ایک حدیث مین خود حضرت عائشہ سے روایت ہے وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَحَفْصَۃُ
وَسَوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ تحقیق
کہ بیبیان رسول خدا کی دو گروہ تھین کہ ایک گروہ مین عائشہ اور صفیہ و حفصہ
سودہ تھین اور دوسرے گروہ مین ام سلمہ اور باقی عورتین رسولخدا کی تھین پس حضرت
ام سلمہ کا طرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے
چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶ - مین بھی مذکور ہوا ہے اور ہرگاہ بعد انتقال حضرت
رسولخدا کے عائشہ بیٹی ابوبکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زنانہ مکان مین موجود
تھین تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر
نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مرچکی تھین اور
اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہین ہے -

فصل ۳۴

بیت - ہے ضرورت کہ کرون ذکر عدو — کہ جہان گل ہے وہان خار بھی ہے

یعنی کہ اس فصل میں بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہے اسطرح کہ فن
حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان سنہ ۱۲۰ھ او سنہ ۲۰۰ھ کے
ہوئی ہے بطور روایت کے مثلاً فلانے سنا فلانے سے کہ اوسنے سنا فلانے اپنے دادا سے کہ اوسنے
سنا حضرت رسول سے کہ فرمایا رسول نے کہ ان الحسنات یذهبن السیئات
[illegible] غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
باتوں پر [illegible] برس بعد حضرت رسولؐ کے ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی
طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اوسوقت تک متعین نہیں ہے اور اسیطرح پر کوئی
دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہیں ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ اربعہ
ابو حنیفہ و شافعی و مالک و حنبل وغیرہم کا ہوا یہانتک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ
کی بھی اسوقت تک صاف و بلا اختلاف طرح پر معلوم نہیں ہے اور بمجرد انتقال حضرت
[illegible] حضرت ابوبکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علی و
[illegible] گئے اور امارت معاویہ پر قائم کر کے نوبت قتل امام حسینؑ
[illegible] زمانہ حکومت بنی امیہ و مروانیوں کے زمانہ حکومت عباسیان
تک پہونچی ایسی حالت میں جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
کیجائیں سو بہت تھوڑا ہے اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لوگوں نے بعلت
روایت کرنے احادیث مناقب بشان علی علیہ السلام اور نہیں روایت کرنے
کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر باوصف ان سب
حالات کے بہت غنیمت ہے کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہیں اور جو کچھ
ہیں سو بوضع حدیث موضوع کے ہیں چنانچہ اونمیں سے ایک حدیث موضوع
حسب ذیل ہے مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن ابن عمیرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ رواہ الترمذی وتمکن لہ فی البلاد۔ ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن عمیرہ سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بحق معاویہ کے کہ ای میرے خدا بنا تو اوسکو معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگو کو بذریعہ اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے اور متمکن کر اوسکو شہرہای اسلام مین فقط سو اس حدیث کی موضوع ہونے مین کچھ شک نہین ہے چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیون مین ثابت نہین ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہی اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اوس سی ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہین کہ محدثون نے کہا ہی کہ فضل معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشی گری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہین ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسن کے تمام مکرو فریب سی معمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہی تو ایسی شخص کے حق مین ایسی دعا نہین ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جودس اسقراطی کے بہت درست ہی کہ وہ ہی ایک [illegible] مین سے حضرت مسیح کے تھا کہ جن حواریون کو حضرت مسیح نے اپنا [illegible] مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونمین سے اس جودس اسقراطی [illegible]

مسیح کو پکڑوا دیا پس اسیطرح پر معاویہ بہی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جا سکتا ہے
جیساکہ عبداللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو گیا ہی اور ہمکو
معلوم نہین ہوتا کہ سُنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ بر سر ناحق کے کس مصلحت سے
معاویہ کی حمایت کرکے صرف خاطی یا غی پر اکتفا کرتے ہین مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ
جب معاویہ پر زبان بند کی جاسے تو آگے بڑھکر خلفاء ثلثہ کا حال نہین کُھلیگا
غرض تمام اہتمام اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک جزو مذہب انکا
ہے اور یہ قول سنیون کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہو اور مشاجرات
یعنی اختلافات صحابہ کا نہین دیکھا جاسے سو ظاہرا یہی مصلحت سے ہو گا کہ اندھے
مقلے کیطرح پر بے دیکھے بہالے اصل حالات سے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر رض
ثم عمر رض ثم عثمان رض ثم علی رض کو ہم لوگ بطور آمنا وصدقنا کے مان لین اور مثنوی معنوی مولانا
روم میں جو قصہ معاویہ کا لکھا ہی کہ شیطان نے اوسکو واسطے نماز صبح کے اوٹھا
دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہونگے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو
ایک لطف خاص اس قصہ مین یہ ہی کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف اسقدر
جانتے ہین کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنے وہ خناس جو کہ آدمیون کے
دلون مین وسوسہ ڈالتا ہی سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمچشمی کی ملاقات
ہے اور لقب خال المومنین یعنی ماموں کا خطاب جو بوجہ بہائی ہونے حضرت
ام حبیبہ مادر مومنین کے دیا جاتا ہی سو کیا ضرورت اس بات کی ہی اور اس رشتہ سے
تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بہی نانا ایسے لوگون کا ہوا او شاید یہی مناسبت
ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کی ہے اور قوم سادات
بنی فاطمہ بنت خدیجۃ الکبریٰ کو خصوصاً ایسی سوتیلے ماموں سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ ماموں کہا جا سکتا ہے-

حکیم سنائی

پسر ہند اگرچہ خال من است — دوستی دیم بکارے نیست
ور نوشت او خطے ز بہر رسول — بر خطش نیز افتخارے نیست
در مقامے کہ شیر مردانند — از خط و خال اعتبارے نیست

الوری

دوستدار پسر ہندہ نیم اگر نیست — کہ ازو تا بکس او بہ پیغمبر چہ رسید
پدر او لب و دندان پیغمبر بشکست — مادر او جگر عم پیغمبر بمکید
او بناحق حق داماد پیغمبر بگرفت — پسر او سر فرزند پیغمبر ببرید

مؤلف این رسالہ

معاویہ کہ نبود [illegible] سواے مکر و فریب — چرا روم سپے تاویل بارد و غریب
ز من خطا [illegible] اجتہادش گویم — بغاوتش [illegible] است صریح و جنگ او بہ شبیب

دیگر از مؤلف مذکور

بحب شاہ ولایت کہ حب او مقصود — ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ۴۴

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعۃ عشر قلنا من ھم فقال انا و ابنای و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ بن مسعود و ابو ذر و المقداد رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اونہوں نے کہ فرمایا رسول خدا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک نبی کے ہین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دی گئے مجھکو
چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگون نے پوچھا کہ کون ہین وے لوگ تب فرمایا اوس
رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور
عمر اور مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ ابن مسعود و ابو ذر و مقداد
روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کی یہ ہے کہ چودہ صحابہ
کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اوس مین سے حضرت علی و امام حسن
و امام حسین و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابو ذر و مقداد ونہم
کسان یقیناً شریک بعیت حضرت ابو بکر کے نہین تھے اور علاوہ انکے زبیر اور براء
وغیرہم اجلہ صحابہ جو کہ شریک بعیت حضرت ابو بکرؓ کے نہین ہوے تھے سو
تفصیل اونکی بذکر بحث خلافت کے کیجائیگے ۔

فصل ۴۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و
اھتدوا بھدی عمار و تمسکوا بعھد ابن ام عبد و فی روایۃ حذیفۃ ما
حدثکم ابن مسعود فصدقوہ و تمسکوا بعھد ابن ام عبد رواہ الترمذی

ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ اقتدا
کرو تم لوگ ساتھ اون لوگون کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب سے میرے یعنی ساتھ
ابو بکر اور عمرؓ کے اور ہدایت پاؤ تم لوگ ساتھ ہدایت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ
ساتھ قول و عہد ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے اور روایت میں حذیفہ
کے ہی کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگون سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اوسکو

اور تمسک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبد یعنی عبد اللہ ابن مسعود کے روایت کیے اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمر رض کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہیں ہوسکتا ہی مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلا فصل کے نہیں ہوسکتی ہے کہ اقتدا کرنا ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہی مگر مولی ہونا دوسری بات ہی اور اقتداے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر کے ہو پس اگر لفظ اقتدا کی دلیل حقیت خلافت ابو بکر و عمر رض کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن یاسر کی ہوسکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت حضرت ابو بکر کے نہیں ہوے بلکہ لطرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے شہید ہوے اور شہادت قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا کافر ہے تو معاویہ نے اوسکے جواب میں کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اونے عمار کو لڑائی میں بھیجا اور اوسپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہوں تو حضرت رسول قاتل حضرت حمزہ کی ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ میں ابو سفیان پدر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۴٦

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علیؑ وعمار وسلمان رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا کہ تحقیقکہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت مشتاق ہی تین آدمی کی یعنے علی اور عمار اور سلمان کی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینوں آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریک بیعت خلافت حضرت ابو بکر رض کے نہیں تھے۔

فصل ۴۷

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یارسول اللہ سمہم لنا قال علیؓ منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی ــــ

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی مجھکو اس بات کی کہ تحقیقکہ وہ اللہ دوست رکھتا ہی اون سبھوں کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام بتلائیے اون لوگوں کا واسطے ہم لوگوں کے تب آپ نے فرمایا کہ علی اونمیں سے ہی ذکر اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابوذر و مقداد و سلمان ہی سو اللہ نے حکم دیا ساتھ محبت اون لوگوں کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہی اون سبھوں کو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ چار بزرگان شریک بعیت خلافت حضرت ابوبکرؓ کے نہیں تھے اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے ــ

فصل ۴۸

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنے بلالا رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اونسے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سید یعنی سردار ہم لوگون کا ہے اور آزاد کیا اونسے سردار کو ہم لوگون کے یعنی بلال کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سے جو حضرت عمرؓ کا سید سردار قبول کرنا حضرت بلال کا ظاہر ہوتا ہی سو یہ امر ادب پر خوبی مزاج حضرت عمرؓ کے دلالت کرتا ہی اور ایسے طرح

حدیث مندرجہ فصل ۴۸ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ جسمین حضرت عمرؓ نے قبول کیا ہے کہ زید باپ اسامہ کے محبوب تر نزدیک رسولخدا کے بہ نسبت خود او نکے تھے اور شک نہین ہے کہ حضرت عمر بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات مین تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اوسکی فصل مندرجہ ۳۹ مین مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علےؑ ہاشمی سے برابر رہی یعنے حضرت علی کو جو بروز خم غدیر کے مولی قبول کرکے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علی کو تمامتر بھول گئے اور کبھو انکو سیّد یعنی سردار اپنا قبول نہین کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابوبکر اور دعوے باغ فدک اور عقد ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمر نے بدرخی ساتھ حضرت علےؑ کے کی ہے سو یہ حال سب آیندہ اپنی اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیت

اے ابر تو مکہ و مدینہ مین برسا	افسوس کہ تو نہ کربلا مین برسا

فصل ۴۹

بیت

حسن یوسف ید بیضا دم عیسی داری	انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

ہم نہین سمجھتے ہین کہ واسطے اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلاثہؓ کے سنیون کو اوپر احادیث مناقب قریش و مہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ سب صفت تو حضرت علی مین بھی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علی کے کہ اونکی صفات ہاشمی ہونے مین و اخوت با رسول و زوجیت بتول وغیرہ مین کوئی دوسری صحابہ شریک نہین ہین اور سنیان جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سالک علی طریقی فہوالی سے داخل آل سمجھتے ہین سو خود آل ہونا ایک بات ہے اور

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آل ہونا ایک دوسری بات ہی اور کیا مفہوم آل اور داخل
آل کا کبھو ایک ہو سکتا ہی بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
داخل آل سمجھے جاوین کسقدر بزرگی خود آل کی ترقی کرتی ہے بہرحال اب کچھ احادیث
مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہین کہ اوس شرف وکمال مین حضرت علی
بدرجہ اعلی داخل ہین مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ھریرۃ
ان النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلّم قال النّاس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمہم
تبع لمسلمہم وکافرہم تبع لکافرہم متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابوہریرہ سے
کہ آدمی لوگ تابع ہین قریش کے اس امر مین مسلمان قریش کے تابع ہین مسلمان قریش کے
اور کافر قریش کے تابع ہین کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
اس مقام مین شرح مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر جو رائے ہماری بقلم خاص ہمارے
حسب ذیل لکھی ہوئی ہے سو ابتک ہم ساتھ اپنی رائے سابق کے متفق ہین ۔
حضرت علی علیہ السلام وامامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک اند
علاوہ دیگر صفات خاصہ آنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصار
نے امیر منّا وامیر منکم کہکر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار مین سے
اور ایک خلیفہ قریش مین سے ہو تو مہاجرین قریش بدلیل قرابت
قریشی ہونے کے انصار پر غالب آئے اور حضرت ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ
کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علیؓ نے اپنی طلب حق خلافت مین
فرمایا کہ تم لوگون نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
بنایا پایا تو وہی انصاف ہمکو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے ہمکو جزئیت
رسول سے ہی اور قرآن شریف ہمارے گھر مین نازل ہوا اور اوسکی احکام سی ہم عالم تر ہین

فصل ۵

بیت

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری سنی سالہ کی بلا فصل نہین ہوئی تو اس سے کچھ نقصان شان آپکا نہین ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہی سو قیامت تک ہی اور اوسمین آپ اول امام ہین اور اوس سلسلہ مین کچھ فاصلہ اور دخل غیر لوگونکا نہین ہے اور اس سلسلہ مین حکومت آپکی دل وجان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت مین منحصر ہے وعن جابر بن سمرة قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفة کلھم من قریش وفی روایة لا یزال امر الناس ماضیا ماولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش وفی روایة لا یزال الدین قائما حتے تقوم الساعة او یکون علیھم اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن سمرة سے کہ کہا اونے کہ سنا مینے حضرت رسولؐ کو کہتے ہوے کہ ہمیشہ رہیگا اسلام معزز بارہ خلیفہ تک کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ رہیگا معاملہ آدمیونکا جاری جبتک کہ والی ہون اون لوگون کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم ہو قیامت یا ہون اوپر اون لوگون کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہون متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی تمام ثابت ہی کہ جو حضرت علیؑ سے حضرت امام مہدی تک سلسلہ پہونچتا ہے — حسب ذیل حضرت علی۱ حضرت امام حسن۲ حضرت امام حسین۳ حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام
موسی کاظم حضرت امام علی رضا حضرت امام جواد تقی حضرت امام نقی حضرت
امام عسکری حضرت امام مہدی علیہم السلام - چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازدہ
امام کے ایک درود بھی درمیان سنیون کے حسب ذیل جاری ہے کہ تقریبات عرس
وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد النبی
الامی الطاھر الذکی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی
تجلیاتہ زین العابدین باقر علم الاولین والاخرین صادقا فی اقوالہ کاظما
فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ھادیا الی
سبیل النجاۃ عسکریا مع الغزات مہدیا الی طریق النفقین غیاث المستغیثین
صلوات اللہ علیہ علیہم اجمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازدہ امام کے قائم نہ کیجاسے
تو پھر بنیاد اقرار دوازدہ امام کی سنیون کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیون پر اس
حال مین ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھ ماہ
چھ مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسن تک ختم ہوئی اور اس حدیث سے خلافت
حقیقے حضرت مولی علی سے حضرت امام مہدی تک پہونچتی ہے تو اونکے معاویہ
کسی قسم خلافت مین شمار نہین ہوسے اور اونکے معاویہ بعد بیس برس خلافت
ظاہری کے صرف ایک ملک عضوض یعنی بادشاہ گزندہ باقی رہے اور دوسری
قباحت یہ ہے کہ حضرت علی خلافت سی سالہ مین خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی تاقیامت
مین خلیفہ اول قرار پاتے ہین اور اس حال مین حضرت علی دونون قسم خلافت
مین وارد ہین سو خود سنی لوگ حضرت علی کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام خلفاء
ثلثہ رضی کے خطاب کرم اللہ وجہ کا دیتے ہین پس جیسا کہ دوہرا خطاب دیتے ہین سو ایسا ہی ح؟

اگر خلافت بھی دو ہری ہوئی تو کیا مضائقہ ہے اور حدیث مین النظر الی وجہ علی
المحبۃ عبادۃ واقع ہے لیئے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے محبت سے عبادت ہے پس جسکے چہرہ کو
محبت سے دیکھنا بروایت خود حضرت ابو بکرؓ کے عبادت ہو تو دو ہری خلافت کا ہونا ایک
ایسے شخص کو کیا بیجا ہے اور سنیون کو اس بات سے تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہے کہ مجبوری
مین کیا کرنا ہوگا اسواسطے کہ جو کچھ کوشش علماء اہلسنت کی واسطے اس بات کی ہو کہ
تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کیجاسے سو وہ تمام کوشش رائگان ہو تے
ہے اور کوئی بات درست نہین بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث مین
لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہین تھی سو یہ خیال
بھی محض فضول ہے اسواسطے کہ بمقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری معاویہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عہد عتیق
مین جو پیشین گوئی حضرت مسیحؑ کی بہ نشان بادشاہ یہود ان کے ہے تو کیا بوجہ
نہین ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئیان نسبت حضرت مسیح کے باطل
ہو سکتی ہین سو اوسیطرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
کی نہین ہے۔ اور شاہ عبد الحق صاحب نے اس حدیث کی شرح مین جو کچھ بیچ و تاب
کھایا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ شاہ صاحب لکھتے ہین کہ بعض طرق مین اس
حدیث کی آیا ہے ابو بکر لا یلبث الا قلیلا یعنی ابو بکر نہین ٹھہر یگا مگر تھوڑے روز
مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہین کہ اس حدیث سے بارہ
خلیفہ ہونا چاہیے کہ جنسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابو بکرؓ ان بارہ خلیفون مین
داخل ہوئے تو امراے جور و فساد کے داخل ان بارہ خلیفون کے ہوتے ہین اور
حالانکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا واقع ہے یعنی

کہ خلافت ہمارے تیس برس ہے اور بعد اوسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس
حدیث کے حاشیہ پچیس برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہے سو اس
راے پہنچی ہم اب تک قائم ہین ہرگاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابوبکر لا یلبث الا قلیلا
ضمیمہ حدیث نتوان شدہ اگر باشد یزید ہم دران داخل خواہد بود اور شاہ صاحب
نے جو امراے جور و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوسپر حاشیہ ہمارا اب
ذیل ہے اما یزید وغیرہ از بنی امیہ از اہل خلافت نبودند کہ شارح رحمۃ اللہ علیہ
حدیث بذکر بنی مروان اکتفا فرمودند - اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ توجیہ مین اس
حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہے کہ جنکی سلطنت مین نزاع
اور اختلاف کے ہوسو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان
بارہوان خلیفہ ہوتا ہے کہ اوسکے وقت مین فتنہ ہوا اور اوسکو مار ڈالا اور شاہ صاحب
اس توجیہ مین خارج ہونا بعض خلیفون کا دائرہ عدل و احسان سے روا رکھتے ہین
مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہ ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت مین ہزارون آدمی جنگ جمل
اور صفین اور نہروان مین مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف
نہین سمجھتے ہین اور یہ ایک عجب حساب ہے کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفاے
دوازدہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام
کی ہوئی اور بجاے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اوسکی

تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے

سال قتلش بگفت غمگینے ❊ ❊ ❊ سر دین را برید بے دینے ۶۱ھ

بہرحال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نامعقول سمجھتے ہین تو اسواسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہین ہے دوم یہ کہ مراد خلفاے عادل
وامراے صالح سے ہی کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہون مگر شاہ صاحب نام
بتلانے سے ایسے خلفاے عادل کے تمامتر عاجز ہین - سوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد
موت امام مہدی کے ہونگے کہ اون بارہ مین سے پانچ اولاد امام حسنؑ کے اور
بعد اوسکے پانچ اولاد امام حسین شہید کے اور بعد اونکے پھر دو اولاد امام حسنؑ
کی ہین اور شاہ صاحب لکھتے ہین کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ
توجیہ درست ہو مگر ظاہر سیاق اس حدیث کا ایسا نہین معلوم ہوتا کہ
بعد زمانہ حضرت امام مہدیؑ کے ایسے بارہ خلیفہ ہون - چہارم یہ کہ مراد بارہ
خلیفون سے یہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ ایک وقت مین ہون مگر شاہ صاحب کچھ نشان
نہین دیتے ہین کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ مین اور کہان پر ہوے افسوس ہے
اسقدر توجیہات پریشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق رہے
کہ ان بارہ خلیفہ سے دوازدہ امام حضرت علی سے حضرت امام مہدی تک مراد
ہین اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوتے کہ اس توجیہ مین مزید
فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہی
کہ ان بارہ خلفا سے یہی دوازدہ امام مراد ہین -

فصل ۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال
مات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیف وبنی
حنیفۃ وبنی امیۃ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی عمران ابن حصین سے
کہ کہا اونسے کہ مرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ کراہت رکھتے تھے تین

قبیلوں سے قریش کے لئے ثقیف و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کیا اسکو
ترمذی نے فقط معلوم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف سے تھا
او مسیلمہ کذاب قبیلہ بنی حنیفہ میں سے تھا اور ظالم بنی امیہ کی شارح
عبد الحق نے زیادہ کی وہی ہے کہ جو قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا اور
اوسپر شاہ عبد الحق صاحب کو تعجب ہو کہ اوس راوی نے یزید کو کس واسطے
شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ باقی بنی امیہ سے بھی اثر کلام
قصور نہیں کیا یزید اور عبید اللہ زیاد وغیرہ کو مگر ہمکو تعجب ہے کہ شاہ صاحب
نے صراحۃ معاویہ کو کیوں نہیں یاد لیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ تھا اور
شاہ صاحب اپنی تشریح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول نے خواب میں دیکھا
کہ بندر سے اوپر منبر شریف آپ کے کھیل کر رہے ہیں اور آپ نے تعبیر اوسکی
بندروں کی بنی امیہ سے کی —

فصل ۵۲

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمین بھی حضرت علی
داخل ہین مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب صحابہ عن ابی سعید
الخدری قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان
احدکم انفق مثل احد ذھبًا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کو میرے کسواسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک تم مین سے راہ خدا مین خرچ کیا سونا مثل پہاڑ اُحد کے تو نہین
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیوں کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اوپر حضرت علیؑ کے لعن وگالی بے تکلف جاری کیا اور
تا د صاحب صحابی اوسکو کہتے ہین کہ جسنے صحبت پیغمبر علیہ السلام کی حالت
ایمان مین پائی اور مراد ہے اسلام پر اگرچہ درمیان مین مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ
اشعث ابن قیس کو کہتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف
درست ہی مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہین ہو سکتا ہے
اور تعریف مین اصحاب کے یہ دو شعر میر حسن دہلوی کا بہت درست اور خوب ہے۔ اشعار

سلام اونپہ جو اونکے اصحاب ہین خدا اونسے راضی رسول اونسے خوش	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین علی اونسے راضی بتول اونسے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت
رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتاکید محبت
اہلبیت کے بہت حدیثین اوپر مذکور ہو چکی ہین اور واقعہ کربلا مین جو ہزارون
آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ
کربلا کے کیا۔ وہی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام مین جو ہمارا حاشیہ
اوپر شرح مشکوۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ہی
شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بارتکاب روایت نسبت اصحاب قائل است تا بارتکاب
صغائر و کبائر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ
حضرت علی علیہ السلام بہر معنی داخل انست خصوص درین حال کہ حضرت رسول
صلے اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت برانہا فرمودہ باشد
تا اینکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جنب ہم ماذون بدخول مسجد بودند و دیگر
بسیارے احادیث درشان علی ست و خود اہلسنت نیز خلافت رابعہ علی را حق میگویند

پس با اینهمه حالات جنگ معاویه با حضرت امیر علی علیه السلام و [illegible]
کشت و خون بودن هزاران مسلمانان انکار از نص یا ارتکاب کبیره [illegible]
خواهد بود یا نه و حدیث صفحه ۷۰ یعنی حدیث مندرجه فصل ۲۹ رساله هذا که
حرب با علی حرب با من است این همه یاد کرده بحمایت معاویه در آمدن چه معنی
دارد و ظاهر که امیر معاویه از مهاجرین یا انصار یا اصحاب بدر هم نبوده اند که
چندان اهتمام درکار باشد و نه از بهشتیان قطعی اند که تاویل عزیز را حاجت باشد
غایت اینکه از عوام صحابی بوده اند که در سال هشتم از هجرت بشمول ابوسفیان و عکرمه
بن ابی جهل ایمان آورده اند امتداد صحبت هم میسر شده بود و لعنت اینکه عکرمه
بن ابی جهل بحکم رسول الله علیه السلام بعد فتح که قتل کرده شد [illegible] از اهل
انصاف میخواهم که اگر این محاربات معاویه روبروی حضرت رسول صلی الله علیه
وسلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبروا یا اولی الابصار [illegible] که خیر
[illegible] شان معاویه گفته آید مگر می پرسم که هر حمایت و محبت را [illegible] ناصر نیافته ایم
که تولای معاویه را آخر سبب چیست سفینه نوح را که عبارت از اهل بیت است گذاشتن
چه مناسب است

قطعه

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

فصل ۵۱

مشکوة المصابیح باب مناقب صحابه وعن جابر عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم قال لا [illegible] النار مسلما رأنی او رأی من رآنی رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے حضرت بنی سے کہ فرمایا حضرت بنی نے کہ نہین چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ جسنے دیکھا مجکو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا مجھکو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگون کے جاری ہو کہ جسنے ساتھ اقرار رسالت کے دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان نہو تو سنیون کو بڑی وسعت ہے کہ اگر چاہین تو یزید کو بھی داخل بہشتیان سمجھین اور اوسکو ایک تابعین مین سے شمار کرین کہ اس یزید نے بھی معاویہ ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر ــ

فصل ۵۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رض قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم یقول وسألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئی مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی قال وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ سوال کیا مینے رب سی اپنے اختلاف ہی صحابیون کے بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اے محمد تحقیقکہ اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارہای آسمان کے ہین کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سی اور واسطے ہر ایک کی نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شی کے کہ جسمین صحابی لوگ مختلف ہین پس وہ شخص نزدیک میرے ہدایت پر ہی کہا اوس عمر نے

نے فرمایا رسول خدا نے کہ اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین پس اونمین سے جسکے
ساتھ اقتدا کروگے تم لوگ ہدایت پاوگے تم لوگ روایت کی اسکو جن نے فقط جب
یہ حدیث حضرت عمر سے ہی تو شاید اسی بنیاد پر ہے روایتہائے حضرت عمر کی
حضرت علی سے ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ہی خود حضرت ... ہے کہ
خود شکست کرنے عمدا ام کلثوم دختر حضرت علی کے روایت کیا تھا کل سبب و نسب
منقطع یوم القیامۃ الا نسبی و سببی و صہری ہے یعنی فرمایا رسول خدا نے
کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل و پیوند کا منقطع ہوگا بروز قیامت کو مگر نسب
ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل و پیوند ہمارا فقط اور ہم کہتے ہین کہ شرح مین اس
حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر
بعض مقام مین بجہت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے نہو
جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی
کے درست نہین ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ
صحابی مستثنے اور خارج از بحث ہے پس صاف صاف یہ اشارہ بطرف معاویہ کے
ہے اور ہر گاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستارون کے ہے تو ایک مسلمان آدمی کہ جسکو
... الہی الا جو اللہ خاصۃ ہدایت اپنی بذریعہ جناب مشکل کشا مولی علی ایک
آفتاب جہانتاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے چاہیگا اور اہل التصوف اولیاء اللہ جو
تمامتر دریوزہ گری درگاہ حضرت علی کی کرتے ہین سو البتہ یہ لوگ تمامتر راہ راست
پر ہین ہان ایک طریقہ نقشبندیہ کا ابوبکر رض سے تھا سو طریقہ فقرا مین وہ طریقہ
ایک سوختہ طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب سے خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ
کسی خانوادہ کے حضرت علی تک ہوتا ہے۔

فصل ۵۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کر کے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہین کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے [illegible] بہشتی اور قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہین معلوم ہوتی ہی کہ کسی [illegible] ہین چنانچہ خود شاہ صاحب بھی اپنی تفسیر میں لکھتے ہین کہ یہ بشارت جنت کی خصوصیت ساتھ ان دس آدمیوں کے نہین ہے کہ بشارت جنت کی تحقیق اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابہ کو بھی دی ہے

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ قال ما احد احق بھذا الامر من ھولاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلعم وھو عنھم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعد وعبد الرحمن رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونے کہ نہین کوئی مستحق تر ہے اس امر خلافت کو ان لوگون سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ راضی تھے ان لوگون سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط اور پورا قصہ اس قول حضرت عمر رض کا یہ ہے کہ حضرت عمر رض نے قریب انتقال اپنے نام ان چھہ شخصون کا بتلا کے یہ کہا کہ ان چھہ شخصون مین سے پانچ آدمی جس شخص پر اتفاق کرین سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جاوے اور وہ چھٹا شخص جو خلاف کرے قتل کیا جاوے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

کہ یہ پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو اختیار نہین کرینگے تو اسی مین
حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جاویگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت
عمر نے ان چھ شخصوں مین نام حضرت علی کا داخل کیا تھا مگر ساتھ اسکے حضرت
علی محروم ہو کر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوے اور حضرت سے یہ ہوئی کہ حضرت علی
نے بھی بیعت کرلی اور شاید اونکے مارے جانے کا اندیشہ تھا اور یہ کیا مقام حیرت
کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسول صلعم نے بحالت رضامندی کی اور جو حضرت علی کو ترجیح دی تھی
کیا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہوا اور یہ حضرت عمر رض وہ بزرگ ہیں کہ جو قریب
ماہ قبل انتقال حضرت رسول کے مبارکبادی وصیت خم غدیر کے حضرت علی کو
دیکر کے کہا تھا کہ انت مولی کل مؤمن و مؤمنۃ سو اب حال یہ ہے کہ علی کی یہ
کہ تصدیق رضامندی حضرت رسول کی نسبت اونکے حضرت عمر کے مشورہ کی محتاج ہے
اور اگر یہ نام لینا علی کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر رض کو
استخلاف کیا تھا سو اس سنت پر حضرت عمر کا استخلاف حضرت علی کا کرنا کیا دشوار
تھا اور اگر حضرت عمر رض بڑے سچے تھے تو بھول جاتا اپنے مبارکبادی روز وصیت
خم غدیر کا اور خلافت اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کرکے حکم قتل
کرنے شخص ششم کا کیا معنی رکھتا ہے اور کیا اس حکم سے حضرت عمر کے خون اوس شخص کا
کہ جس سے حضرت رسول راضی مرے ہوں حلال ہو جاتا - اور عبداللہ بن عمر رض
اپنے بیٹے کو جو حضرت عمر رض نے استخلاف نہین کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمر رض نے
جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اسقدر ہے کہ جس بہاو سے خلافت پایا تھا سو
اوسی بہاو سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اسواسطے کہ حضرت عمر رض
صدر مقام مدینہ مین تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو درحقیقت کچھ

موقع استخلاف اپنی بیٹا کا اونکو نہین تھا خلاف معاویہ کے کہ اوسکو سابق سے سکونت مستقل دمشق کی حاصل تھی سو اوسنے بتکلف استخلاف یزید اپنی بیٹا کا کیا او خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہوکر کے استیصال خاندان نبوی کا کربلا مین بخوبی تمام ہوگیا کہ سوا سے امام سجاد حضرت امام زین العابدین کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا۔

فصل ۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسألت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ قالت ابو بکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مین عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کون شخص وہ تھا کہ جسکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ رض نے کہ ابو بکر رض تب پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر رض کے تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدۃ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولخدا نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہین بنایا بلکہ یہ رائے حضرت عائشہ رض کی ہے کہ اگر حضرت رسول کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابو بکر رض کو اور بعد اونکے حضرت عمر کو اور بعد اونکے ابو عبیدۃ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رض اور حضرت علی یہ دونون شخص بہ تجویز حضرت عائشہ رض کے قابل ذکر خلافت کے نہین تھے اور کیون نہو کہ یہ دونون شخص داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے تھے! پس حضرت عائشہ ان دونون

تخصیص ان کو کیونکر ادا کر سکتی تھین مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین
کہ حضرت ابو بکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہمکو خلافت سے
کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابو عبیدہ کا ہے ۔

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ عن عبد الرحمن ابن عوف
ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی
الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف
فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن
الجراح فی الجنۃ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی عبد الرحمن ابن عوف
سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابو بکرؓ جنت مین ہی اور عمر جنت مین
ہے اور عثمانؓ جنت مین ہے اور علیؑ جنت مین ہے اور زبیر جنت مین ہے اور
عبد الرحمن ابن عوف جنت مین ہے اور سعد ابن ابی وقاص جنت مین ہی اور
سعید ابن زید جنت مین ہے اور عبیدہ جنت مین ہے روایت کی اسکو ترمذی نے
فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ ذکر خلفاے اربعہ کا احادیث
مین کلًّا وجزءًا اسی ترتیب سی ہے کہ اسی امر سے ایک استیناس یعنی لگاؤ مذہب اہلسنت
کا پایا جاتا ہی مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہین ہے کہ حدیث مین فصل ۵۵۔ اس
رسالہ کی نام حضرت علیؑ کا بالاے نام حضرت عثمانؓ کی ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ فن حدیث کا
بعد سو ڈیڑھ سو برس ان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس جسطرح پر کہ ترتیب خلافت
کی ہو گئی سو اوسی ترتیب سی حدیث مین مذکور ہونا نام ان خلفاے اربعہ کا عین
قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل مین البتہ ذکر حضرت موسیٰ و داود

وسلیمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیح ؑ کے متقدم ہوگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت
مسیح پر کچھ ترجیح و تفضیل نہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت اوس
شخص متقدم الذکر کے نہین ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ
اوس شخص کے سمجھا جاویگا جیسا کہ حدیث مین فصل ۴۶ کے نسبت حضرت علی
کے ذکر اس بات کا ہی کہ حق ساتھ علی ؑ کے ہو اور اسیطرح پر تمام احادیث مین
الفاظ بشان حضرت علی ؑ کے بمقابلہ خلفاء ثلثہ ؓ کے ایک خاص قسم کے ہین کہ
جس سے تمامتر ممتاز ہوتا حضرت علی کا خلفاء ثلثہ ؓ سے ظاہر ہوتا ہی بہر حال
شاید یہی حدیث منشاء انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات نہین معلوم ہوتی ہے
کہ اسطرح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا [illegible] کے لفظ فی الجنۃ [illegible] ہر نام کے تکرار
کیگئی سو کیا منشاء اس قسم تقریر کا [illegible]

فصل ۵۸

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب [illegible] عن علی رضی اللہ عنہ
قال قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ امینا زاہدا
فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ
لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یاخذ بکم الصراط
المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہنے
کہ پوچھا گیا اے رسول اللہ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا
رسولخدا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابو بکر کو تو پاؤ گے تم لوگ اوسکو امین [illegible]
امور دنیا مین اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمر کو تو پاؤ
تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے امور خدا مین ملامت کو [illegible]

کرنے والے کا اور اگر امیر بناؤ تم لوگ علیؑ کو اور ہم نہیں دیکھتے ہیں کہ تم لوگ اس بات کو کروگے تو پاوٴگے تم لوگ اسکو ہادی اور مہدی جو لیجاوے تمکو راہ سیدھی پر روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسولخدا نے تنصیص و تعیین خلافت کی کسی شخص کے حق میں نہیں کی سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اسواسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی درحقیقت باعتقاد اہل سنت از روے اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال انحراف لوگوں کا حضرت علیؑ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں تم لوگوں کو کہ علی کو امیر بناوٴگے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان وافرضھم زید بن ثابت واقرءھم ابی بن کعب لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر بن قتادۃ مرسلا وفیہ واقضاھم علی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم تر میری امت کا ساتھ امت میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر اونکا امر خدا میں عمرؓ ہے اور صادق تر اون لوگوں کا از روی حیا کے عثمانؓ ہے اور عالم تر علم فرائض کا زید بن ثابت ہے اور قاری تر اون لوگوں کا ابی ابن کعب ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعب کے پاس پڑھی اور عالم تر اون لوگوں کا ساتھ حلال وحرام کے معاذ ابن جبل ہے اور

ہر اُمت کو ایک امین ہی اور امین اس امت کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی
اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قتادہ
سے لطور مرسل کے اور اوس روایت مین ہی کہ قاضی تر اون لوگون کا علی ہے
فقط اس حدیث مین ذکر حضرت علی کا سب کے آخر مین ہے بہرحال شاہ صاحب
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؑ کے حکم
نہین دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے
کہ قضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؑ واسطے فیصلہ کرنے
اوسکے نہین ہین اور شک نہین ہے کہ حضرت علی کو بوجہ اصابت رائے وقوت
علمی کے حضرت عمر کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو اپنے کام کا آدمی
جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہً حضرت علی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم اللہ ابا بکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الھجرۃ
وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق وما لہ
صدیق رحم اللہ عثمان تستحیہ الملائکۃ رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث
دار رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اوس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ رحم کرے
اللہ ابو بکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لیگیا مجکو دار الہجرہ تک
اور ساتھ دیا میرا غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ
پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اوسکو اس حال

ہین کہ اوسکو کوئی دوست نہین ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اوس سے
شرم کرتے ہین فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؑ پر اے میرے خدا گردش دے
حق کو ساتھ اوسکے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ
حدیث غریب ہے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین بروایت جمع الجوامع
سیوطی کے لکھتے ہین کہ القران مع علی وعلی مع القران یعنی کہ قرآن ساتھہ
علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھہ قرآن کے ہے۔

فصل ۶۱

بیت ۔ کہے یون جو چاہے کوئی بہیر بکر * یہ نسبت علیؑ کو نہین غیر سے
اب کچھ احادیث مناقب حضرت ابو بکرؓ کے بیان ہوتے ہین سو اس بات مین
کچھ شک نہین ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات
آدمی اور حضرت رسولخدا کے ایک یار غار تھے اور ساتھہ حضرت رسول کے اونکو
اپنی جان و مال تک کچھہ دریغ نہین تھا اور حدیث مندرجہ فصل ۵۸ مین جو بر آیات
حضرت علی کے زاهدا فی الدنیا راغبا الی الاخرة انکی شان مین واقع ہے سو یہ بات
بہت حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ اونکو ساتھہ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و امامین
علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرضکہ انکے فضائل خاص مین ہمکو کچھہ عذر
نہین ہے مگر بات یہ ہے کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو
ساتھہ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھہ مقابلہ نہین ہے کہ حضرت علی اونکے مولی
اوس طرح پر تھے کہ جسطرح پر خود حضرت رسول اونکے مولی تھے اور خطبہ ہای جمعہ و عیدین
مین جو ذکر حضرت ابو بکرؓ کا بعبارت افضل الصحابہ بالصدق و التحقیق کے ہوتا ہے
سو ہماری اعتقاد مین یہ بات ایک طرح پر بہت درست ہے کہ بیشک حضرت ابو بکرؓ تمام

صحابہ سے افضل تھے اسواسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ مین داخل نہین ہین
بلکہ ایک قسم جداگانہ از قسم اہلبیت وآل وعترت کے تھے اور یہی وجہ ہی کہ حضرت
رسول نے جو مواخات اور بھائی چارا درمیان اصحابون کے لگا دیا سو اوس سارا دری
صحابہ سے حضرت نبی نے حضرت علی کو علیحدہ رکھکر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے
دنیا و آخرت مین اور خلافت کا ملجانا اونکو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک
قضیہ اتفاقی ہے کہ حضرت عائشہ بیٹی اونکی زمانہ مین لطرف اونکے تھین اور
ہر باہر مین حضرت عمرؓ خاص کرکے اونکے خلیفہ بنانے مین مصروف ہوئی ورنہ
فصل ۵۶ مین اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابوبکر نے وقت خلیفہ ہونے کے
کہا تھا کہ ہمکو خلافت سی کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابوعبیدہ
کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے پہاڑیان
سرکاری نے بغاوت سرکار کرکے دہلی مین شاہ ابوالظفر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی
سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اسقدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابوالظفر کا بخیر نہین تھا
اور انجام اس خلافت حضرت ابوبکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کرلی اور
اجراے دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی چل گئی سو
اوسیطرح بہت سی احادیث مبالغہ التعریف کے بھی موضوع ہوسے چنانچہ شاہ صاحب
بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابوبکرؓ کے مقر ہو کرکے چند موضوع حدیثین
اپنی شرح مشکوۃ مین حسب ذیل نقل کرتے ہین۔ اول ان اللہ یتجلی للناس عامۃ
ولابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیون پر عموماً ہوتی ہے اور ابوبکر پر خاص
کرکے دوم ماصبّ اللہ فی صدری الا وصببتہ فی صدر ابی بکر یعنی حضرت
رسول نے فرمایا کہ نہین ڈالا خدا نے ہمارے سینہ مین مگر یہ کہ ڈالا ہمنے اوسکو

سینہ مین ابوبکرؓ کے ۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتاق الی
الجنۃ قبل شیبۃ ابو بکر یعنی کہ جب رسول خدا اشتاق جنت ہوتے تھے تو بوڑھاپے
کو ابوبکر کے بوسہ دیتے تھے ۔ ہمارا جواب ان اللہ الا اشتیاق الا ادراج اختفاد روح ابی بکر
یعنی کہ جب جنت کا اشتیاق ہوتا ہے ۔ تشنیار کیا اور ظاہر کر لو اختیار کیا نسبت ابوبکرؓ تو غلط
اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ ہرگاہ حضرت رسولخدا نے برخلاف وصیت
غدیر خم لشان علیؑ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہین بنایا تو جو کچھ حدیث
مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سو بے شک وہ حدیث بھی موضوع ہے چنانچہ فصل ۵۱
مین اس رسالہ کے ذکر اسباب کا ہو چکا ہے کہ شاہ صاحب بھی اپنی شرح مین
اس بات سے مقر ہین کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص کے
نہین کی ہے مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن ابی سعید
الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر
وعند البخاری ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام
ومودتہ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی
لاتخذت ابابکر خلیلا متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابو سعید خدری سے
حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیقکہ معتمد علیہ ترین آدمیون مین سے
اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابوبکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
خالص تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص ولیکن برادری اسلام کی اور دوستی
اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد مین کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابوبکرؓ
کا اور ایک روایت مین ہے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت مین ہمکو

کچھ عذر نہیں ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ مین ذکر ہوچکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے تھے بند کیے گئے سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہ کا ہے اور یہ حکم روزن دیوار چھوڑنے کا حضرت ابوبکرؓ کے وقت مرض الموت کا ہے پس کجا دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث مین اور حدیث فصل ۲۹ مین کچھ مخالفت نہین ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنے مرض الموت مین روزن دیوار ابوبکرؓ کے چھوڑنیکا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی درخواست کی کہ انکی دیوار مین بھی روزن چھوڑا جاے مگر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ سوئی کے بھی نہین چھوڑا جاے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ ہمارا ۲۵ برس سابق کا فارسی ... ذیل ہے کسی از اصحاب درآیت تطہیر اہلبیت وحدیث ثقلین ومثل سفینہ نوح ومن کنت مولاہ وغیر ذلک از قسم زوجیت بتول وہاشمیت وغیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد وآنکہ حضرت ابوبکرؓ را خلافت باجماع شد ہیچ مضائقہ نیست درآن چہ مضائقہ کہ بنظر بعض مصالح ملکے آنوقت وبزرگی ونیک خوئی حضرت ابوبکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شان را حضرت امیر علیہ السلام خود روا داشتند مارا چہ میرسد کہ گفتگو درآن کنیم۔

فصل ۶۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی اخی فی الدین وصاحبی فی الغار وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن مسعود سے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل تو بناتے ہم ابوبکرؓ کو خلیل لاکن وہ ابوبکرؓ بھائی میرا اور ساتھی میرا ہے اور روایت مین احمد کے ہے بھائی میرا دین مین ہے اور رفیق میرا غار مین ہے اور تحقیقکہ بنایا خدا نے رفیق کو تم لوگوں لیعنی ہمکو اپنا خلیل روایت کی اسکو مسلم نے فقط اور یہ حدیث بتائید فصل بالا کے ہے اور اسمین ہمکو کچھ عذر نہین ہے۔

فصل ۶۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر رواہ مسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی بدل انا اولی ترجمہ اور روایت ہی عائشۃ الناکہ کہا اوسنے کہ فرمایا مجھکو رسول خدا نے اپنی بیماری مین کہ بلا تو میرے لیئے ابوبکرؓ اپنے باپ کو اور بھائی کو تاکہ لکھون مین ایک نوشتہ کسواسطے کہ تحقیقکہ مین خوف کرتا ہون اس بات کو کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا کہ مین مستحق ہون اور نہ کوئی دوسرا اور انکار کرتا ہی اللہ اور مسلمان لوگ مگر ابوبکرؓ کو روایت کی اسکو مسلم نے اور کتاب حمیدی مین ہے کہ انا اولی لیعنے مستحق تر ہون بجاے انا ولا کے ہی فقط مقدمہ خلافت مین ہم حضرت عائشہ کو خوب پہچانتے ہین سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ جب قریب دو ماہ قبل انتقال اپنے حضرت رسولخدا کے از روے وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دے چکے تھے تو خلاف اوسکے کوئی نوشتہ بحق حضرت ابوبکرؓ کے کرتا کچھ معنی نہین رکھتا اور اگر فی الحقیقت کوئی

نوشتہ بحق ابوبکرؓ کے کرنا منظور ہوتا تو حضرت عمرؓ کسواسطے عذر کرتے کہ یہ بات تو خود اونکے مطلب کی تھی اور یہ بات بھی قابل ملاحظہ اور غور کے ہی کہ اس حدیث سے صرف تیاری حضرت ابوبکرؓ پدر عائشہ کی نہین ہے بلکہ ایک تیاری واسطے برادر عائشہ کے بھی پائی جاتی ہے۔

فصل ۶۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن جبیرؓ ابن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرءۃ فکلمتہ بشیٔ فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانھا ترید الموت قال فان لم تجدینی فأتی ابابکر متفق علیہ

ترجمہ

اور روایت ہے جبیر ابن مطعم شاگرد حضرت ابوبکرؓ سے کہ آئے حضرت رسول کے پاس ایک عورت پس کچھہ بات کی اوسنے حضرت رسول سے کسی چیز مین پس فرمایا رسولخدا نے اوسکو کہ پھر دوسری دفعہ آنا تب کہا اوس عورت نے یا رسول اللہ آیا دیکھا تو نے کہ ہم آوین اور نپاوین تجھکو گویا کہ وہ ارادہ کرتی ہے موت کو تب فرمایا رسولخدا نے کہ اگر نپاوے تو مجھکو پس آتو ابوبکرؓ کے پاس متفق علیہ فقط اس راوی شاگرد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے جانتے خوب حق شاگردی کا ادا کیا ہے کہ جس سے خلیفہ بنانا حضرت ابوبکرؓ کا نکلتا ہے مگر یہ حدیث بھی صریح موضوع ہے اسواسطے کہ کیا قرینہ اس بات کا ہی کہ ایک عورت کسی بات کے واسطے آوے اور حضرت پیغمبر خدا اوس سے کہین کہ دوسری بار آنا اور اسپر وہ عورت ذکر موت حضرت رسولؐ کو واسطے ایک ایسے امر خفیف کے درمیان مین لاوے یہ بات بالکل بے معنی اور بیہودہ ہی اور شاہ صاحب بھی اس حدیث کی شرح مین

اقرار کرتے ہیں کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہے نہ بذریعہ نص قطعی استخلاف کے

فصل ۶۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرو ابن العاص ان النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوھا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی اخرھم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے عمرو ابن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہمنے کون شخص آدمیوں کا محبوب تر ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہؓ تب ہمنے پوچھا مردون مین سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہمنے اوسکے بعد کون محبوب تر ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوسکے بعد گنا چند مردون کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ ٹھہراوے وہ نبی مجھکو آخر مین اون لوگون کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اسواسطے کہ راوی اسکے عمرو ابن عاص ہین کہ جو مقابلہ مین حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے یہ ایک فریب کا بندوبست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہو اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہوں اور اونکو اپنے سازش مین لاکرکے یہ فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکال کرکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے علی اور معاویہ دونون کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنا کرکے کہا کہ اسیطرح پر ہمنے معاویہ کو خلافت مین قایم کیا

اور اوسیوقت ابوموسیٰ اشعری نے غل و فسا د کیا کہ قریب کیا فریب کیا غرضکہ
اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پا کر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگون کا
خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات
کے نہین ہے خصوص اس حال مین کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ
فصل ۱۴ کے ہی کہ جسمین زبانی حضرت عائشہ رض کے حضرت فاطمہ اور حضرت
علی ع محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض وعن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت
لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من
قال عمر رض وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین
رواہ البخاری سے ترجمہ اور روایت ہی محمد ابن حنفیہ یعنی ایک پسر حضرت علی
سے کہ کہا اونے کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے
بعد نبی ص کے تب کہا اوس باپ نے کہ ابوبکر رض ہے تب کہا اوس راوی نے
کہ پوچھا ہمنے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علی ع نے عمر رض ہے اور ڈری
ہم اس بات کو کہ کہینگے حضرت علی حضرت عثمان رض کو تب پوچھا ہمنے کہ بعد عمر رض کے
تم ہو تب فرمایا حضرت علی نے کہ ہم تو اور کچھ نہین ہین مگر یہ کہ ایک مرد ہین
مسلمانون مین سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علی کا یہ کہنا کہ ہم
ایک آدمی ہین مسلمان مین سے کسقدر اونکی بزرگی اونکے دلالت کرتا ہی کہ اپنے
کو کسی درجہ مین نہین لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علی ایک جزو
رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالا سے کسقدر تفاوت مزاج درمیان عمرو ابن عاص اور حضرت علی کے
ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنے درجہ کا حضرت سے
سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہیں آخر درجہ مین نہیں کیوجائیں
اور یہان حضرت علی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے شہود سے کچھ درجہ اپنا نہیں لگاتے
از مردمک دیدہ بباید آموخت ۞ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را
اور چونکہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے ہین سو یہ کہنا حضرت علی کا کہ ہم
ایک آدمی ہین مسلمانون مین سے کسقدر مشابہ ساتھ اوس قول حضرت مسیح کے ہے
کہ جب شاگردون نے حضرت مسیح کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیح نے کہا کہ
ہمکو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے ۔

فصل ۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عن ابن عمر قال کنا فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانفاضل بینہم رواہ البخاری و فی روایۃ لابی داود قال
نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رض

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ تھے ہم لوگ زمانہ حیات مین
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت
ابو بکر رض کے کسیکو اور اوسکے بعد عمر رض کو اور بعد اوسکے عثمان رض کو سمجھتے تھے کہ انکے
برابر کوئی نہیں ہے تب چھوڑ دیتے تھے ہم لوگ اصحاب نبی کو کہ نہین فضیلت دیتے
ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابو داؤد مین ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو بزبان حیات
حضرت رسول کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس نبی کے ابو بکرؓ ہین
اور بعد اوسکے عمرؓ اور بعد اوسکے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال
اپنے حضرت علیؑ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
یعنے کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علیؑ ہین سو خلاف اوسکے بمجرد انتقال حضرت
نبیؐ کے جب تک کہ حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین حضرت رسولؐ کی مصروف
تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنیاد
پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوتی گئی تو اب سنیون کو بضرورت
اثبات حقیت خلافت ثلثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کسیطرح سے حضرت علیؑ
کا مرتبہ گھٹایا جاے چنانچہ یہ حدیث بھی بہ تیاری اوسی بات کی ہے اور یہ امام
بلیغ قابل ملاحظہ کے ہی کہ اس حدیث مین مطلق ذکر حضرت علیؑ کا نہین ہے
اور اس حدیث کی رو سے حضرت علیؑ تو ایک عوام صحابی مین داخل ہین کہ اس
حدیث کی رو سے تو سواے یہ کہ بھی اونکو کچھ فضیلت نہین ہے مگر خیریت یہ ہی کہ اس
حدیث مین کچھ قول خود حضرت نبی کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک
قول ابن عمرؓ پسر حضرت عمرؓ کا ہی تو متروک ہونا ذکر حضرت علی کا ایک ایسے
صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرین قیاس ہے اور یہ حدیث صریح خلاف
حدیث مندرجہ فصل ۵٦ کے ہے کہ اوسمین بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بروایت
حضرت عائشہ کے ابو عبیدہ جراح مذکور ہین بہر حال شاہ عبد الحق صاحب اس
حدیث کی شرح مین خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر وغیرہ کے روایت کرتے
ہین کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خیر الناس ابو بکرؓ کو اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور نسبت حضرت علیؑ کے کہا کہ علیؑ کو تین باتین ایسی تھین کہ اگر
اونمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر سمجھتے
ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو ساتھ حضرت علیؑ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا سواے دروازہ علیؑ کے سوم یہ کہ حضرت
رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا اور اوسکے بعد
ابن عمرؓ - راوی اس حدیث نے کہا کہ نسبت علیؑ کے ہمسے کچھ مت پوچھو اور کسی
شخص کو علیؑ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگون کا دروازہ بند کیا
سواے دروازہ علی کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منھ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے
ہین حق بر زبان جاری اور سواے اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
ہے کہ اونسے اپنی تین آرزؤن مین سے ذکر تزویج حضرت علیؑ با فاطمہ کا بھی کیا ہے
اور یہ کیا رذالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینون حوصلہ اپنا اسطرح پر ذکر کرتا ہے
کہ اگر ان تین باتون مین سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
دنیا مافیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امورات
تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہین جاتا ہے
حالانکہ محبان و غلامان علی کے پاس تو تمناے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہین ہے
اور یہ حال حضرت علیؑ کا اس مقام مین زیادہ اس سے کیا لکھین کہ یہ ایک عجب شان
حضرت مولیٰ علی کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی امیہ سے جو حضرت رسولؐ
کراہت حسب حدیث مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علی ان تینون قبیلے
سے علیحدہ تھے اور خلاف اوسکے تمام اوصاف محامد مین داخل ہین جیسے اگلے خلفاے
ثلثہ داخل اوصاف قریش و اصحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاے اربعہ یعنی چاریار کے ۱۹۱

تھے تو ان سب صفتوں میں حضرت علی بھی داخل ہیں اور علاوہ اوسکے صفات خاص
جو حضرت علیؑ کے ہین سو اوسمین خلفاے ثلثہ رض داخل نہیں ہین جیسے ہاشمی ہونا
اور پوتا عبد المطلب کا ہونا کہ اس صفت مین حضرت علی شامل حضرت نبی کے ہین
اور اسیطرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبیؐ و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت امام حسنؑ
و حضرت امام حسینؑ کا جو ہی سو اوسمین بھی حضرت علیؑ شامل حضرت نبی کے ہین اور
لقب دوازدہ امام کا جو ہے سو حضرت علی اوسمین اول امام ہین اور چہاردہ معصوم
کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت نبی اور حضرت فاطمہؑ ملا کر کے ہی سو اوس لقب میں
حضرت علیؑ شریک حضرت نبی کے ہین پس باوصف ان سب حالات کی جو سُنی لوگ
حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہین یہ کیسا گمان ہے

فصل ۶۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رض عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ والہ وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابی بکر فان لہ
عندنا یدًا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی
مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل
اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا
رسول خداؐ نے کہ ہمپر نہیں نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جسکا بدلا ہمنے نہیں دیا ہو
سوائے ابو بکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جسکا بدلا اوسکو خدا دیویگا روز قیامت
کے اور ہمکو نہیں نفع دیا مال نے کسی شخص کے ابتک جیسا کہ نفع دیا مجھکو مال نے ابو بکرؓ
کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خبردار رہو
کہ ساتھی تملوگون کا (یعنی کہ مین) دوست خدا کا ہی فقط اس حدیث کی صحت مین مجھ

عذر نہین ہوسکتا ہی کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ بڑی جان نثار اور یار غار حضرت نبی کے تھی

فصل ۶۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمرؓ قال ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبّنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و اٰلہ وسلّم رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ ابوبکرؓ سردار ہمارے ہین اور نیک ترین ہمارے ہین اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث مین کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہین ہے بلکہ یہ ایک مجرد راے حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ راے اونکی تو ضرور ہونی چاہیے کہ اونہین کے اہتمام خاص سے تو حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اوس مثل مشہور کے ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا سو اوسکا انعام بھی حضرت ابوبکرؓ سے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۴ سے محبوب تر ہونا حضرت علیؑ کا رسولخدا کے پاس بروایت انس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہوچکا ہی

فصل ۷۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن ابن عمرؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و اٰلہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تو ساتھی میرا ہے غار مین اور ساتھی میرا ہے حوض کوثر پر روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ اس حدیث مین گفتگو کرنا کچھ زیادہ تر ضرور نہین ہے مگر یہ امر قابل ذکر کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہوچکا ہی کہ حضرت رسولخدا نے دو چیز بھاری چھوڑی

آیات قرآن - اور دوسرے اہلبیت اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں آپس سے جدا نہوں گی
تا وقت وارد ہونے اوپر حوض کوثر کے سوا اسی تو ڑ پیر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے
ظاہر حضرت ابو بکرؓ کو حوض کوثر تک پہونچایا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبداللہ ابن
عمر مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہیں جو کہ بطرف معاویہ کے ہو کر کے مالک اشتر جانب
حضرت علی سے لڑے تھے -

فصل ۷۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ رواہ الترمذی
ھذا حدیث غریب - ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ
فرمایا رسولخدا نے کہ نہیں سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جسمیں ابو بکرؓ ہو یہ بات
کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوائے اوس ابو بکرؓ کے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط ہر گاہ حضرت ابو بکرؓ سن میں زیادہ تر اور سنیاسی خواور بزرگ تر قبیلہ
قریش کے تھے اور حضرت علی اوسوقت کچھ اوپر تیس برس کے تھے تو امامت نماز
کرنا حضرت ابو بکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل
خلافت کی نہیں ہو سکتی ہے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت میں
بھی امامت نماز حضرت ابو بکرؓ کی بطور موذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ حدیث
مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علی کو تشبیہ حضرت ہارون
کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کی خلافت خبر گیری اہل وعیال کی اور اجازت
امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے
حضرت علی پر تفضیل نہو تو اوسیطرح پر یہ اجازت امامت نماز والو بکرؓ کی بھی دلیل تفضیل کی

افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی نہین ہوسکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام مین قول حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہین کہ جب حضرت رسول نے ابوبکرؓ کو امر دین مین ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت مین ترجیح نہین دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؑ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام مین بطرف عبداللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲۷

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ابقیت لاھلک فقلت مثلہ واتی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما ابقیت لاھلک فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ ابدا رواہ الترمذی وابوداود

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ حکم دیا ہم لوگون کو رسولخداؐ نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس مال پس کہا ہمنے دلمین کہ آج کے روز ہم سبقت لیجاینگے ابوبکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت کر سکینگے اوسپر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال اپنا پس پوچھا رسولخدا نے کہ کیا باقی چھوڑا تو نے واسطے اہل وعیال اپنے کے تب کہا ہمنے کہ برابر اوسکے یعنی آدہا مال ہم لائے اور آدہا مال واسطے اہل وعیال کے چھوڑ دیا اور لے آئے ابوبکر کل مال اپنا جو اونکا تھا تب پوچھا رسولخدا نے کہ ای ابوبکرؓ چھوڑا تو نے واسطے اہل وعیال اپنے کے تب کہا ابوبکرؓ نے کہ باقی چھوڑا ہمنے واسطے اون لوگون کے خدا اور رسولخدا کو تب ہمنے اپنے دل مین کہا کہ ہم کبھو سبقت نکرینگے ابوبکر پر روایت کی اسکو ترمذی اور

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونون بزرگون کی اوپر فضل اور بزرگی اون
لوگون کے گواہ ہیں مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو
تین روزہ بتقریب شکریہ صحت امامین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہین تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فضہ لونڈی نے اوس جو کو
کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹکیری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھر والون یعنے
حضرت علی اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فضہ لونڈی اور دو صاحبزادگان
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی تھی اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک
مسکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچون ٹکیری روٹی کی اوس سائل مسکین
کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کرکے فاقہ رہے اور باقی
دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک
قیدی آیا اور اوسیطرح ہر دو دن روز پانچون ٹکیری روٹی کی دے دیا غرض
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کا رکھا کہ جسکی شکرگذاری قرآن شریف مین
بآیت ۸۔ سورۃ الانسان وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا کے
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیرون کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا
صرف خیرات و روزہ ہاے حضرت مسیحؑ سے مشابہ ہوسکتا ہے مگر بات یہ ہے کہ حضرت
عمرؓ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس بات کی ہے کہ فضل اہلبیت کو یاد کریں

فصل ۳۷

اس فصل مین مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثین

یکجائی مع ترجمہ اور راے راقم کے لکھے جاتے ہین -

حدیث نمبر ۱ - وعن عائشۃ ان ابابکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا رواہ الترمذی -

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسولخداؐ کے پاس لیس فرمایا رسولخداؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے لیس اوس دن سے نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث مین جاے عذر نہین ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح مین بروایت بعض لوگون کے لکھتے ہین کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماے کا ہے سو لطرف اس روایت کے کچھ التفات کرنا ضرور نہین ہے -

حدیث نمبر ۲ - وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمرؓ ثم اتی اھل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اھل مکۃ حتی احشر بین الحرمین رواہ الترمذی -

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ہم اول اون لوگون کے ہین کہ زمین پھٹ کر لوگ نکلینگے تب ابوبکرؓ اوٹھینگے تب عمرؓ تس پیچھے ہم آوینگے مردگان اہل بقیع کو لیس اوٹھائے جائینگے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کرینگے اہل مکہ کو یہانتک کہ اوٹھائے جائین ہم درمیان دونون حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بے معنے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہین ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث مین ذکر حضرت علیؑ کا بھی نہین ہے اور خصوصاً حضرت علیؑ کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اسواسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبد اللہ ابن عمر مراد ہون تو یہ وہ ذات شریف ہین کہ جو بطرف معاویہ کی ہوکر کے جنگ صفین مین مقابلہ حضرت علی کے کرتے تھے

حدیث نمبر ۳ سو عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ ابو داؤد

ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ہمارے پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجکو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ ہوکر کے داخل ہوگی اُمت میری پس کہا ابو بکرؓ نے کہ اے رسولخدا کے ہم چاہتے ہین کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ خبر دار رہو اے ابو بکرؓ کہ تم اول اون لوگون کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نہین ہے اور سواے اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف ہین اور مضمون اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اسواسطے کہ از روی اس حدیث کے تمنا حضرت ابو بکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسول کے وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ہوکر کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس یہ جواب کہ تم اول ہماری اُمت کے ہو کہ تم داخل ہوگے جنت کو بالکل خارج از سوال ہے

فصل ہم ۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ عن عمر ذکر عندہ ابو بکر فبکی وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوماً واحداً من ایامہ ولیلۃ واحدۃ

من ليالیہ اما الليلۃ فليلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی الغار فلما انتھیا
الیہ قال واللہ لاتدخل حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شیء اصابنی دونک
فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدھا بہ وبقی منھا اثنان
فالقمھا رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادخل فدخل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ
من الجحر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال مالک یا
ابا بکر قال لدغت فداک ابی وامی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فذھب ما یجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہ فلما قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدی زکوۃ
فقال لو منعونی عقالا لجاھدتھم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ
تالف الناس وارفق بھم فقال لی اجبار فی الجاھلیۃ وخوار
فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین
اینقص وانا حی رواہ رزین

ترجمہ روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابوبکرؓ کا پس روئے عمرؓ
اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہین کہ کل عمل ہمارا ہوتا مثل عمل اونکے بابت ایک روز
کے اونکے روزون مین سے اور بابت ایک رات کے اونکی راتون مین سے لیکن
رات اونکی پس وہ ایک رات ہی کہ گئے وہ ابوبکرؓ ساتھ حضرت رسول خدا کے غار تک
پس ہرگاہ کہ پہنچے وہ دونون آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابوبکرؓ نے حضرت رسولؐ
کو کہ قسم خدا کی مت اندر جا تو اوس غار کے جبتک کہ در آوین ہم اوس غار مین پس اگر ہی

کی اگر ہو اوسمین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہمکو پہونچے نہ تجھکو پس اندر گئے ابو بکرؓ
اور جھاڑو دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ مین سوراخون کو پس پھاڑا اپنے
پائجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخون کو اور باقی رہ گئے دو سوراخ
پس ڈالدیا ابو بکرؓ نے اپنے پاؤن کو اون دو سوراخون مین تب کہا حضرت رسولؐ
کو کہ اندر آئے تب اندر گئے حضرت رسول اور رکھا اپنے سر کو اوس ابو بکرؓ کے
گود مین اور سو گئے حضرت رسول تب کاٹے گئے ابو بکرؓ اپنے پاؤن مین اوس
سوراخ سے اور نہین جنبش کی اوس ابو بکرؓ نے بخوف اس بات کی کہ کہین جاگ
اوٹھین حضرت رسول تب آنسو سب ابو بکرؓ کے گرے اوپر چہرہ حضرت رسولؐ کو
تب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھکو ای ابو بکرؓ کہا اوس ابو بکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم فدا ہون تجہپر باپ اور ماں میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسول نے اور چلا گیا
وہ درد جو حضرت ابو بکرؓ اپنے مین پاتے تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر لوٹ گیا او
وہی زخم سبب موت ابو بکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگون نے کہ
نہین دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابو بکرؓ نے کہ اگر روک رکھین وی لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کرینگے اون
لوگون سے پس کہا ہمنے ای خلیفہ رسول خدا کے تالیف قلوب کرو اون آدمیون سے
اور نرمی کرو ساتھ اون لوگون کے تب جواب دیا ابو بکرؓ نے مجکو آیا جبار تھی جاہلیت
مین اور ذلیل رہو گے اسلام مین تحقیقکہ بات یہ ہی کہ منقطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہو گا وہ دین درحالیکہ مین زندہ ہون روایت کی اسکو
رزین نے فقط شک نہین کہ یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ کے رفاقت غار کا ایک امر اعظم

ہے اور ایک تصرف عجیب اس قصہ کا ابتک موجود ہی کہ راقم کو منشی اشرف عالم مرحوم
و شیخ بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیون سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب وجوار
منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ لعبد غاری کہلاتے ہین
سوا انکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہین ہوتا ہے اور اونکا چھوٹا چھوٹا لڑکا بھی سانپ
سے نہین ڈرتا ہے مگر فصل ۳۱ سے اس فصل ۴۷ تک جو سولہ حدیثین مناقب
خاص حضرت ابوبکرؓ کی ذکر ہوئین سوا اوس سے کچھ مقابلہ حضرت ابوبکرؓ کا ساتھ
حضرت علی کے نہین پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمرو ابن عاص اور ابن عمرؓ
اور حضرت عمرؓ اکثر راویان احادیث مناقب لبشان ابوبکرؓ کے وہی لوگ ہین کہ
جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارونؑ و سفینہ نوح و حدیث
ثقلین وغیرہ کے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کوزہ و خود کوزہ
گر و خود گل کوزہ * اور عرب لوگ جو مرتد ہوکر زکوۃ نہین دیا چاہتے تھے اور حضرت
ابوبکرؓ نے تہیہ لڑائی کرنے کا ظاہر کیا سو البتہ یہ بات اونکے عزم اور بردلی کو کہلاتی
ہے مگر یہ عزم و استقلال بمقابلہ اوس عزم و استقلال حضرت علی کے کیا چیز ہے
کہ جنگ احد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علی اور دوسرے
دو آدمی ساتھ حضرت رسول کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اوسی روز سے لقب حضرت علی کے
کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا اونکی شان مین
کہا گیا اور اگر یہ کہا جاوے کہ سنّی کا اصل مذہب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ
قطعًا اور حضرت عثمانؓ ظنًا حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ
تا ولید ابن عبد الملک خلفاء دوازدہ گانہ کے لوگ ہین اور یہ کہ اصل سنّی کوئی
شخص نہین ہوسکتا ہے جبتک کہ حضرت علی اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہین

رکھتا ہو اور یہ کہ سُنّی پر لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے توہین شان علی مین کوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینگے کہ ایسا سُنّی ہونا اور روح پاک نبی سے روز قیامت مین شرمندگی لینا ہمکو منظور نہین ہے اور باظہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غزل راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت علی علیہ السلام لراقمہ

علی ؑ مرتضیٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی
وصی مصطفےٰ داری ازین بہتر چہ میخواہی

محبت مرتضیٰ ہستی زجام فیض او ستی
گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخواہی

دلت بر مرتضیٰ مائل شدے از غیر او غافل
ترا ایمان شد کامل ازین بہتر چہ میخواہی

علی باشد ترا رہبر رساند او بہ پیغمبر ؐ
بگیرد دست در محشر ازین بہتر چہ میخواہی

علی افضل وہم اولی الیقین ان از ہمہ اعلےٰ
کہ او شد بر ہمہ مولی ازین بہتر چہ میخواہی

بحب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم
برین سیرے ہمین ائمہ ازین بہتر چہ میخواہی

تو آزادی چہ آسائش شہ گوئی قول بالاتر
علی ؑ باشد بہ بخشائش ازین بہتر چہ میخواہی

فصل ۷۵

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عمر رض کے مذکور ہوتے ہین مگر قبل نقل کرنے اون حدیثون کے اس بات کا ذکر مناسب ہی کہ احادیث مندرجہ فصل ۴۸ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی ؑ کا ثابت ہو چکا ہی اور شاہ عبد الحق صاحب اون حدیثون کے شرح مین لکھتے ہین کہ درمیان احب خلق اللہ ہونے اور افضلیت بنظر کثرت ثواب کی کچھ منافات نہین ہی یعنی کہ علماے اہل سنت کو بڑا تکیہ اس بات پر ہے کہ ہر چند حضرت علی احب خلق اللہ ہون مگر

حضرت ابوبکر و عمر بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہین سو احادیث
متعلق مناقب حضرت ابوبکرؓ سے کچھ افضلیت حضرت ابوبکرؓ کی پائی نہین جاتی ہے
پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہے کیونکر ثابت
ہوگا اور یہ دعوی افضلیت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک بیہودہ باطل ہے اسواسطے
کہ افضلیت اون لوگون کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کے کچھ اسباب
ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سو اوس نسب کا حال یہ ہے کہ یہ دونون صاحب
اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے مین خصوصیت زیادہ تر یہ ہے
کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب افضلیت مین سے قرابت با رسولؐ
البتہ ایک شرف خاص ہے سو اوس شرف مین حضرت علیؑ تمام صحابہ سے مخصوص
تھے کہ حضرت علی اپنے چچازاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؑ دختر
عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ فضلیت کا علم
بھی ہے کہ اسمین حضرت علی از روی حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا مندرجہ فصل ۲
کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب فضلیت مین سے مثلاً عبادت
و روزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سو ان
اوصاف ذاتی مین کون شخص مقابل علیؑ کا ہوسکتا ہے پس فضلیت خیالی بنظر
کثرت ثواب کے جو ایک مضمون طبعزاد سنیون کا ہے کس جانور کا نام ہے اور
نیا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسی اور سفینہ
نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کردگئی اور ہم
چاہتے ہین کہ اس مقام مین ایک کیفیت مجمل حضرت عمرؓ کی لکھی جاے کہ جس سے معلوم
ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کی لکھنے مین ہم بہت متحیر ہین

کہ کیا لکھین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سختی اور خودسری اونکی ایک صفت خاص ہے
جیسا کہ روزۂ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کر دیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان مبارک میں
تراویح مبارک کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہین ہے مگر اس فعل سے ایک
رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا
کہ اسی سبب سے حُفّاظ قرآن عموماً درمیان سنیون کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح
حرام کرنا متعہ کا بھی بلفظ وانا احرمہا کے کہ بہ نسبت اوسکے قرآن مین کوئی آیت
ناسخ نہین ہے خالی از سختی نہین ہے اسواسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ اختیار
حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہین تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے
کہ بشرط حضر اور سفر مجاہدین عرب کی جو متعہ یعنی نکاح موقت و میعادی جائز ہوا تھا
سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت مین باقی نہین رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح
میعادی کا مسدود ہونا کہ جسمین کچھ حد چار عورت مثنیٰ و ثلاث و رباع کی نہین ہے
بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور کاش اگر اسیطرح پر بدلیل آیت فان خفتم الا
تعدلوا فواحدۃ کے یعنی کہ اگر خوف کرو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک جورو کرو و بدلیل
آیت خلقنا کم ازواجا کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمر تعدد ازواج
کو بھی حرام کر دیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درمیان متعدد
جورؤن کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات
ہو جاتی اور نسل اُمراے مسلمانان کی پست ہمت و تنگ حوصلہ نہین ہوتی اور
حضرت عمرؓ کی خودسری سے یہ ایجا بھی کچھ دور نہین تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر
کا جلا دینا بھی ایک فعل وحشیانہ ہے کہ اگر بعد اوسکے بزمان خلافت عباسیہ کے
عربی مین زبان لاطینی و یونانی سے علم نہین پہونچتا تو کیا حال جہالت مسلمانون کا

ہوتا اور اسیطرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے بھی اپنے اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہی
اور زیادہ تر یہ ہی کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے
علحدہ و سرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے
لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کردینے وصیت زبانی
خم غدیر نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اوس بات کو حسبکم کتاب اللہ کہکر کے
ٹال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچے تھے تو صرف حسبکم کتاب اللہ نہین کہتے
بلکہ حسبکم کتاب اللہ وعترة الرسول کہتے اسواسطے کہ قرآن و عترت اہلبیت از رو سے
حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ایک ساتھ ہین اور جبتک حضرت علی کفن و دفن مین
حضرت رسول کے مصروف تھے تو اسی عرصہ مین فرصت پاکر حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا
اور یہ تحکم حضرت علی کو واسطے بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کی ساتھ
دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہین لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابو الفدا حاکم
شام کے کہ جسپر کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہوسکتا ہی یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ مین آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ
سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علی بیعت نکرین تو علی اور ہمراہیان کو اونکے فاطمہ کے گھر سے
نکالدیا جاے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے
زن و شو مین جدائی کراتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہی کہ واسطے عقد کلثوم
شش سالہ دختر حضرت علی کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کرکے اپنی زانو پر بٹھلایا
اور بوسہ لیا اور اوس چھہ برس کے لڑکی کو سکھلایا کہ وہ یہ بات کہی کہ وہ واسطے
بیاہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بندوبست ہوا کہ باوصف موجود
رہنے حضرت علی باپ اوس دختر شش سالہ کے ابن عباس چچیرے چچا اوس لڑکی کے

ولی بنکر کے اپنی وکالت سے نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر
نے جو ایک نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا حضرت فاطمہ کو دیا تھا سو وہ کاغذ بھی
حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کر دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر افضلیت
بنظر کثرت ثواب کے حضرت علی پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہے مگر بات اسقدر ہے
کہ جب حضرت علی نے طوعاً وکرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کرلی اور خلافت
عمرؓ مین مشیر و وزیر رہے اور اونکے پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک درست
نہین ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمر مین ہمکو کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے کہ
یہ خلافت درحقیقت واسطے اجراے دین وجہاد واخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تھی سو فی الحقیقت
حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات دہ سالہ اونکے وقت کے
تا شام ومصر وایران وغیرہ کے ایسے ہوے کہ جو باقرار مورخان انگریزی کے رومیون
نے پانچ سو برس مین بھی ایسے فتوحات متواتر و وسیع حاصل نہین کئے تھے اور حضرت
علی نمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو راے مسترگبن مورخ دہریہ کے بہت
درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز مین عرب ہی مین ختم
ہو جاتا اسواسطے کہ حضرت علیؑ پر کیفیت فقر وریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی
اور علاوہ اسکے وحوش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ وابو عبیدہ بن جراح کے حضرت
عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علی
ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علحدہ ہو جاتے ۔ بیت

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ÷ کبوتر با کبوتر باز با باز +

اور سب دروازے اور لوگون کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علی
جانب مسجد نبوی کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابوبکرؓ کو اجازت کھلے رکھنے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم نبوی ہوا کہ دیوار عمرؓ میں ایک روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بھی نہیں چھوڑا جاوے تو اس حال سے بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہی کہ اگر ہم شیعی ہوتے تو سختی وغیرہ حالات حضرت عمرؓ کو دکھلا کر کے اونکی سب بے حقیقتی ثابت کرنے ہمیں بہت آسان ہوتی مگر مشکل یہ ہی کہ اونکی خلافت کو باوصف ان سب سختیوں کے ہم تسلیم کیا چاہتے ہیں اور اس بات کی معذرت میں سوائے اسکے ہم کیا کہسکتے ہیں کہ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ سو حال اوسکا یہ ہی کہ حضرت عمرؓ بغیر مشورہ حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہیں کرتے تھی اور یہ قول حضرت عمرؓ کا ہی کہ قضیۃ ولا ابا حسن لھا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابو الحسن یعنی علی واسطے فیصلہ اوسکے نہیں ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لھلک عمر یعنی اگر نہ ہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہ من زمان لیس فیہ علی یعنے پناہ مانگتے تھی عمر ایسے ایک زمانہ سے کہ جسمین علی نہوں اور حضرت علی کا ہم عجب حال دیکھتے ہیں کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگوں نے اوس طلب حق کو ٹال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت میں مصروف ہو گئے اور ابو سفیان نے جو وعدہ بھر دینے وادی عرب کا حمایت علی میں سواران و پیادہ سے کیا تو حضرت علیؓ نے صاف کہدیا کہ تم ایام جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب اسلام میں بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابو بکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہیں اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونوں میں سے جو کوئی چاہے خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت سے کچھ غرض نہیں ہے بہرحال اب چند احادیث بشان حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور رائے راقم کے لکھے جاتے ہیں۔

بیانیہ

حدیث نمبر ۱

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ بہر آئینہ تحقیق کہ امتہائے سابق مین محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھے پس اگر کوئی شخص محدث ہو میری امت مین تو وہ عمرؓ ہے متفق علیہ فقط البتہ حضرت عمرؓ ایک بڑے صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار رائے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ہٰ سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے ابتدائے خلافت حضرت ابوبکرؓ مین مرتد ہو کر زکوۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجائے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقال یعنی گوسپند یا شتر ایک سالہ کی بھی زکوۃ نہین ادا ہوگی تو جہاد کیا جائیگا اور اتفاقاً وہی رائے حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسی تقریب مین استیصال مسیلمہ کذاب وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہوگیا۔

حدیث نمبر ۲

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعندہ نسوۃ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتھن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یارسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم فقال النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم عجبت من ھولاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یاعدوات انفسھن اتھبننی ولا تھبن رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک

ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اونسے کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضؓ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی اور اوس رسول کے پاس عورتین تھین قریش کی جوکہ بات کر رہی تھین اوس رسول سے اور زیادہ مانگتی تھین حضرت سے بلند کئے ہوے اپنی آوازون کو پس جبکہ اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئین وہ عورتین اور دوڑ گئین اندر پردہ کے پس پہونچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمر نے خدا ہنسائے اللہ تیرے دانتون کو اے رسول اللہ پس کہا حضرت نبی نے کہ ہمکو تعجب ہوا ان عورتون سے جوکہ میرے پاس تھین کہ جب سنا اونھون نے تیری آواز کو تو بھاگ گئین پردہ مین تب کہا عمرؓ نے اے دشمنان اپنی ذاتون کی آیا ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھسے اور نہین ہیبت رکھتی ہو رسول سے تب کہا اون عورتون نے کہ ہان کہ تو درشت خوتر اور سخت تر ہے پس کہا رسول خدا نے ہان زیادہ کر اے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ مین ہے کہ نہین ملاقات کیا تجھسے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک رستے کو اتنک مگر یہ کہ چلا گیا شیطان ایک راستے کو تیرا راستا چھوڑ کر متفق علیہ اور کہا حمیدی نے کہ زیادہ کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہ کے ما اضحکک کو یعنی کس چیز نے ہنسایا تجھکو

فقط اس حدیث سے کوئی بات فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے بلکہ ایک درشت خوئی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل مین مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایام صحت تک حضرت عمرؓ تمامتر راہ راست پر ہون تو عین قرین قیاس ہے
اسواسطے کہ تغیر حضرت عمرؓ کا زمان مرض الموت حضرت نبی سے دیکھا جاتا ہے

حدیث نمبر ۵

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا قالوا ھذا بلال ورأیت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا قالوا لعمر بن الخطاب فاردت علیہ ان ادخل فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یارسول اللہ اعلیک اغار متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا اونے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ داخل ہوے ہم جنت مین پس ناگاہ ملاقات ہوئی رمیصا زن ابوطلحہ سے اور سنا ہمنے ایک آواز پاؤن کو پس پوچھا ہمنے یہ کون شخص ہے لوگون نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہمنے ایک کوٹھے کو کہ جسکے صحن مین ایک لونڈی تھی پس پوچھا ہمنے کہ کسکے لیے یہ مکان ہے تب لوگون نے کہا کہ واسطے عمر ابن الخطابؓ کے ہے پس چاہا ہمنے کہ اندر جائین اوس مکان کے اور دیکھین اوس مکان کو پس یاد کیا ہمنے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے میرے ماباپ سے تجہپر فدا ہون اسے رسول اللہ کیا تجہپر ہم رشک کرتے متفق علیہ

فقط اس حدیث سے صرف بشارت جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے کوئی فضیلت حضرت عمر کی حضرت علیؓ پر پائی نہیں جاتی کہ حدیث مندرجہ فصل ۲ ہم سے تو اشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؓ اور عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے

حدیث نمبر ۴

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینما انا نائم رایت الناس یعرضون علی وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما دون ذلک وعرض علی عمر ابن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولت ذلک یا رسول اللہ قال الدین متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا کہ دیکھا مین نے آدمیون کو پیش کئیے جاتے ہمارے پاس اور اون لوگون پر قمیص ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہونچتے ہین اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہین اور پیش کئیے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور اونپر قمیص تہی کہ جو زمین تک کھنچی تہی تب لوگون نے پوچھا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اے رسولخدا کے تب فرمایا اوس رسولخدا نے کہ دین متفق علیہ فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت رائے دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۵

وعن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول بینما انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تہا دیا گیا مجھکو ایک پیالہ دودھ کا پس پیا ہمنے اوس دودھ کو یہانتک کہ دیکھتا ہون مین سیرابی کو نکلتے ہوی میرے ناخنون تک تب عطا کیا ہمنے فاضل دودھ کو اپنے عمر ابن الخطابؓ کو تب پوچھا لوگون نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے کی اے رسولخدا کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمر

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے ہے کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہے بہر حال اس حدیث کے صحت مین کچھ جائے عذر نہین ہے مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علی بعبارت انا مدینۃ العلم وعلی بابہا وحدیث القرآن مع علیؑ وعلی مع القرآن کے نہین ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول بینما انا نائم رایتنی علی قلیب علیہ دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلمّا ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن وفی روایۃ ابن عمر ثم اخذھا ابن الخطاب من ید ابی بکر فاستحالت فی یدہ غربا لم ار عبقریا یفری فریہ حتی روی الناس وضربوا بعطن متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا اونسے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوے کہ درحالیکہ مین سوتا تھا دیکھا مین نے اپنے کو اوپر ایک کوئے کہ کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا مین نے اوس کوئے سے جسقدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اونسے اوس کوئے سے ایک ڈول یا دو ڈول پانی درحالیکہ اوسکے پانی نکالنے مین ایک ضعف تھا اور اللہ معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہوگیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچنے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطور پانی کھینچنے عمرؓ کے یہانتک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کرنے سے اور روایت مین ابن عمر کے ہے کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطاب نے ہاتھ سے ابوبکرؓ کے پس ہوگیا

وہ ڈول ہاتھ مین اوس ابن خطاب کے ایک موٹ لیں نہین دیکھا ہمنے کسی قوی آدمی کو کام کرتے ہوئے شل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہانتک کہ سیراب ہوئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کو ڈکے متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۳ سے اس حدیث نمبر ۶ تک سب روایات خواب حضرت رسولخدا ؐ کے ہین اور راوی حدیث ہذا کے ابوہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہین اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علی پر ظاہر نہین ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمر بالطبع قوی المزاج تھے سو بملاحظہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اونکی خلافت مین ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی بدین غرض ہے کہ تو مسلمان لوگون نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ قتل عثمان اور جنگ جمل اور صفین وغیرہ مین کیا سو خود کفار مطلق سے بھی وہ سب قباحت نہین ہو سکی

حدیث نمبر ۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی وفی روایۃ ابی داود وعن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول — ترجمہ روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور دل اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت مین ابوداؤد کے ابوذر سے ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو خدا بات کرتا ہے ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر چند یہ حدیث بروایت ابن عمر

پسر خود حضرت عمرؓ کے ہی کہ جنکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہی مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض محل اسقدر ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو کچھ تفضیل حضرت علی پر نہین ہے اور فضائل خاص حضرت ابو بکر و عمرؓ سے کچھ انکار نہین ہو سکتا اوسواسطے صحت مین اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہین ہے مگر اسقدر قابل یاد رکھنے کے ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی بحق حضرت علی کے اس بات کی ہے کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علی کے جہان پر کہ وہ پھرے اور حدیث فصل ۵۰ مین حدیث النظر الی وجہ علی المحبۃ عبادۃ بروایت حضرت ابو بکرؓ واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؑ کے عبادت ہی پس کسی فضیلت دیگر صحابی کو حضرت علیؑ سے کچھ مقابلہ نہین ہو سکتا اور حسب فحوائے اس حدیث کے

شعر ناسخ کا کیا خوب ہے **بیت**

ہم اوس صنم کی پرستش مین محو ہین زاہد ۔۔۔ خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہین

حدیث نمبر ۸

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ ترجمہ اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونسے کہ نہین دور سمجھتے تھی ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا نطق کرتا ہی اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوۃ مین فقط اگر یہ حدیث حضرت علی سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے مین کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ اقوال و افعال حضرت علیؑ کی واجب ہی اور حضرت عمر عام معاملات مین جو درست رو تھے سو اس بات مین کچھ عذر نہین ہو سکتا مگر درشت خوئی بھی ایک صفت خاص اونکی تھی یہانتک کہ جب حضرت علیؑ نے ابو بکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہ کیواسطے

بیعت لینے کے گھر مین بلایا تو ساتھ اونکے یہ بات بھی کہلا بھیجی کہ ساتھ الکے کسی کے عمرؓ نہ آوین کہ اوس عمرؓ سے ہمکو کراہت ہی سو اوس طرح پر تھا۔ حضرت علیؓ کے اوس ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہر گاہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسول خدا کے مثل ستارون کے ہین کہ جس سے اقتدا کیجاے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو تمامتر اقتدا ساتھ حضرت علیؓ کے ہی تو کچھ سنیون کو جاے تعرض ہمسے نہین ہے اور شعر ناسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے — بیت

اسد اللہ ہین کونین مین کافی ناسخ ؛ ایک سے کام ہی دو چار سے کچھ کام نہین

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسلم ثم صلی فی المسجد ظاھرا رواہ احمد والترمذی ترجمہ ہی اور روایت ہی ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ ای میرے اللہ عزت دے تو اسلام کو ساتھ ابی جہل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطابؓ کے پس صبح کی حضرت عمرؓ نے اور سویرے آے حضرت نبی کے پاس اور مسلمان ہوے تب نماز پڑھی مسجد مین ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی دل آدمی تھے اور شک نہین ہی کہ اونکے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی —

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ کہا عمرؓ نے ابو بکر کو اے بہترین
آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابو بکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیقکہ اگر تو اس بات کو
کہتا ہی تو مینے سنا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوے کہ نہین طلوع کیا آفتاب نے اوپر کسی
ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہی فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
زیادہ رد و کد کرنے کی اس حدیث مین نہین ہے ورنہ اصل حال یہ ہی کہ جب
حضرت عمرؓ نے کو دکر کے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور لطرف کفن دفن حضرت رسول
کے متوجہ نہین ہوے اور حضرت عمر کو خلیفہ ابو بکرؓ نے اوسکے عوض مین اپنے بعد
خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق مین کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس ہے
حسب قول مشہور تو مرا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو و ظاہر ہے کہ یہ مضمون
قول حضرت ابو بکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہین کیا کہ جو حضرت عمر
سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیا و مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمرؓ
کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علی کی محو سہو کر کے خلافت لے لیگئی تو
واسطے نباہ اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہی اور البتہ
احادیث مناقب شان ابو بکرؓ و عمر کے بہت کچھ ترتیب دیگئے ہین مگر خود افعال
و اقوال حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہین دیکھے جاتے ہین کہ جس سی کچھ فضیلت
ذاتی اون لوگون کی حضرت علی پر ظاہر ہو اور شمہ بمقدار علم زیبا ہوتا ہی اسواسطے
یہ سب احادیث مبالغہ کی زیبندہ نہین ہین اور افسوس ہی کہ اوپر لفظ احب خلق اللہ
مندرجہ فصل سوم البنسبت حضرت علیؑ کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ جرح الی کی

مگر اس حدیث کی شرح میں شاہ صاحب نے اوپر لغویت اس حدیث کی کچھ التفات نہیں کیا کہ اصل معنی اس حدیث کو کیا ہیں یعنی اس حدیث کے معنے تو یہ ہیں کہ جب سے آفتاب نکلا ہی کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہیں ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک امت کا کسی ادنیٰ نبی کے بھی برابر نہیں ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کان بعدی نبیّ لکان عمر بن الخطاب رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اونسے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اگر کوئی شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہیں ہے اسواسطے کہ خودسری حضرت عمرؓ کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا دعوی نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بریدۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بعض مغازیہ فلما انصرف جاءت جاریۃ سوداء فقالت یارسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی والا فلا فجعلت تضرب ثم دخل ابوبکر وھی تضرب ثم دخل علیٌّ وھی تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استھا ثم قعدت علیھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان لیخاف منک یا عمر انی کنت جالسا وھی تضرب ثم دخل ابوبکر وھی تضرب

ثم دخل علی وھے تضرب ثم دخل عثمان وھی تضرب فلمّا دخلت انت یا عمر القت الدف رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح حسن غریب

ترجمہ اور روایت ہی بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسولخدا بعض جہادوں مین اپنے پس جبکہ پھرے وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا کہ اے رسولخدا ہمنے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھکو خیریت سے پھیر لاوے تو تیرے سامنے ہم دف بجائین اور گیت گائین تب جواب دیا رسولخدا نے کہ اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجاؤ ورنہ نہین ایسا راویون نے کہا پس دف بجانے لگے وہ عورت پس آ پہونچے ابوبکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے علی اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہونچے عثمان اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے چوتڑ اپنے اور بیٹھ گئی اوس وقت پر تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجھسے اے عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابوبکر اور وہ بجا رہی تھی تب آئے عثمان اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرا دیا اوس عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہی فقط اس حدیث سے تو مکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابوبکرؓ و علیؓ و عثمانؓ کے اور درشت خوئی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہی اور جبکہ باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہی تو کچھ حاجت رد و کد کی نہیں ہے ورنہ یہ نسبت اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ بوقت طلب ہونی کاغذ و قلم از طرف حضرت رسول واسطے لکھنے وصیت کی جو کہ اوس بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے گھر حضرت فاطمہؑ کی اور بوقت

عوبمیت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ روایتیں درست ہوں
تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے ثابت ہیں ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت
صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها
فقال يا عائشة تعالي فانظري فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى رأسه فقال لي اما شبعت اما شبعت فجعلت
اقول لا لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها قالت فقال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم انى لانظر الى شياطين الجن والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه
الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسول خدا بیٹھے
ہوئے تھے کہ سنا ہم لوگوں نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکوں کے پس اٹھے حضرت رسول
پس یکا یک ناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناچ رہی تھی اور لڑکے لوگ گرد اوس کے کھڑے تھے پس کہا
حضرت رسول نے کہ اے عائشہ آؤ اور دیکھو پس گئے ہم اور رکھا ہم نے اپنی ٹھوڑی
کو اوپر کاندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھنے لگے ہم اوس عورت حبشی کو کاندھے پر سے
حضرت رسول کے سر تک اوس کے پس پوچھا حضرت رسول نے مجھ سے کہ کیا آسودہ نہ ہوئی تو
کیا آسودہ نہ ہوئی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدیں غرض کہ دیکھوں میں اپنے مرتبہ کو نزدیک
اوس رسول کے کہ ناگاہ پہونچ گئے عمرؓ اور متفرق ہو گئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا
رسول خدا نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانوں کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ سے
کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہی فقط اس حدیث سے بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگون کی
حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت
عمرؓ سے اور نہین بھاگنا حضرت نبی سے خود ایک بیمعنی بات ہی اسواسطے کہ جب
حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل اونکا مشروع تھا اور
شیطان سے کچھ علاقہ نہین تھا بہرحال اس حدیث غریب کو خود ترمذی نے غریب قبول کیا ہی

حدیث نمبر ۱۴۱

عن انس وابن عمر قال وافقت ربی فی ثلث قلت یارسول اللہ لو اتخذنا من مقام
ابراھیم مصلی فنزلت اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وقلت یارسول اللہ یدخل
علی نساءک البر والفاجر فلو امرتھن ان یحتجبن فنزلت ایۃ الحجاب واجتمع نساء
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا
خیرا منکن فنزلت کذلک وفی روایۃ لابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث فی مقام ابراھیم
وفی الحجاب وفی اساری بدر متفق علیہ ترجمہ روایت ہی انس اور ابن عمرؓ سے کہ
تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین بات مین اول یہ کہ
کہا ہمنے ای رسولخدا کاش لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے پس اتری یہ آیت کہ
لو تم لوگ مقام ابراہیم سے مصلے کو دوم یہ کہ کہا ہمنے ای رسولخدا آتے ہین تیری عورتون
کے پاس نیکوکار اور بدکار لوگ پس کاش حکم کرتا تو اون عورتون کو کہ حجاب کرتین
وے عورتین پس اتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیبیون
نے حضرت نبی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہمنے قریب ہی
کہ رب اوس نبی کا اگر طلاق دے تم عورتون کو یہ بات کرے کہ بدل دے وہ رب
واسطے اوس نبی کے جوروُن کو جو بہتر ہون تم سبھون سے پس اتری ایک آیت

ویسیہی اور ایک روایت مین ابن عمرؓ کے ہی کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے
کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھسے تین باتون مین مقام ابراہیم مین اور پردہ مین
و قیدیان بدر مین متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحبہ رای ہونے مین کیا عذر
ہوسکتا ہی اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہی کہ حضرت رسولؐ نے بمشورہ حضرت ابوبکرؓ کے
قیدیون کو فدیہ لیکر کے رہا کیا مگر حضرت عمرؓ کی راے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل
کیے جائین غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ باربع بذکر الاساری
یوم بدر امر بقتلهم فانزل اللہ تعالی لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
عذاب عظیم وبذکر الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان یحتجبن فقالت
لہ زینب وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ اذا سالتموهن
متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب وبدعوة النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللهم
ایدالاسلام بعمر وبرایہ فی ابی بکر فکان اول ناس بایعہ رواہ احمد
ترجمہ اور روایت ہی ابن مسعود سے کہا اوسنے کہ تفصیل دی گئی آدمیون پر
عمر ابن الخطاب کو چار باتون سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ
نے واسطے قتل اون قیدیان کے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ اگر نہین کتاب
خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگون کو اوس بات مین جو کہ لیا تم لوگون نے ایک عذاب
عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتون کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیبیون کو حضرت رسولؐ
کے وہ لوگ پردہ کرین پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہی اوپر ہم سبھون کے
اے ابن خطاب حالانکہ وحی اوترتی ہے ہم لوگون کے گھرون مین پس اوتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتون سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتون
سے پردہ کی اوٹ سے۔ سوم ساتھ دعا نبی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام
کو ساتھ عمرؓ کے اور چہارم ساتھ راے اوسکے دربارہ ابو بکرؓ کے کہ تھے وہ عمرؓ اول
اون آدمیون کے کہ جو بیعت کی ابو بکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط جو تھا امر
یعنے خلیفہ بنانا عمرؓ کا ابو بکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت مین
کیجایگی کہ کسطرح پر حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک الرجل ارفع
امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر ابن الخطاب
حتی مضی بسبیلہ رواہ ابن ماجۃ ترجمہ اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا
اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہے از روی درجے
جنت مین کہا ابو سعید نے کہ قسم خدا کی نہین دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمرؓ
ابن خطاب کو یہانتک کہ گذر گیا وہ عمرؓ اپنے راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ نے
فقط اس حدیث سے ظاہر کہ خود حضرت رسولؐ نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روی
درجے کے نہین ذکر کیا مگر یہ قول ابو سعید راوی کا ہے کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس
شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہین اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمرؓ کا
بلند تر ہونا درجہ مین حضرت ابو بکرؓ سے بھی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب
کو بھی اس حدیث کی شرح مین ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ فاخبرتہ فقال ما رایت احدا قط

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من حین قبض کان اجد و اجود حتی انتہی من عمر رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اونے کہ پوچھا مجھسے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی مینے اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس اسلم نے کہ نہین دیکھا مینے کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہ کہ انتقال کیا اوس رسول نے زیادہ تر کوششی اور نیک تر انتہا سے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث مین بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن المسور ابن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یالم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزعہ یا امیر المومنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقک وھو عنک راض ثم صحبت المسلمین فاحسنت صحبتھم ولان فارقتھم لتفارقنھم وھم عنک راضون قال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ من بہ علی واما ما تری جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ قبل اراہ رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہی مسور ابن مخرمہ سے کہ کہا اونے کہ جب زخمی کئے گئے عمرؓ تو بے صبری کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسکو ابن عباس نے درحالیکہ حالت جزع مین سمجھتے تھے اوس عمرؓ کو کہ اے امیر المومنین یہ سب بے صبری کرنی نہین چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی تونے حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسول کی تب مفارقت کی اوس رسول

نے تجھسے درحالیکہ وہ رسول تجھسے راضی تھے تب اوسکی بعد صحبت ہوئی تجھکو ابوبکرؓ سے
پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابوبکرؓ سے تب مفارقت کی اوس ابوبکرؓ نے تجھسے
اور وہ تجھسے راضی تھے تب صحبت ہوئی تجھکو مسلمانون سے پس نیک ہوئی صحبت
تیری اون لوگون سے اور اگر مفارقت کریے تو اون لوگون سے تو ہر آئینہ مفارقت
کریگا تو اون لوگون سے درحالیکہ وہ لوگ تجھسے راضی ہین کہا اوس عمرؓ نے کہ جو تجھہ
ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوسکے سو یہ بات احسانات خدا سے
ہی کہ جو احسان کیا تجھپر ساتھ اوسکے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابوبکرؓ اور رضامندی
کو اوسکے پس یہ بات احسانات سی خدا کے ہی جو احسان کیا اوسنے مجھپر ساتھ اوسکے
اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جزع یعنے بیقراری کو میرے سو وہ بیقراری واسطے تیری ہے
اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
کرتے ہم اوسکو بدلے مین عذاب خدا کے قبل اس بات کے دیکھتا مین اوس عذاب
کو روایت کی اسکو بخاری نے فقط شک نہین ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑے مصاحب
خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسبکم کتاب اللہ کہکے ٹال دیا یہانتک کہ
حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہمکو اس بات کا خوف نہین ہے کہ تم لوگ شرک کروگے بعد
میرے ولیکن خوف یہ ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
میرے پاس سی اور چھوڑ دو مجھکو کہ جس حال مین کہ مین ہون وہ بہتر ہے اوس حال سے
کہ جسمین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کیجائیگی
بہرحال یہ تمام اٹھارہ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئین سو اس سے
بھی کچھ افضلیت حضرت عمر کی حضرت علی سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ادنی توجہ سے

بطرف احادیث حضرت علی وابوبکر و عمر کے ثابت معلوم ہوتی ہے کہ کسیکو کچھ بمقابلہ حضرت علی کے نسبت نہیں ہے ۔ حب علی اور نسبت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک غزل ... لکھی جاتی ہے ۔

غزل ... حضرت امیر علیہ السلام ... الف

حب علی ایمان ... ایمان من	اشک پر او روان باعث غفران من
تا ... پیدا است سرور عالی نژاد	تا ... او هست یاد این سروسامان من
... شان او ... ماں او	بود ... او کاش بداماں من
حیدر کرار ... صفدر ... کرار ما	شاه علم دار ما وے ایمان من
شان علی لافتی آیت او انما	جمله مرض را شفا عیسی دوران من
... برین کیست چو او ...	حب علی ... بالیقین حاصل عرفان من
بنده آزاده ام راست روسادہ ام	وادمحب داده ام حب علی جان من

فصل ۶

اب احادیث مشترکہ باب مناقب ابی بکر و عمر کے مشکوۃ المصابیح سے مذکور ہوتے ہیں

حدیث نمبر ۱

عن ابی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال بینما رجل یسوق بقرة اذا اعیی فرکبها فقالت انا لم نخلق لهذا انما خلقنا لحراثة الارض فقال الناس سبحان الله بقرة تکلم فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فانی اومن به انا وابوبکر وعمر وما هما ثم وقال بینما رجل فی غنم له اذ دخل الذئب علی شاة منها فاخذها فادرکها صاحبها فاستنقذها فقال له الذئب فمن لها یوم السبع یوم لا راعی لها غیری فقال الناس سبحان الله ذئب یتکلم فقال اومن به انا وابوبکر وعمر وما هما ثم متفق علیه

ترجمہ روایت ہی ابی ہریرہ سے حضرت رسولخدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے درحالیکہ ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گای کو جبکہ تھک گیا تھا وہ آدمی پس سوار ہوا اوس گای پر پس کہا اوس گای نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہین پیدا کئے گئے ہین واسطے سواری کے اور صرف پیدا کئی گئے واسطے جوتنے زمین کے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ ایک گای بات کرتی ہے تب فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیقکہ مین ایمان لاتا ہون ساتھ اس بات کی اور ابوبکر اور عمر درحالیکہ نہ تھے وے لوگ وہان پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک مرد اپنی بکریون کے گلہ مین تھا کہ ناگاہ آپہونچا ایک بھیڑیا اوپر ایک بکری کے اوس گلہ مین سے پس پکڑ لیا اوسکو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا اور چھوڑا لیا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چیڑوا اوس بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چیڑواہا ہوا یا ۔ روز ہے کہ نہین کوئی چیڑواہا اوس بکری کا ہوتا ہی سوائے میرے پس کہا لوگون نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہے پس کہا رسولخدا نے کہ ایمان لاتا ہون مین اور ابوبکر و عمر ایمان لاتے ہین ساتھ اوسکے درحالیکہ تھے وے سب اوس جگہہ پر متفق علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے تصدیق اپنے والے کلام حضرت رسول کے تھے اور اسطرح کی خراج داری مین اونکے کیا عذر ہوسکتا ہے ۔

حدیث نمبر ۲

وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرۃ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبہ یقول یرحمک اللہ انی لارجوان یجعلک اللہ مع صاحبک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر

وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا اونسنے کہ تحقیقکہ مین کھڑا تھا ایک قوم مین کہ دعا کرتے تھی وے لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیقکہ رکھی ہوے تھی عمر اوپر تخت یا بوش اپنی واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہمارے پیچھے سی تحقیقکہ رکھا اوسنی کہونی کو اپنے اوپر کاندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجھپر تحقیقکہ ہم ہرائینہ امید کرتے ہین اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجھکو ساتھ دونون ساتھیون تیرے سواسطے کہ ہم بہت سنتے تھے رسول اللہ کو کہتے ہوے کہ تھے ہم اور ابوبکر اور عمر اور کیا ہمنے اور ابوبکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابوبکر اور عمر اور باہر نکلے ہم اور ابوبکر اور عمر اور پیچھے دیکھا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن ابی طالب متفق علیہ فقط اس حدیث سی صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت ابوبکر اور عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تھی اور اس بات مین کیا عذر ہوسکتا ہے مگر اسی حدیث سی ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہین حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ بدسلوکی پائی ہوے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ؎

دوستانرا کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمنان نظر داری

اور جیسا کہ حضرت علی نے بحق حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہین کہ حضرت عمر ساتھ اپنے دونون ساتھیون کے کئے جائیں سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار شریف حضرت رسولخدا کے قبر حضرت ابوبکر کے اور متصل اوسکے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے پیشین گوئی مین کیا فرق آسکتا ہی کہ حضرت کی شریک نبوت مثل ہارون و موسی کی تھے بلیت

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی ٭ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اهل الجنة لیتراون اهل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منهم وانعما رواہ فی شرح السنة وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجة

ترجمہ روایت ہے ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے فرمایا کہ تحقیقکہ جنت کے لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہین علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہر دار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیقکہ ابوبکر اور عمر ہین اون لوگون مین سے اور اس سے بھی زیادہ ہین روایت کی اسکو شرح سنت مین اور روایت کی مثل اوسکے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے صرف اہل جنت ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا ظاہر ہوتا ہے مگر کچھ فضیلت اونکی حضرت علی پر نہین پائی جاتی ہے کہ بہ نسبت حضرت علی کے تو ایک حدیث فصل ۴۶ مین یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصون کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

حدیث نمبر ۴

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجة عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ابوبکر اور عمر دو سردار سیانہ عمر والے اہل جنت کے ہین اولین اور آخرین مین سے سوائے انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنے صرف اسقدر ہین کہ ادھیڑ یعنے میانہ عمر کے

لوگ جو اہل جنت ہین سو حضرت ابو بکر اور عمر اونکے سردار ہین اور یہ حدیث اسیطرح کی ہی
کہ جیسا حدیث مین وارد ہی کہ الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة یعنی کہ حسن اور حسینؑ
سرداران نوجوانان اہل بہشت کے ہین مگر چونکہ سنیون کو ایک کجبختی اس بات کی ہے
کہ جہان تک ہو سکے توہین و تنقیص شان اہلبیت کی کیجائے سو شاہ عبدالحق صاحب
نے بسبب اپنے شان تعصب اور کسرشیت کے اس حدیث میں یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابو بکر اور
عمر سردار بوڑھون کے ہون تو سردار جوانون کے بھی ہونگے غرضکہ اہتمام سے وہ
سیادت امام حسن حسینؑ کی خرد برد ہو گئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابو بکر اور عمر دو سردار
کہول سالان اہل جنت کے ہین صحیحین یعنے صحیح بخاری و صحیح مسلم سے باہر ہے اور
اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ کے ہی کہ ابو بکر اور عمر کو سرداران اہل جنت کا
اولین سے لیکے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور پطرس اور شمعون وغیرہ
حواریان حضرت مسیحؑ کے اس درجہ اعلی کے ہوئے ہین کہ اونکے صفات ثمرہ صبر وغیرہ
کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہو سکتے ہین کہ حضرت ابو بکر و
عمر کو اونسے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازدہ امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ ہے
کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشت ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکوت و وقار
حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ اونکے حق مین یہ کلام البتہ راست ہو سکتا ہی
کہ کوئی شخص اولین مین سے برداشت ظلم مین مقابل حضرت امام حسینؑ کا نہین ہوا
اور نہین ہوگا اور اس حدیث کو بروایت ابن ماجہ کے جو حضرت علی کیطرف منسوب
کیا سو سنیون کو اسطرح کی نسبت لغو کر دینا کچھ مشکل نہین ہے ورنہ حضرت علیؑ
کے منھ سے ایسا کلام مبالغہ کا بلفظ اولین و آخرین کے نہین نکل سکتا ہی۔

حدیث نمبر ۵

وعن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا اونہوں نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کسقدر بقا ہمارا تم لوگوں میں ہے پس اقتدا کیجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی اسکو ترمذی نے نقد یہ وہی حدیث مندرجہ فصل ۴۵ کے ہے مگر اوس حدیث میں ذکر عمار یاسر و عبد اللہ کا بھی ہے اور یہ دونوں حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہیں اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ وصیت خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی تھی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بحق کسی شخص آخر کے نہیں ہو سکتی ہے اور لفظ اقتدا سے تو لفظ ہدا کی بہ نسبت عمار یاسر کے بڑھ کر ہے۔

حدیث نمبر

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد راسہ غیر ابی بکر وعمر کانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ تھے رسولخدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے تو نہیں کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سوا ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسولخدا کا یہ حال تھا کہ اونکو دیکھ کر کے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تبسم کرتے تھے اور اون دونوں کو دیکھ کر کے حضرت رسولخدا تبسم کرتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس حدیث کی صحت میں کچھ جائے عذر نہیں ہے کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بہ نسبت صحابہ خاص سے حضرت رسول کی تھے

حدیث نمبر

وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما

عن یمینہ والاخر عن شمالہ وھو اخذ بایدیھما فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیقکہ حضرت نبی باہر نکلے ایک روز اور داخل ہوئے مسجد شریف مین اور ابوبکر اور عمر ساتھ تھے کہ ایک انمین سے داہنی طرف اوس رسول کے تھا اور دوسرا بائین طرف اوس رسول کے اور آنحضرت ہاتھون کو اون دولون کو پکڑے ہوئے تب کہا حضرت رسول نے کہ اسیطرح سے اوٹھائے جائینگے ہم لوگ بروز قیامت کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہی فقط ہرگاہ یہ حدیث خود ایسے حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت زیادہ عذر کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۸

وعن عبداللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ھذان السمع والبصر رواہ الترمذی مرسلا ترجمہ اور روایت ہے عبداللہ ابن حنطب سے یہ بات کہ تحقیقکہ حضرت نبی نے دیکھا ابوبکر اور عمر کو پس کہا کہ یہ دونون کان اور آنکھ ہین روایت کی اسکو ترمذی نے بطور حدیث مرسل کی یعنے کہ اس حدیث کا سلسلہ درمیان سے منقطع ہے فقط یہ تشبیہ حضرت ابوبکر اور عمر کی ساتھ کان اور آنکھ کے اوسیطرح پر ہی کہ جیساکہ تشبیہ حضرت علی کی ایک دوسری حدیث مین ساتھ دل وجان کے دیگئی ہے اور بہرحال یہ حدیث بمقابل حدیث دمک دمی ولحمک لحمی وانت منی وانا منک کے نہین ہوسکتی ہے کہ جسمین بحق حضرت علی کے ارشاد ہوا ہی کہ خون تیرا میرا خون اور گوشت تیرا میرا گوشت ہی اور تو مجھسے ہی اور مین تجھسے ہون۔

حدیث نمبر ۹

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من نبی
الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء
فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابو بکر وعمر

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ نہین
کوئی نبی ہے مگر حال یہ ہی کہ ہین اوسکے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے
پس لیکن دو وزیر ہمارے اہل آسمان سے پس جبرئیل اور میکائیل ہین اور دو وزیر
میرے اہل زمین سے ابوبکر اور عمر ہین روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث
صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے مگر اسکی صحت مین کچھ کلام نہین ہی کہ حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر بیشک بطور وزراے حضرت رسول کے تھے مگر حضرت علی ایک دوسری چیز ہین بیت
خدا نفس پیغمبرش خوانده است　　دگیرا فضیلت بکس مانده است

حدیث نمبر ١٠

وعن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رایت کان میزانا
نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر
ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء رواہ الترمذی وابوداود

ترجمہ اور روایت ہی ابی بکرہ سے یہ بات کہ تحقیق ایک مرد نے کہا پیغمبر خدا سے کہ دیکھا مینے گویا کہ ایک ترازو
اوتری آسمان سے تب تولا گیا تو اور ابوبکر پس وزن تیرا بھاری ہوا اور تولے گئے ابوبکر وعمر پس
بھاری ہوے ابوبکر اور تولے گئے عمر اور عثمان پس بھاری ہوے عمر تب اوٹھا لیا گیا ترازو پس
برا لگا یہ قصہ پیغمبر خدا کو پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ قصہ خلافت نبوت کا ہی اور اوسکے بعد
دیگا خدا ملک کہ جسکو چاہے روایت کی اسکو ترمذی اور ابوداود نے فقط یہ حدیث بھی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم ... ہا ہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہی اسواسطے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو سنیوں کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت ابوبکر کو بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ کے ہے کہ ابوبکرہ کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہیں کہتا ہی کہ کس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہی کہ اس خواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی وزن نہین کیئے گئے اور اسوجہ سی معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث سے قبل زمان خلافت حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی -

حدیث نمبر ۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہی ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی نے فرمایا کہ آویگا تم لوگوں کے پاس ایک مرد اہل جنت سی پس پہونچے ابوبکر بعد اسکے فرمایا حضرت رسول نے کہ آویگا تم لوگوں کے پاس ایک مرد جنت سی پس پہونچے عمر روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اسکی صحت مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے اسواسطے کہ اس حدیث سی کچھ فضیلت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۱۴ کی اس حدیث پر بہت غالب ہی کہ جسکا منشا یہ ہی کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدایا لا میرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین خلق ہو تیرے پاس کہ آکر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آگئے علی ؑ اور کھایا اوس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے -

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشۃ قالت بینا راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حجری فی لیلۃ ضاحیۃ اذا قلت یا رسول اللہ ھل یکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر رواہ رزین

ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ درحالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہماری گود مین تھا ایک چاندنی رات مین کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ آیا ہو واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہان وہ شخص عمر ہے ہمنے کہا کیا ہوے حسنات ابوبکر کے تب فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ سب نیکیان عمر کی مثل نیکی واحد کے ہے نیکیون سے ابوبکر کے روایت کی اسکو رزین نے فقط اگرچہ ہمکو اس بات سے کچھ کام نہین ہے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہین مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حد سیا اغہ تک لشان حضرت ابوبکر کے بیان کیا ہے اور اس مقام تک جو سولہ ۱۶ حدیثین لشان حضرت عمر اور بارہ حدیثین مشترک ان دونون صاحبون کی کل چھیالیس ۴۶ حدیثین مذکور ہوئین سو ان سب حدیثون سے کچھ افضلیت ان لوگون کی حضرت علی پر پائی نہین جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت علی کے ہی سو تماہتر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہین جوکہ قصیدہ حضرت خواجہ حافظ شیراز لسان الغیب سے انتخاب کیے جاتے ہین۔

اشعار خواجہ حافظ شیراز لشان حضرت علی ع کرم اللہ وجہہ

مقدسے کہ ز آثار صنع کرد اظہار	سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
بہ دوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولی عہد حیدر کرار

امام بنی و النبی علی بود کہ علیؑ — ز کل خلق فزون است از صغار و کبار
عاو ازینہ محمدؐ ز ہرچہ ہست ہست — اگر تو مومن پاکے بکن برین اقرار
کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسولؐ — امام غیر علیؑ بعد احمد مختار
تہی سمنان نشین حافظا تولا کن — نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
حرام زادہ و بدفعل و شوم و بی بنیاد — بمدح شاہ کجا کے نماید اقرار
ثنائے ایشانت بمنافق چہ سیکنے بگذر — زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار

فصل ۲۲

اس فصل مین کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح باب مناقب عثمانؓ کے مذکور ہوتے ہین سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہی کہ اگرچہ وہ بنی امیہ مین سے ہیت مگر ہمکو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہی کہ وہ بھی بطور حضرت مولی علیؑ کے داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے ہین کہ دو بیٹیان اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکے بیاہی گئین اور اسیوجہ سے لقب اونکا ذو النورین ہوا اور ہمکے سنیون کیطرف سے اونکی فضیلت اسطرح پر کہی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ داماد حضرت خدیجۃ الکبری کے ہیت مگر غنیمت ہی کہ وہ بنی امیہ سے ہین کہ جو تائید اور حمایت بنی امیہ کی سنیون پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص مین ہمکو کچھ عذر نہین ہے ہر چند افضلیت اونکی حضرت علی پر نہو اور ہم دیکھتے ہین کہ خود ہمکے سنیون کو بھی کچھ اہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہین ہی اور احادیث مناقب اونکی اس رسالہ مین حسب ذیل ہین

حدیث نمبر ۱

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضطجعاً فی بیتہ کاشفاً فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ و ہو علی تلک الحال

فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهو كذلك فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسوّى ثيابه فلمّا خرج قالت عائشة
دخل ابوبكر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عثمان
فجلست وسوّيت ثيابك فقال الا استحيي من رجل تستحيي منه الملائكة وفي
رواية قال ان عثمان رجل حيي واني خشيت ان اذنت له على تلك الحالة ان لا يبلغ
اليّ في حاجته رواه مسلم ترجمه روايت ہی عائشه
سے کہ کہا اونسے کہ تھے رسول خدا لیٹے ہوے اپنے گھر مین لے ہوے اپنی رانون
یا دونون ٹانگون کو اپنے پس اذن چاہا ابوبکر نے واسطے اندر آنے کے اور
اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہے اور بات چیت کرتے
رہے ابوبکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس
عمر کو اور خود آپ اوسیطرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا
عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس جب
حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابوبکر اور نہین حرکت
کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر
پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پروا کی اوس کی تب پہونچے
عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑون کو اپنے پس کہا حضرت رسول
نے کہ کیا مین حیا نکرون ایک ایسی آدمی سے کہ حیا رکھتے ہین اوس سے
فرشتہ لوگ اور ایک روایت مین ہی کہ تحقیق کہ عثمان ایک مرد حیادار ہے اور
مین اس بات کو ڈرا کہ اگر مین اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال مین تو شاید
نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت مین یعنی شاید عرض حال اپنا نکرے روایت کی

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے کامل الحیا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے
اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب حیا تھے مگر کچھ تعجب نہیں ہے
کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب
یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؑ کے فساد مچایا تھا ورنہ عثمان
سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھیں اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث آئندہ
فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اوس فساد عائشہ میں بڑے سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحۃ بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکل نبی رفیق ورفیقی
یعنی فی الجنۃ عثمان رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ وقال الترمذی
ھذا حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی وھو منقطع

ترجمہ روایت ہے طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی
کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنی جنت میں عثمان ہے، روایت کی اسکو ترمذی
نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک
حدیث غریب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہیں ہے اور وہ اسناد منقطع ہے
فقط اس حدیث میں کچھ حیا سے عذر نہیں ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقدر
ضعیف کر دیا ہے سو ظاہرا یہ امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر
کے ہوگا کہ سینوں کو بیان فضیلت حضرت عثمان میں کچھ بڑا اہتمام نہیں ہے —

حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شھدت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یحث
علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی مائۃ بعیر باحلاسھا

واقتابها فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیر جلاسہا واقتابها فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلث مائة بعیر با جلاسها واقتابها فی سبیل اللہ فانا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ینزل علی المنبر وھو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن خباب سی کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا مین حضرت نبی کے پاس اور وہ ترغیب دے رہے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے تب اوٹھے عثمان لیس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سو اونٹ ہے ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دو سو اونٹ ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب اور ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سو ۳۰۰ اونٹ ساتھ کملون اور پالانون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب مین نے دیکھا حضرت رسولؐ کو اوترتے ہوے منبر سے اور کہتے اس بات کو کہ نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے ہے جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے نہین جوابدہی بذمہ عثمان کے ہی جو کام کہ وہ کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا وہی غزوہ تبوک ہی کہ جسمین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسی کی حضرت علی کو دیکر کے اور حضرت علی کو اہل وعیال پر اپنے خلیفہ بناکر کے اس لڑائی مین خود آپ تشریف لیگئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے او اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسی وجہ سے شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کی بہت درست ہی اور یہ ارشاد حضرت رسول

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جوابدہی آئندہ عثمان کو نہین ہوگی اپنے مقام پر عقلاً

بہت درست ہی اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس درجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آئندہ

پر ایسے شخص سے کیا بُرا کام ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے

کہ یہ بہشت سوا ونٹ کا ... دراہ خدا مین دینا کفارہ ہی دوسری برائیوں کا۔

ان الحسنات یذہبن السیئات یعنی کہ نیکیاں دفع کرتی ہین برائیوں کو بیت

سخاوت مس عیب را کیمیاست سخاوت ہمہ دردہا را دواست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرة قال جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بالف دینار فی

کمہ حین جھز جیش العسرۃ فنثرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یقلبہا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد

ترجمہ اور روایت ہی عبد الرحمن ابن سمرہ سے کہ کہا اونسے کہ آئے حضرت

عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین مین کہ جسوقت حضرت رسول طیاری

کر رہی تھے فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دیناروں کو

گود مین اوس حضرت رسول کے پس دیکھا ہمنے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہی تھے

اون دیناروں کو اپنی گود مین اور کہہ رہی تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو کہ جو کام کہ

وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دو مرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط

یہ حدیث اور حدیث بالا قریب یکدیگر اور متعلق جنگ تبوک کے ہین۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیعۃ الرضوان کان

عثمان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت
ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیھم لانفسھم
رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے انس سے کہ کہا اوس انس نے
کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کی تو تھے عثمان اوس وقت
مین فرستادہ رسولخدا کے طرف مکہ کے پس بیعت کی حضرت رسول نے آدمیون
کو تب کہا حضرت رسول نے کہ تحقیقکہ عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولخدا مین
ہے پس مارا حضرت رسول نے ایک ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
رسولخدا کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون سے اون صحابیون کے واسطے خود اون
لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
حضرت رسولخدا نے حضرت عثمان رض کی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی —

حدیث نمبر ٦

وعن ثمامۃ ابن حزن القشیری قال شھدت الدار حین اشرف علیھم عثمان فقال
انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قدم المدینۃ
ولیس بھا ماء یستعذب غیر بیر رومۃ فقال من یشتری بیر رومۃ یجعل دلوہ مع
دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی وانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منھا حتی اشرب من ماء البحر فقالوا اللھم نعم فقال انشدکم
اللہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم من یشتری بقعۃ ال فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی
الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی فیھا رکعتین فقالوا
اللھم نعم قال انشدکم اللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من

مالی قالوا اللهم نعم قال انشدکم الله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلے الله علیه واله وسلم کان علی ثبیر مکه ومعه ابوبکر وعمر وانا فتحرك الجبل حتے تساقطت حجارته بالحضیض فرکضه برجله قال اسکن ثبیر فانما علیك نبی وصدیق وشهید ان قالوا اللهم نعم قال الله اکبر شهدوا ورب الکعبة انی شهید ثلاثا رواه الترمذی والنسائی والدار قطنی

ترجمہ اور روایت ہی ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوئے ہم اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون مفسدان مصری کے عثمان نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہون تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ تحقیقکہ رسولخدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ مین نہین تھا کوئی میٹھا پانی سواے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیگا کنوان کو رومہ کے کہ کردے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولون مسلمانون کے بدلہ مین ایک نیکی کے جوکہ اوسکو اوس کوے سے حاصل ہوگی جنت مین پس مول لیا مینے اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنے حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے مجھکو اس بات سے کہ پیون مین اوس چاہ رومہ سے یہانتک پیتا ہون مین آب شور دریا کو پس کہا اون ہنگامہ کرنے والون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہون مین تم لوگون کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ تھی اپنے لوگون کو پس فرمایا رسولخدا نے کہ کون شخص مول لیگا جگہہ کو آل فلان انصار کے اور بڑھاوے اوس جگہہ کو مسجد مین بدلے مین ایک نیکی کے جو اوسکو ملیگی بعوض اوس جگہہ کے جنت مین کہ جو مول لیا مینے اوسکو خالص مال سے اپنے پس تم لوگ آجکے روز منع کرتے ہو مجھکو اس بات کو کہ نماز پڑھون مین اوسمین دو رکعت پس کہا اون

ہنگامیون نے کہ بارخدایا ہان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہون مین تم لوگ کو خدا
کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسولخدا تھے اوپر پہاڑ ثبیر مکہ کے اور ساتھ اوس
رسول کے ابوبکر اور عمر تھے اور مین تھا پس جنبش مین آیا پہاڑ یہانتک کہ گری پتھر
اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسولخدا نے اوس پہاڑ کو ایک پانون سے اپنے اور کہا
کہ قرار پکڑ ای ثبیر کہ تجھپر اور کچھ نہین مگر یہ کہ ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید
ہین تب کہا اون بلوائیون نے کہ بارخدایا ہان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر گواہی
دی ان بلوائیون نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیقکہ مین شہید ہون
اور اس بات کو کہا حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترمذی اور نسائی
اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلوائیان مصر نے حضرت
عثمان کے گھر کو محاصرہ کر لیا تھا اور آخرکار حضرت عثمان کو عین تلاوت قران شریف
مین شہید کیا اور سر خون آلودہ آپکا اوپر آیت فسیکفیکھم اللہ کے گرا کہ جو پوری
آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان امنوا بمثل ما
امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم
صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون پس اگر ایمان لاوین
وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیقکہ راہ
پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوائے اسکے نہین کہ وے لوگ
ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ
سنتا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور
ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور مخفی نہین کہ یہ سب فساد بلوائیان
مصر کا بسبب ... اتی اور مکر و فریب مروان کے ہوکہ جو بوقت حضرت ابوبکر اور حضرت

عمرؓ کے مردود تھا اور حضرت عثمانؓ کے وقت مین سرفراز ہوا اور اوسکی معذرت مین
شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو کچھ کہ تحفہ اثنا عشریہ مین عذر حملہ رحم وغیرہ کا کیا ہے
سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اسقدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی
مگر ضعیف الراے تھے کہ حضرت علی کی راے پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکال دیتے
تو فساد دب جاتا مگر بوجہ ضعیف الراے ہونے کے مروان کو نہین نکال سکے
اور آخر اوسی فساد مین شہید کیے گئے۔

حدیث نمبر

وعن مرۃ بن کعب قال سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکر الفتن
فقربها فمر رجل مقنع فی ثوب فقال هذا یومئذ علی الهدی فقمت الیہ فاذا
ھو عثمان بن عفان قال فاقبلت علیہ بوجهہ فقلت هذا قال نعم رواہ الترمذی
وابن ماجہ وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح ترجمہ اور روایت ہے
مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سنا مینے رسولخدا کو درحالیکہ ذکر کرتے تھے فتنون کو پس
نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنون کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر سے ایک کپڑا
اوڑھے ہوے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوسدن ہدایت پر ہوگا پس
کہا اوس راوی نے کہ اوٹھکر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان ابن
عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہمنے سامنے کردیا چہرہ عثمان کا اور کہا ہمنے کہ یہ شخص
ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہان روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے فقط اس حدیث مین کچھ حاجت ایراد دینے کی نہین ہے

حدیث نمبر

وعن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان

ارادوك على خلعه فلا تخلعه لهم رواه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي في الحديث قصة طويلة ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہراوے تجھکو ایک قمیص پس اگر چاہین لوگ تجھکو اوپر نکال دینے اوس قمیص کے پس ست نکال تو اوس قمیص کو واسطے اون لوگون کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہی کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد شہادت عثمان کی بیان کی ہو اسواسطے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمان سے کچھ ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسب مصلحت وقت کے ایک حدیث بیان کرنے مین خوب مشتاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فتنة فقال يقتل فيها مظلوما عثمان رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن غريب ترجمہ اور روایت ہی ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ذکر کیا رسولخدا نے ایک فتنہ کو پس کہا اوس رسول نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ مین مظلوم اور کہا اس قول کو حق مین عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہی کہ غریب ہی اسناداوسکا فقط ہرگاہ راوی اس حدیث کے ابن عمر ہین تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابي سهلة قال قال لي عثمان يوم الدار ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد عهد الي عهدا وانا صابر عليه رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھکو عثمان نے بروز محاصرہ

گھر اوسکے یہ بات کہ تحقیقکہ رسولخدا نے عہد کیا مجھسے ایک عہد کو درحالیکہ میں صابر ہون
اوپر اوس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے
اس حدیث مین کچھ حاجت راے دینے کی نہین ہے ۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عثمان ابن عبداللہ بن موھب قال جاء رجل من اھل مصر یرید حج البیت فرأی قوما
جلوسا فقال من ھولاء القوم قالوا ھولاء من قریش قال فمن الشیخ فیھم قالوا عبد اللہ
بن عمر قال یا ابن عمر انی سائلک عن شئی فحدثنی ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم
قال ھل تعلم انہ تغیب عن بدر ولم یشھدھا قال نعم قال تعلم انہ تغیب عن بیعۃ الرضوان
قال نعم قال اللہ اکبر قال بن عمر تعال ابین لک اما فرارہ یوم احد فاشھد ان اللہ
عفا عنہ اما تغیبہ عن بدر فانہ کان تحتہ رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان
لک اجر رجل من شھد بدرا وسھمہ واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان فلو کان
احد اعز ببطن مکۃ من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
عثمان الی مکۃ وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ
وقال ھذہ لعثمان ثم قال بن عمر اذھب بھا الان معک رواہ البخاری

ترجمہ روایت ہی عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سی کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد
اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوے
تب پوچھا اوسنے کون ہین یہ لوگ لوگون نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہین کہا اوس
مرد نے کہ کون سردار ہے اون لوگون مین لوگون نے کہا کہ عبداللہ ابن عمر تب کہا

اوس مردنے کہ اے ابن عمر مین کچھ پوچھا چاہتا ہون تجھسے پس بیان کر تو مجھسے
اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگ گئے تھے بروز احد کے کہا
اوس ابن عمر نے کہ ہان کہا اوس مرد نے آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ غائب رہے
عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہان تب
کہا اوس مرد نے کہ آیا جانتا ہی تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہے بیعۃ الرضوان
سے کہا ابن عمر نے کہ ہان تب کہا اوس مرد نے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے
آ میرے پاس کہ حال بیان کرون مین تجھسے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے
پس گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کہ تحقیق کہ اللہ نے معاف کیا اوس
عثمان سے اور غایب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اسواسطے تھا کہ رقیہ بیٹی
رسولخدا کی اونکے علاقہ مین تھین اور بیمار تھین سو فرمایا رسولخدا نے کہ ہر آئینہ
تجھکو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگون مین سے جو حاضر ہون بدر کو
اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غایب رہنا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے
سو اگر ہوتا کوئی شخص عزیز تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسولخدا اوس شخص کو
پس بھیجا رسولخدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسولخدا نے اپنے داہنے ہاتھ
سے کہ یہ ہاتھ ہی ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر
اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہی عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کلمات
کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ احد کا اسطرح پر
ہے کہ یہ جنگ احد سنہ ۳ ہجری مین بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت
رسولخدا نے ایک پچھلی گھاٹی پر پچاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے
اپنے جگہ سے نہ ہٹین اور کچھ آثار فتح مسلمانون کے نمود ہوے مگر بطمع مال لوٹ کے

لوگ اپنی جگہہ پر نرہے اور یہ موقع پاکر کے کفار قریش نے پہر حملہ کیا یہانتک کہ سب
صحابی لوگ بہاگ گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ایک کونے مین جاکر چہپے
اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوے اور
حضرت عثمان بہی بہاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوے اور جب یہ سب لوگ
بہاگے تہے تو اوسوقت حضرت رسول کے پاس سولے حضرت علی اور ابودجانہ اور
سہل ابن ابوحنیف کل تین شخصون کے کوئی چوتہا آدمی باقی نہین تہا سو
ابودجانہ اور سہل ابن ابی حنیف حضرت رسول کے حفاظت مین تہے اور حضرت
علی حضرت رسول کے پاس سے میدان معرکہ مین جاکر کے ایک ایک نامی کافر
قریش کو قتل کرکے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تہے اور اوسی لڑائی
مین ایک آواز غیب کی سُنی گئی کہ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار یعنی نہین
کوئی جوانمرد ہے مگر علی اور نہین کوئی تلوار ہے مگر ذوالفقار اور حضرت نبی نے حضرت
علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبرئیل فرشتہ کی ہے اور لقب آپکا حیدر کرار غیر فرار
اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اوسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی مین
حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق وفاداری کا انجام تک پہونچایا اور
حضرت ابوبکر وغیرہ صحابی لوگ جو بہاگ گئے تہے سو اونپر اصل مین کچہ الزام نہین
ہوسکتا ہے اسواسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اوسوقت پانون ٹہرجانا
بہت مشکل ہے اور معاف ہونا قصور ان سب بہاگنے والون کا براہ انصاف
بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے
اسواسطے کہ حضرت نبی اور علی ایک جان دو قالب تہے یہانتک کہ جب حضرت علی
نے عین لڑائی مین سُنا کہ حضرت نبی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت نبی

مارے گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائیں اور اس تقریر پر حضرت نبیؐ نے فرمایا کہ
انا منک و انت منی یعنے کہ ہم تجھسے نکلے ہیں اور تو مجھسے نکلا ہے مگر خیریت ہی کہ اوپر
سفیان متعصبین سے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و
وصی رسول کے پھر بھی ابتک ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت
علیؑ سے افضل ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر
ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترتیبی یعنے ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے
یعنی جیسا کہ خلافت لے لیگئی سواد سی بناہ کے واسطے بہت حدیثین بھی ترتیب
دیگئیں کہ جس سے افضلیت اونکی ظاہر ہو مگر ایسی کٹھ بھوسیل اور لوٹی پھالیؑ
حدیثون سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دربارہ معافت ہونے قصور صحابیان
فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹۔ سورہ آل عمران
پارہ ۴ ۔ لن تنالوا البر کی واسطے اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے ۔
ان الذین تولوا یوم التقی الجمعان انما استزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا
ولقد عفا اللہ عنهم ان اللہ غفور رحیم اور ترجمہ اردو اوسکا
شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم مین ہٹ گئے
جسدن بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکی گناہ کی شامت سے
اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہی تحمل رکھتا فقط اور یہ جنگ احد اور بعد
معافی قصور فراریون کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک
کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہیں ایک یہ کہ حضرت پیغمبرؐ
نے جو ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ یعنی سر بند دیا تھا سو تاریخ انحمیس
عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ ۔ مین ہے کہ اس تلوار کے ایک کنارہ پر

یہ شعر کھدا ہوا تھا۔ شعر

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ ؛ والمرء بالجبن لا ینجو من القدر

یعنے کہ نامردی مین ننگ ہی اور سامنا کرنے مین عزت ہی اور حال یہ ہے کہ مرد بسبب نامردی کے نہین نجات پاتا ہی تقدیر سے اور اوس عصا یہ کے ایک طرف مین لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عار یعنے کہ نامردی مین ننگ ہے اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فر لم ینج من النار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے سو نہین نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادری و وفاداری کو خوب نباہا کہ ایسی بلا کے وقت مین کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے ابو دجانہ برابر حفاظت رسولخدا مین مصروف رہی۔ دوم یہ کہ اس آیت معافی سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثون کا خوب ثابت ہوتا ہے اسواسطے کہ اس ایت مین صاف یہ عبارت ہی کہ بھاگنے والے صحابیون کو شیطان نے بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا عتماد ہو سکتا ہی کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہوگا ماطلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نے کبھو طلوع نہین کیا اوپر ایک ایسے آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ حد مین تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر سے بہتر نکلے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن ابی سھلۃ مولی عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر الی عثمان ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا الا نقاتل قال لا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عھد الی امرا فانا صابر نفسی علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابی سہلہ غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز مین بات کرتے تھے عثمان سے

اور رنگ عثمان کا متغیر ہوتا تھا پس جبکہ ہوا وہ روز محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم لوگون نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کرینگے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہین اسواسطے کہ حضرت رسولخدا نے عہد کیا ہے مجھسے ایک بات کو پس مین صبر کرونگا اپنی ذات کو اوسپر

حدیث نمبر ۱۳

وعن ابی حبیبۃ انہ دخل الدار وعثمان محصور وانہ سمع اباھریرۃ یستاذن عثمان فی الکلام فاذن لہ فقام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنۃ واختلافا اذقال اختلافا وفتنۃ فقال لہ قائل من الناس فمن لنا یا رسول اللہ اوما تامرنا بہ قال علیکم بالامیر واصحابہ وھو یشیر الی عثمان بذلک رواھما البیھقی فی شعب الایمان ترجمہ

اور روایت ہے ابی حبیبہ تابعی سے کہ وہ اندر گیا اوس گھر مین عثمان کے اور اوسنے سنا کہ ابوہریرہ اجازت مانگتے ہین عثمان سے بات کرنے کی پس عثمان نے اجازت دی ابوہریرہ کو بات کی تب اوٹھ کھڑے ہوے ابوہریرہ اور حمد وثنا پڑھی خدا کی تب کہا ابوہریرہ نے کہ مین نے سنا رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ ڈالے جاؤگے ہمارے بعد ایک فتنہ اور اختلاف مین یا کہ حضرت رسول نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ مین ڈالے جاؤگے تب لوگون مین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سردار ہم لوگ کا ہوگا اے رسول خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگون کو ساتھ اوس بات کے تب فرمایا حضرت رسولخدا نے کہ تم لوگون کو تابعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اوسکے اور وہ ابوہریرہ اشارہ کرتے تھے عثمان کیطرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ان دونون حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی نے شعب الایمان مین فقط تمام شد ظاہر کہ تمام ان ۱۳۔ حدیثون سے جو اس مقام تک مذکور ہوئین کوئی فضیلت حضرت عثمان کی حضرت

علی پر پائی نہین جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی بہ سبب مقابلہ کے خوب عیان تر ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت نبی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہؓ اور امام حسن اور امام حسینؓ یہ پانچ آدمی پنجتن پاک کہلاتے ہین اور موافق اسی اعتقاد کے ایک شعر عربی کا بحق پنجتن پاک کے اکثر وبا وغیرہ مین لکھ کرکے دروازہ پر سانٹا جاتا ہے۔

شعر

لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ ۔۔۔ المصطفی والمرتضی وابناھما والفاطمۃ

ترجمہ ہمارے واسطے پانچ آدمی ہین کہ جنکے نام سے حرارت وبائے سوزندہ کی ہم منع کرتے ہین اور وہ پانچ آدمی مصطفی و مرتضی و دو لپسران اونکے اور فاطمہ ہین اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تیمنا و تبرکا اپنی طرف سے موزون کیا ہین

لراقمہ

یا مصطفی یا مرتضی یا ملجئی ال العبا ۔۔۔ انترقب من جودکم کاسا لحسن الخاتمۃ

ترجمہ اسے مصطفی اسے مرتضی اسے جائے پناہ میرے آل عبا امید وار ہون جود سے تم لوگون کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاتمہ کے۔ ایضاً

انی لعبد مذنب ستغفر اللہ العلی ۔۔۔ من شر سوء الخاتمۃ نخوف نار لازمہ

ترجمہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہون طالب مغفرت کرنیوالا ہون اللہ العلی یعنے خدائے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے۔

فصل ۸ ے

اب کچھ احادیث مشکوۃ المصابیح متعلق مناقب مشترک خلفائے ثلثہ کہ مذکور ہوتے ہین

حدیث نمبر ۱

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد احدا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بھم

فصرب برجله فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق وشهیدان رواه

البخاری ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد

پہاڑ کو اور ابو بکر اور عمر اور عثمان پس جنبش میں آیا وہ پہاڑ بسبب اون سبہوں کے

پس مارا اوس پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنے پاؤں سے اور کہا کہ ثابت رہو اے

اُحد اسواسطے کہ نہیں تجپر ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی

اسکو بخاری نے فقط ظاہرا یہ حدیث حدیث نمبر ۱۔ مناقب عثمان فصل ۲ سے

مختلف ہی اسواسطے کہ اوس حدیث میں یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے

لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ ثبیر کے ہی جو مکہ کے پاس ہے

اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہ مدینہ کے پاس ہے اور درمیان

دونوں پہاڑوں کے چودہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول

کے ثمامہ ابن حزن ہیں کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہیں اور حضرت

رسول کو نہیں دیکھا تھا اور سوائے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا

چار آدمی کے چڑھنے سی محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ

کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی

سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن ابی موسی الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی حائط

من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ابو بکر فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

افتح لہ و بشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا عمر فاخبرتہ بما قال النبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم
فحمد اللہ ثم استفتح رجل فقال لی افتح لہ و بشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ
فاذا عثمان فاخبرتہ بما قال النبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم فحمد اللہ ثم قال
اللہ المستعان متفق علیہ ترجمہ روایت ہی ابو موسی اشعری سے کہ کہا اوسنے کہ
مین تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ مین باغون مین سے مدینہ کے پس
آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کھول
دروازہ اوسکے واسطے پس کھول دیا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ مرد ابو بکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابو بکر کو ساتھ اوس چیز کے
جو فرمایا رسول خدا نے پس حمد کیا ابو بکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ
کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھولدو اوسکے واسطے اور خوشخبری
دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کھولا ہمنے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے
خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے
مجھکو کہ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس مصیبت
کے کہ جو پہونچیگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو
ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان
متفق علیہ فقط اس حدیث مین کچھ حاجت رای دینے کی نہین ہے۔

حدیث نمبر ۳

عن ابن عمر قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم حی ابو بکر و عمر
و عثمان رضی اللہ عنہم رواہ الترمذی ـــــــ ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنے راضی ہوا اللہ اون لوگون سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث ہی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہی کہ جو فصل ۷ ۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اوسکی شرح مین کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہی اور یہ ذات شریف خوب شخص ہین کہ حیات رسول مین ان تینون صحابیون کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھے کہ جو یہ فقرہ دعائیہ بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح کان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نیط ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم رواہ ابو داؤد ترجمہ

روایت ہی جابر سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آجکی رات کو ایک مرد صالح کو خواب مین دکھلایا گیا اسطرح کہ گویا کہ حضرت ابوبکر لٹکائی ہوئے تھے ساتھ حضرت رسول کے لٹکائی کرکے اور لٹکائی گئے عمر ساتھ ابوبکر کے اور لٹکائی گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اوٹھے رسولخدا کے پاس سے تو ہم لوگون نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول مراد ہین اور لٹکنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہین اوس امر کے کہ جسکے واسطے خدا نے اپنی نبی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بڑی خیرت کی بات ہی کہ بارے اسی حدیث مین حضرت علی ساتھ عثمان کے نہین لٹکائی گئے۔

غرض یہانتک ۱۲ حدیثین خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثین مشترک خلفاے ثلثہ کی کل ستر ہ
حدیثین اس فصل ۷۷ و ۸۷ مین علاوہ ۴۶ - حدیثین متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۳
حدیثین ان خلفاے ثلثہ کی مذکور ہوئین - اور اوسی پر اکتفا کیا جاتا ہی اور اب آیندہ آیات
قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفاے ثلثہ اور حالات بیماری حضرت رسولخدا وغیرہ
امور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جاتا چند امور نکا ناسب معلوم ہوتا ہی

اول

یہ کہ بیان مناقب مین حضرت علی اور خلفاے ثلثہ کے شروع احادیث سی کیا گیا اسواسطے
کہ سنیون کو بڑا تکیہ حدیثون پر ہے اور حدیثین مشکوۃ المصابیح کی بدین نظر اختیار
کی گئین کہ یہ کتاب حدیث کی سنیون مین بعد صحاح ستہ صحیح بخاری وغیرہ کے مرتب
ہوئی ہے سو تمام حدیثین اصل الاصول سنیون کی اس مشکوۃ المصابیح مین موجود
ہین اور یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی مقبولہ سنیون کی ہے اور ہمنے کوئی حدیث
یا قول کسی کتب شیعون سے نقل نہین کی ہے کہ نقل کتاب شیعون سی کچھ
اتمام حجت اوپر سنیون کے نہین ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی
وغیرہ کی پیش کیجاے سو وہ محض لچر و پوچ ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فریق کے
نہین ہے -

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳ - حدیثین خلفاے ثلثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لغرض ثابت
کرنے افضلیت خلفاے ثلثہ اوپر حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا ہی اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ مکڑی کا جالا بہت سا پھیلا رکھا ہی مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت
یعنی کمزور ترین گھرون کا بر آئینہ گھر مکڑی کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہوے
ہین تا کہ اگر یہ سقیفیان خلافت ابو بکر کی خاطر مین بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے مین مگر یہ سب

حدیثین اگر صحیح ہون تو کچھ حاجت اجماع کی نہین ہے بلکہ یہ خلافت خلفاء
ثلثہ کی خود از روے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سنیون کو ان حدیثو
جو کچھ وجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش مین یہ سب حدیثین فضیلت
ثلثہ کی صرف ایک بندش اور بند و لبست کی حدیثین معلوم ہونگی اسواسطے
اکثر حدیثین بہ بنیاد خواب اور تعبیر خواب کی ہین اور اکثر ایسی حدیثین ہین
راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہین کہ
اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفاء ثلثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثین غریب
ہین اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ حضرت علی از روی
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے وصی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی
مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا گیا تو اب اوسکے خلاف
ہین جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سوا اسکے
آیت تطہیر و آیت مباہلہ و عطاے علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
بروز جنگ احد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون با موسی و حالت جنب مین
ہونا حضرت علی کا بدخول و استطراق مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین
اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور سب دروازہ دوسرے لوگون کا بند
ہوکر کے دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابوبکر کو اجازت روزن
رکھنے کی اور حضرت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوئی اور دیگر تمام صفات
ذاتی حضرت علی کے ایسے ہین کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ اونکے ہوسکتا ہی

سوم

یہ کہ اب آئندہ فصلون مین مناقب حضرت علی وغیرہ جو از روی قرآن کے مذکور ہونگے

سو قران بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہین ہو سکتا ہی اور نہ اوسمین روایات حضرت عائشہ وعمر ابن عاص وغیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قران ساتھ علی کے ہی اور علی ساتھ قران کے۔

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مغز اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریف اجمیر و شیخو جیو وغیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہکر یاد الٰہی و محبت اہلبیت مین غرق ہین اور نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولی مشکلکشا علی ع کے چاہتے ہین نقل ہی کہ ایک شخص نے کسی صاحبدل سے پوچھا کہ حضرت علی کو علیہ السلام کہسکتے ہین یا نہین جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویون سے پوچھو کہ ہم فقرا ہین تو حضرت علی کو جل اللہ کہتے ہین اور بعد سلسلہ تصوف کے ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہین کہ قران و اہلبیت پر فدا ہین اور جب حضرت علی نے اس خلافت ثلثہ کو قبول کر لیا تو پھر خلفاے ثلثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہی کہ مدعی سست اور گواہ چست اور سنیان متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہین کہ رسول کو ماننا اور ذریات رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت حق و واجب ہے۔ ؎

لوتبارکی علے را دیدۂ ✣ زین سبب غیرے برو بگزیدۂ

اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہین کہ جنکو مزہ فقر کا دیا گیا ہی آنراکہ سپید ہند سپیہ ہند و آنراکہ نمی دہند از وی ستانند۔

اشعار مولانا روم

علم ظاہر سر بسر قیل است و قال	نہ در و کیفیتے حاصل نہ حال
پاے استدلالیان چوبین بود	پاے چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی رازدار دین بدے

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صراحت فرمایش ہر نوع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳۔ تلک الرسل سورۃ النساء آیت ۶۴ قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله ترجمہ کہہ تو اے رسول کہ اے اہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کیطرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کریں ہم لوگ مگر خدا کو اور نہیں شریک ٹھہراوین ساتھ اوسکے کسی شی کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگون کا کسیکو ارباب سوائے خدا کی فقط مگر سنی شیعہ کے مولویون نے تعصب کر کے اس دین مین بہت خرابی ڈالی اور متقدمین کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھے اور سنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ علی ابن المنذر کہ جسنے پچپن حج کیا تھا اور ابو الصلت یہ دونون بزرگوار شیعہ مذہب کے تھے مگر ان لوگون سے مشکوۃ المصابیح مین حدیثین مروی ہین اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگون کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہوگیا کہ طرفین کے مولویون نے درمیان سنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرادیا حالانکہ ان مولویون کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہرگاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شوے سنی و شیعہ کے کیون جائز نہوگا کہ تکفیر اہل قبلہ کی کسیطرف سے نہین ہوسکتی ہے

ہان اگر بنظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ نا موافقت یا خود اذان و شو کا ہو تو وہ دوسری بات ہی۔

ششم

یہ کہ تعصب کا یہ حال ہوا ہے کہ سنیون مین طریقہ آمین بالجہر و رفع یدین دو ہابیت کا اسطرح پر پھیلا ہی کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہمکو اونکے پیچھے نماز پڑھنے مین یا شیعون کے پیچھے نماز پڑھنے مین کچھ عذر نہین ہے کہ غرض عبادت سے ہے اور چنے کا لاڈو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویون نے امامت نماز مین اسقدر شرائط قربانی لقر عید کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہو گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گو ایسر آدمی کی ہو مگر جمعہ و جماعت سے حسب خواہ آباد نہین ہو سکتی ہے اور تاکید قرأت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعون کے ہے سو حتی الوسع قرأت کا درست ہونا بہت مناسب ہی مگر نہ اس شدت سے کہ بلا صحت قرأت کی نماز ہی نہ ہو نماز کی درستی نہو سو یہ سب زیادتی بسبب تعصب کی ہے ورنہ حضرت بلال کا اشہد بجای اسہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وارد سنیون کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد فضیلت و بزرگی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قبران دونون بزرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہر چند کہ یہ امر بتوسط حضرت عائشہ کے ہو مگر شک نہین کہ یہ قریب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قربت روضہ مبارک کی ممکن نہوتی کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطرح عقاب الیم کا تصور کرنا خود ایک سخت بے ادبی ہی اور یہ قربت روضہ نبوی کی وہ شرف ہی کہ جسکی آرزو حضرت امام حسن علیہ السلام کو بھی تھی پس صاف بات یہ ہی کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر جسطرح پر کہ حیات حضرت رسول مین

مصاحبان خاص سے تھے سو اوس سطح پر بعد ممات کے ہی ایک ساتھ ان صحابیون
کو کچھ سود نہین ہی ہر چند کہ حضرت علی ؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہو۔

لراقمہ

عداوت با صحابہ گو مرا نیست ؂ یقین دان جز علی باکس ولا نیست

حاصل کلام یہ ہی کہ خلافت حضرت ابوبکر کی جو بر خلاف وصیت خم غدیر کے
لے لیگئی سو اوس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفاے ثلثہ از قسم منافق و دشمن
اہلبیت کے سمجھے جائین اور یہ طریقہ شیعہ لوگون کا ہے مگر یہ امر تمامتر خلاف انصاف ہی
کہ حضرت ابوبکر کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمامتر مرد نیک اور سخی اور عابد
اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جاے اور حضرت عمر کو کہ جنکے جد و جہد سے ایران
و شام و روم و مصر مسلمان کیا جاے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بالکل
بے انصافی ہے اور حضرت عثمان کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک
اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کے کچھ انحراف اونکو نہین تھا خارج از اسلام سمجھنا
کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بناء اس بات کی کہ یہ خلافت ثلثہ حق تھی فضیلت
خلفاے ثلثہ اور تنقیص و توہین شان علی مین اہتمام کیا جاے سو یہ مذہب
اصل سنیان متعصب کا ہی مگر اس طریقہ مین مشکل یہ ہے کہ آفتاب کے مقابلہ مین کچھ
روشنی ستارون کی ٹھہر نہین سکتی ہے اور اسیوجہ سے تمام اہتمام سنیون کا رائگان
ہوجاتا ہے۔ سوم یہ کہ بمقابلہ رفعت شان حضرت علی ؑ کے اصل خلافت ظاہری
کا درجہ فروتر سمجھا جاے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علماے درست فہم کا
ہے اور راقم اسی طریقہ مین ہے اور یہ امر واقعی بھی ہے کہ اس خلافت ظاہری سے
جو واسطے اجراے دین ظاہری کے تھی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و تمام اہلبیت اور ... میں
ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سو وہ شرف اپنی جگہہ مین بحال و قائم ہے اور
اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے - **لمؤلفہ**

بتحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہا
کنون معلوم کردم از فضائل تارہ اہلیہا

ابوبکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدارند
ولے باشد علی آن کو رساند تا بمنزلہا

علی مرتضے باشد وصی مصطفے برحق
تو مرشد وان علی را بگذر از دیگر وسائلہا

چہ مشکل روزہ و افطار سہ روزہ علی را بود
کہ او را فاقہ ہا میشد زنان دادن بسائلہا

اگرچہ بر خطر باشم ز موج بحر عصیان ہا
علے کشتی رساند تا سبکساران ساحلہا

خدا داری چہ غم داری نبی داری چہ غم داری
علی داری چہ غم داری برون آئی ز مشکلہا

چہ قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند
قناعت شد برین توام وبر بندند محملہا

علے چون جان نبی را بود حب اوبشد ایمان
تولاے علیؑ مارا المودہ نقل محفلہا

کنارہ گیر از دنیا بشنو آزاد چون حافظ
علیؑ باشد ترا کافی دع الدنیا و اہلہا

فصل ۹ ے

اس فصل مین چند آیات قرآنی نسبت حضرت علی اور تمام اہلبیت کے مذکور ہوتے ہین اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیعہ اثنا عشری نے باب ششم مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے خوب جمع کیا ہی اور اس کتاب سے ہمکو اسوقت انتخاب کرنے مین آیات کی بہت سہولت ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا -

آیت ۱

سورۃ الشوری قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ترجمہ

تو کہیں مانگتا نہیں تمسے اسپر کچھ نیگ مگر دوستی چاہئی ناتے مین فقط تفسیر مظہری و صواعق
اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب
موصوف کے کہ جسپر ہم کو کچھ جائے شک نہین ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
جب یہ آیت اوتری تو لوگون نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار
آپکے کون لوگ ہین کہ جنکی محبت ہم لوگون پر واجب ہوئی تب حضرت رسولخدا
نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اونکے ہین -

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاهرا علیه فان الله هو مولاه وجبرئیل وصالح المومنین
ترجمہ اور اگر تم چڑھائی کرو اوسپر تو اللہ اوسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان
والے فقط ازروے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المومنین سے حضرت علی
مراد ہین کہ جو حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکے صحابیون سے کہا
ایها الناس هذا صالح المومنین یعنے اے لوگون یہ شخص صالح المومنینؑ ہے -

آیت ۳

سورہ مجادلہ یا ایها الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی
نجویکم صدقة ذلك خیر لکم واطهر فان لم تجدوا فان الله غفور رحیم
ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان مین بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات
کہنے سے پہلے خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ
تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے - فقط فصل ۲۲ مین نجوی یعنی مشورہ متعلق
اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علی کے
سرگوشی کرتے رہے تو لوگون نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اونکے تب کہا جواب مین حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے ساتھ حضرت علی کے مشورہ نہین کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور یہین نظر

پہ شعر خوب حسب حال ہے ؎

علی [illegible] وار خ [illegible] او [illegible] ۔ [illegible] وار [illegible] خفی و بجلی

آیت ۱

سورہ آل عمران پارہ [illegible] فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم و نساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتین اور تمہاری عورتین اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کرین اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر فقط یہ ایک آیت مباہلہ کی ایک مشہور آیت ہی کہ جسمین حضرت رسول خدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام ایک ساتھ نصاریٰ کے مقابلہ مین واسطے قسم کھانے نسبت حقیت دین اسلام کے گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔ شعر

خدا نفس پیغمبر [illegible] است ؛ دگر را فضیلت بکس ماندہ است

آیت ۵

سورۃ المائدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۔ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے جو قائم رکھتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ اور وہ نوے ہین فقط از روے تفسیر معالم التنزیل اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ کے منشار نزول اس آیت کا یہ ہے حضرت علی مسجد مین بحالت رکوع نماز کے

۱۹۰

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اوسی حالت مین اپنی لنگولیا بطرف سائل کے کردی کہ جسمین انگوٹھی تھی اور سائل نے اوس انگوٹھی کو حضرت علی کے لنگولیا سے نکال لی سو اسی خیرات پر یہ آیت اوتری۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انت منذر ولکل قوم ہاد ترجمہ تو ڈر سنانے والا ہے اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانیوالا فقط بیان مطلب مین اس آیت کے حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذر وعلی الھادی بک یا علی یھتدی المھتدون یعنے مین ڈرانے والا ہون اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ پاوینگے راہ پانے والے لوگ اس سے حضرت علی سب کے ہادی ہین

آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ وتعیہا اذن واعیۃ ترجمہ اور سینتی لیجئے جمع کرے اوسکو سیتنے والا فقط منشار نزول اس آیت کا از روے کتاب عوارف کے یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش نہین کرے سو برکت اس دعا کے لیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول کے حضرت علی کو یاد رہتے تھے — بیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ❊ ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ احزاب انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا ترجمہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے گندی باتین اس گھر والون سے اور ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ مین اس رسالہ کے مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کالے کمل اوڑھی ہوے باہر نکلے تب آئے حسن ابن علی پس لیلیا اونکو اپنے کمل مین تب آئے حسین اور وہ در آئے کمل مین اور اوسکے بعد آئین فاطمہ اور لیلیا اونکو اوس کمل مین تب آئے علی اور لیلیا اونکو تب پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ مین اس رسالہ کے بروایت سعد ابن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت نبیؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کو بُلا کر کے کہا کہ یہ لوگ میرے اہلبیتؑ ہین اور شہرت گلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے —

آیت - ۹

سورہ مائدہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمك من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ترجمہ ای رسول پہونچا جو کچھ اوترا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچالیگا لوگون سے اللہ راہ نہین دیتا منکر قوم کو فقط تفسیر کبیر مین ہے کہ سنشاء نزول مین اس آیت کے دس باتین بیان کیگئی ہین اور اونمین سے دسوین بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے خم غدیر کو پہونچے تو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث فصل ۱۱ مین اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کسقدر قابل لحاظ کے ہے کہ حضرت رسولؐ نے کس تاکید الٰہی پر حضرت علی کو وصی مقرر کر کے اقرار عام اس بات کا صحابیون سے لیا تھا اور مولوی سید احمد حسین صاحب نے اپنے مجمع البحرین مین یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتین خوب لکھی ہین کہ

۱۷۱

اوسکا نقل کیا جانا بھی اس مقام مین مناسب معلوم ہوتا ہے۔
اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۲۰۸ - مین مذکور ہی کہ ایک روز حضرت علی نے لوگون سے بہ نسبت من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے گواہی طلب کی اور اوسوقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے گواہی نہین دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہین دیتے ہو اوسنے کہا کہ ہم بوڑھے ہوگئے ہین سو ہمکو یاد نہین ہے تب حضرت علی نے کہا کہ بارخدایا اگر یہ جھوٹ کہتا ہے تو اوسکے چہرہ پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ سے چھپ نہین سکے راوی کہتا ہے کہ واللہ ہمنے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان دو آنکھین اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس مین ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث ہمنے سُنی تھی مگر ہمنے مخفی رکھا سو روشنی ہماری آنکھون کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔
سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القران الزمھم ولائی ؛ واوجب طاعتی فرضاً بعزم

اور قرآن مین لازم کیا ہے مسلمانون پر ولا یعنی محبت ہماری اور واجب ہی اطاعت میری لطور فرض کے اور بالقصد۔

کما ھارون من موسیٰ اخوہ کذلک انا اخوہ وذاک اسمی

جیساکہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے ویسی ہی ہم بھائی اوس نبی کے ہین اور یہ نام میرا ہے

کذلک اقامنی لھم اماماً ؛ واخبرھم بہ بغدیر خمٍّ

اسی لئے اوس نبی نے قائم کیا مجکو امام اونکے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگون کو اوسبات کی غدیر خم مین

وویلٌ ثم ویلٌ ثم ویلٌ ٭ لجاھد طاعتی ومرید ھضمی
اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تابعداری میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے۔

وویلٌ للذی یشقی سفاھا ٭ یرید عداوتی من غیر جرمی
اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے۔

ایضًا۔ از دیوان مذکور و تاریخ ابو الفدا وغیرہ

اسبقتکم الی الاسلام طرًا ٭ غلامًا ما بلغت اوان حلمی
ہم سابق ہوے تم لوگون سے اسلام مین اپنی رغبت سے درحالیکہ ہم ایک لڑکا تھے کہ ہم نہین پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے۔

واوجب لی ولایته علیکم ٭ رسول اللّٰہ یوم غدیر خم
اور واجب گروانا واسطے میرے ولایت یعنے محبت کو اوپر تم لوگون کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم کے

واوصا لی النبی علی اختیار ٭ لامته رضی منکم بحکمی
اور وصیت کی نبیؐ نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے

الا من شاء فلیومن بھذا ٭ والا فلیمت کمدا لغمی
آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے وگرنہ پس چاہیے کہ وہ مرے اندوہناک بسبب غم کے۔

از مثنوی شاہ بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ	
پھر دین دل کند از دنیا علیؑ	آن علی واصلے ملک نبیؐ
آن وصی مصطفےٰ شیر خدا	آن علے زوج بتول پارسا

زال دنیا را ازان زو پشت پا	تا نیاید در نگاه اولیا

از مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر ششم

او خیو انداخت بر روے علیؑ	افتخار ہر نبے و ہر ولے
زین سبب پیغمبر با اجتہاد	نام خود نام علی مولے نہاد
گفت ہر کس را منم مولے و دوست	ابن عم من علی مولاے اوست
کیست مولے آنکہ از آدت کند	بند رقیت ز پایت بر کند
چون بہ آزادی نبوت ہادی است	مومنان را از ہمہ آزادی است
اے گروہ مومنان شادی کنید	ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے

کہ جب حضرت رسولخدا نے یہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعر مدح خوان حضرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہمکو اجازت ہو کہ بحق علیؑ کے ہم کچھ اشعار سناویں تب حضرت رسول نے فرمایا قل علی برکۃ اللّٰہ یعنے کہہ ساتھ برکت اللہ کے تب اوٹھے حسان اور کہا یا معشر مشیخۃ قریش اسمعوا قولی شہادۃ من رسول اللّٰہ فی الولایۃ الثابتۃ یعنے اے گروہ شائخ قریش کے سنو میرے قول کو از روے گواہی کے از جانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے ۔

اشعار حسان بن ثابت

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم ٭ بخم و اسمع بالرسول منادیا

ندا کرتا ہے نبی اون لوگون کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسول کے منادی کو

بانی مولاکم نعم و ولیکم ٭ وقالوا و لم یبدوا ہناک التعامیا

ندا ہوئی کہ مین اچھا مولی اور ولی تم لوگون کا ہون اور کہا لوگون نے اور نظاہر

ہوئی یہان پر کچھ چشم پوشی —

الملك مولانا وانت ولینا ؛ ولا تجدن فی الخلق للامر عاصیاً

کہ خدا تیرا مولا ہملوگون کا ہے اور تو ولی ہم لوگون کا ہی اور تو ہرگز نہین یاوٗیگا
خلق مین سے کسی شخص کو واسطے اوس حکم کے سرکشی کرنے والا —

فقال له قم یا علی فاننی ؛ رضیتك من بعدی اماماً وهادیا

پس کہا اوس علی کو رسولؐ نے کہ اوٹھ اے علی کہ مینے پسند کیا تجھکو بعد اپنے امام وہادی

آیت ۱۰

سورة الانسان یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شره مستطیراً ویطعمون
الطعام علی حبه مسکیناً ویتیماً واسیراً ترجمہ پوری کرتے ہین منتین اور ڈرتے ہین اوس دن سے
کہ اوسکی برائی پھیل پڑیگی اور کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن باپ کے
لڑکے کو اور قیدی کو ف شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک ترجمہ اردو کلام اللہ
کا مع حواشی فواید ضروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب سنیت کی اسمقام
تک حاشیہ مین کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہین کیا اور کسقدر افسوس
کی بات ہی کہ مسٹر جارج سیل مترجم انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر مذہب کا
آدمی ہے اس آیت کی حاشیہ مین بحوالہ تفسیر بیضاوی کے اس آیت کو بہت وضاحت
سے بطرف حضرت علیؑ کے منسوب کیا ہی مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہو کے بالکل
اس قصہ کو کہا بدے اور تمام قصہ کو الغٹ ہضم الیج کر گئے مگر امر حق یہ ہی کہ علماے
دہلی مین سے شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین بہت اچھی طرح سے تائید
وحمایت حضرت علی و تمام اہلبیت کے ہین بہرکیف مسٹر جارج سیل نے انگریزی ترجمے
حاشیہ مین شان نزول اس آیت کی حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہی کہ حسنؑ و

حسینؑ

حسینؑ نواسے محمد کے کسی وقت دونوں بیمار ہوکر پیغمبر مع دیگر کسان واسطے عیادت اونکے گئے اور لوگوں نے حضرت علی سے چاہا کہ واسطے صحت پسران اپنی خدا سے کچھ عہد کریں او سبرطبق اوسکے علی و فاطمہ و فضہ اونکی لونڈی نے ایک عہد تین روزہ کا کیا درصورتیکہ وے لوگ صحیح ہوجائیں اورجب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگوں نے تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کی پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ نہیں موجود رہنے کچھ خوراک اندر مکان کے علی نے مجبور ہوکر تین پیمانہ جو کا شمعون ایک یہودی خیبر کے قرضہ لیا اور اوسمیں سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسی روز کوٹ پیس کرکے پانچ روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیاں اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد غروب آفتاب کے رکھی گئیں مگر ایک غریب سائل اون سب کی پاس آیا اور تمام وہ روٹیاں اوسکو دیدالیں اور خود اون سبھوں نے تمام رات فاقہ سے صرف پانی پی کرکے طے کیا اور دوسرے دن فاطمہ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطرحپر روٹیاں بنائیں مگر یتیم سائل آیا اور اوسے دیدالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کاٹی اور تیسرے دن بھی اوسیطرح سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دیڈالی برطبق اس واقعہ کے جبرئیل اوترے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمد سے کہا کہ اس پارسائی اہل بیت پر اوسکی خدا اوسکو سبار کباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہیں ہے کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کسقدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلبیت رسول کے ظاہر ہوتے ہیں - ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علی کا کس درجہ کا ثابت ہوتا ہے کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا دوم یہ کہ اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینوں روزہ برابر رکھتے گئے اور صرف اسی قدر صبر نہیں ہے کہ خود آپ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ حسینؑ چھوٹے چھوٹے

انہی بچوں کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کسقدر
ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ با خدا اور نہایت درجہ
اتصال مع اللہ تھا۔ سوم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب
سوال مسکین یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا و زن و فرزند و حضرت فضہ لونڈی کا نہیں
رہا اور کیا یہ بات ممکن نہیں تھی کہ اون پانچوں روٹیوں میں سے ایک ایک ٹکڑا
سائلین کو دیتے اور باقی کو حضرت خود و اہل و عیال اپنے در لاتے اور کیا یہ بات
ممکن نہیں تھی کہ صرف روٹی اپنے حصہ کی دیڈالتے مگر بات یہ ہی کہ بسبب جوش ایثار
کے پانچوں روٹیاں یکبارگی اوٹھا دیں چہارم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علی ع کا
چالیس روزوں سے حضرت مسیح کے عدد ایام میں کمتر ہے مگر ان تین روزوں میں
ایک امر امتحان کا اوس چالیس روزوں سے زائد تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس
روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس
روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسوں کا بے تکلف رکھ سکتے تھے
کہ اونکے یقین میں حیات صرف مرضی الٰہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ہی
مگر اس تین روزہ میں حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ
رکھ کر عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ
وہ روٹی خود قرضہ کی تھی پنجم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علی ع کی
کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع
حضرت نبی کو باوصف اتصال مکان کے نہیں دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا
خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہے ششم یہ کہ
حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فضہ لونڈی اور حسنین ع لڑکے اونکی کیسے تھی کہ ہر حال میں

شریک حضرت علی کے رہی مگر حضرت نبی اپنے باپ یا اپنے نانا کو کچھ مطلع نہین کیا
ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت نبی کے پاس آئے
سو بتواتر فاقہ ہاے سہ روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھرتھراتے ہوے
گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون کے
پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھین اونکی اندر حلقۂ چشم کے جا رہی تھین غرض تمام
اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونے مولا کے
کل اصحاب وغیرہ او . انجام وہی امورات نبوت حضرت نبی ابن عم اونکے کچھ حاجت
کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہین ہے — ابیت

من چہ گویم از علی بو تراب ؛ آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور بسبیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ کا
اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوسکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام
مولویون کا نہین ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکین بلکہ یہ کام
حضرت فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جن لوگون ہین تعلیم و مشق توحید کی برابر جاری ہے
اور خدا نے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ ببرکت مشق توحید و فقر کے یہ قصہ اور
تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گویا خود اونکی جان پر گذرتا ہے اور ہمکو بہت
افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہین کر سکتے ہین اور جو کچھ تھوڑا بہت
لکھا جاے سو وہ فہم ظاہر بینون سے باہر ہے — بیت

مردم اندر حسرت فہم درست ؛ اینکہ میگویم بقدر فہم تست

غزل اردو از مؤلف این رسالہ

رسول آخریں گو یار وآخر سمجھ و لکھاتا ہے ؛ علی کو جو گھٹاتے ہین سو اونکو کیا گھٹاتا ہے

علی داماد و ابن عم وصی حضرت نبی کے ہین | خلافت کرنے کو بر حق تیر رتبہ گھٹاتا ہی
خلافت کو نہین گردان لیتی وہ تو کیا کرتے | کہ اونکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے
اوسی ڈھب سے تو ہم بھی مان لیتے ہین خلافت کو | ہوا اسلام شایع واقف اس سے اک زمانہ ہے
صحابی گر قریشی ہین ستارے ہین صحابہ ہین | یہ سب باتین علی مین ہین لیے رہتین کیا بہانا ہے
سیادت مین شجاعت مین سخاوت مین عبادت مین | علی کا کون ہمسر ہے اور اوسکو کیا چھپانا ہے
علی و فاطمہ فضہ و بھی حسنین ہون فاقہ | غریبون کے کھلانے سے عجب کھانا کھلانا ہے
احد سے بھاگ جائین لوگ بھاگین سے وہ حیدر جانباز | علی حاضر ہین اونکا کام دشمن کا بھگانا ہی
رہو آزاد حب پنجتن مین غرق تم ہر دم | یہی عمدہ عبادت ہے یہی بہتر دوگانا ہی

اشعار بطرز مثنوی از مؤلف این رسالہ بطور بیان آیت و یطعمون الطعام علی حبہ

بس چہ گویم از علی بو تراب | آفتاب آمد دلیل آفتاب
از پئے نیت سہ روزہ قصد کرد | بہر افطارش نبودہ جنس و نقد
پیش شمعون رفت و قرضہ بر سہ جو | کرد صاعے جو د آوردش بسوز
فاطمہ رض فضہ و آن حسنین ہم | روزہ دارے را شریک او بہم
داد آن جو فاطمہ را بہر خوان | فاطمہ بنمود آن را پنج نان
روز اول وقت افطارش رسید | ناگہ مسکینے علی ع اور اشنید
دست از نان برکشید و جملہ نان | داد مسکین را و خود با خانمان
جرعۂ آبے فرو بردہ بحلق | کرد افطار و نہان حالش ز خلق
شب بفاقہ برد جملہ خاندان | روز دوم پیشش آمد پنج نان
آن یتیمے را بداد و اُف نگفت | روز سوم قیدیے را داد و خفت

ذات باری ز امتحان کردن برست　　زانکه بود شہر علم کلی با علی

لیک بود این امتحان از بہر خلق　　تا عیان شد زور شاہ فقر و دلق

روز چارم سورۃ الانسان رسید　　مرتضی را شکر خود یزدان رسید

ہر سہ روزش بود ممکن بگمان　　حصہ کردے درمیان پنج نان

حصّۂ دادن بفرزندان و اہل　　حصّۂ دیگر بسائل بود سہل

لیک ایثارش نبودی برکمال　　تا نبودی غفلت از اہل و عیال

این صفت از غلبۂ توحید بود　　کاحتیاج دیگران بر خود فزود

نان ز جو کردن و روزہ داشتن　　شب بفاقہ بردن و برخاستن

روز دوم روز سوم ہمچنین　　سیّدہ را امتحانے بود این

سیّدہ وان جاریہ وان بچّہ ہا　　مبتلائے روزہ ہا و فاقہ ہا

خود بشر بودند اینہا یا ملک　　کے شنیدہ مثل شان گوش فلک

ہیچ یک زینہا نکردہ راز فاش　　سہل بودے گر نبی بشنیدی کاش

این قناعت این رضا و این حیا　　کس ندیدہ جز باین آل عبا

حضرت عیسی چہ خوش تعلیم ساخت　　ہر شجر را از ثمر باید شناخت

واو آزادی بداوم از ولا　　مدح خوان مرتضے گشتم بجا

آیت ۱۱

سورہ رعد ومن عندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس علم کتاب ہی حدیث مین ہے علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہی کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نیشاپوری مین ہے بیان آیت سورہ شوریٰ

لا اسئلکم علیه اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفیٰ شرفا لآل رسول اللہ وفخرا ختم التشہد بذکرھم والصلوٰۃ علیہم فی کل صلوٰۃ یعنے آل رسول کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کفایت کرتی ہے کہ کلمہ تشہد ساتھ ذکر اون لوگون کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز مین اون لوگون پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر قصیدہ فرزوق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم فی کل بدء ولکلم بہ یختتم یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدائے ہر کام مین اور ساتھ ذکر اون لوگون کے سب کام ختم ہوجاتا ہی او یہ وہ قصیدہ ہے کہ جو فرزوق شاعر نے مدح مین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے عین خانہ کعبہ مین بمخالفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم یتساءلون عم یتساءلون عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس مین پوچھ پاچھ کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ اختلاف کرتے ہین ف حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم سے حضرت علی مراد ہین

آیت ۱۳

سورہ بقر الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا مین خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو رات مین اور دن مین پوشیدگی سے اور ظاہر ف تفسیر معالم التنزیل ونیشاپوری وغیرہ مین ہے کہ حضرت علی کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علی نے دن کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور رات کے وقت مین ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات جو وقت حضرت علی سے کیونکہ ہوئی
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھکے اپنے افطار کی روٹی تین روز پیہم فقیرون کو
دی اور خود آپ مع اہل وعیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت
یہ بھی ہے کہ عین نماز مین اپنی کنگولیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی -

آیت ۱۴

سورہ نحل وعلامات وبالنجم هم یهتدون ترجمہ نشانیان ہین
ستارون کی کہ جس سے وے لوگ راہ پاتے ہین ث جامع الصغیر سیوطی جلد
اول مین یہ حدیث ہے النجوم امان لاهل السماء واهلبیتی امان لامتی
یعنے فرمایا رسولخدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہلبیت
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے - اور شاہ تراب علی صاحب ساکن
کاکوری نے اپنی کتاب مطالب رشیدی مین یہ تحریر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ بعضے اولیاء است را بکشف صریح
کہ یکے از اسباب علم است ظاہر گشتہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الٰہی بہ اولیاء
اللہ باشد بے توسط فیض او نمیرسد وکسی از مردان خدا بیوسیلہ او درجہ ولایت
نمی یابد اقطاب جزئی واوتاد جزئی واوتاد وابدال ونجبا ونقبا وجمیع اقسام
اولیائے خدا بوے محتاج می باشد وصاحب این منصب عالی را امام گویند وقطب الارشاد
بالاصالۃ نیز خوانند واین منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم قدام
سابقہ ہر کرا درجہ ولایت میرسید بتوسط روح پاک آنحضرت وبعد وجود عنصری
[illegible]

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از وی بحسین شہید دشت کربلا پسترباامام
زین العابدین پسر بہ محمد باقر و بعد ازان بجعفر صادق پسر بموسی کاظم پسر
بعلی رضا پسر بہ محمد التقی پسر بعلی نقی پسر بحسن عسکری علیہم السلام این منصب عالی
مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظہور محمد مہدی این منصب معلق باشد

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ترجمہ اور چنگل مارو تم لوگ
ساتھ رسی خدا کے سب کے ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہین اور
حدیث اسکی فصل ۴۳ مین اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جسکا حاصل مطلب یہ ہے
کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتے ہین۔ ایک قرآن
دوسرے اہلبیت ہمارے کہ یہ خدا کی رسی ہین غرض یہہ تک یہ پندرہ آیتین متعلق
حضرت مولی مشکلکشا علی کے بیان ہوئین سو اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام
آیات قرآنی متعلق حضرت امیر کے جمع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہو جایگی

فصل ۸۰

آیات قرآنی متعلق خلفای ثلثہ کی کہ بعض اونمین سے در حقیقت بالتخصیص متعلق
اون لوگون کے نہین ہے۔

آیت ۱

سورۃ الفتح محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم
تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود
ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہین اور جو لوگ کہ ساتھ اوسکے ہین سو وہ لوگ سخت تر
ہین اوپر کافرون کے اور رحیم تر ہین آپسمین اور تو دیکھیگا اونکو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے

اور تلاش مین فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش مین اوسکی رضامندی کے اور اونکے چہرون مین موجود ہین آثار سجدہ کے ف تفسیر بیضاوی وغیرہ سے کچھ شان نزول اس آیت کی خاص کرکے بہ نسبت کسی صحابی کے پائی نہین جاتی اور صرف معنی اسقدر ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولخدا کے ہین اور جو لوگ کہ اونکے ساتھہ ہین سو اونکا طور یہ ہے کہ مخالفان دین اسلام کے ساتھہ سخت و شدید ہین اور باخود ہا مسلمانون پر رحیم ہین اور سجدہ اور عبادت مین لگے ہوے ہین اور اونکے چہرون پر آثار سجدہ کے نمایان ہین سو یہ ایک تصویر اصل مسلمان کامل کی ہے اور کچھ شک نہین ہے کہ تمام خلفاے ثلثہ وغیرہ جسقدر لوگ کہ ساتھہ حضرت رسولخدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب اسی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلط العام سنّیون کا محض ایک مغالطہ ہے جو عوام مین مشہور ہے کہ اس آیت سے نشان خلفاے اربعہ و حقیت ترتیب خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اوسکے جواب مین یہی شعر کہا جائیگا ؎

چہ خوش گفت ہست سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

یعنے یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اسواسطے کہ نشان اول اس آیت کا اگر بطرف حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جاے تو نسبت شدید المزاج ہونے کے اونکی طرف درست نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفت نرمی اور ملائم مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسیطرح پر نسبت رحیم المزاج ہونے کی بطرف حضرت عمر کے ایک بے وجود بات ہے اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشان سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرف حضرت عثمان کے منسوب کیا جاے تو پھر چوتھا نشان واسطے حضرت علی کے کہان ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کابل کے ہے کہ اسوقت تک یہ صفت وہابی وغیرہ مین موجود ہے
کہ غیر مذہب والون کے ساتھ بڑے سخت ہین اور آپسمین خوب موافق اور
ملایم ہین اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آپہونچا تو اوسیوقت شطرنجی اور گودڑی زمین
پر رکھ کر کے اپنے نماز مین مصروف ہو جاتے ہین اور اونکی پیشانیون پر گھٹا
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے —

آیت ۲

سورۃ التوبہ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول
کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جبوقت اسکو نکالا کافرون نے دو جان سے
جب دونون تھے غار مین جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے
ساتھ ہے ف یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کے ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے
غار مین چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا امر عظیم واقع ہوا کہ اسوقت تک جو دو آدمی
مین بڑی دوستی ہوتی ہے تو اون دونون کو کہتے ہین کہ یہ دونون آدمی آپسمین
بڑے یار غار ہین اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور
تسلی فرمانا حضرت رسولخدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اوس جزع وفزع
حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہین سو کچھ التفات ان باتون پر ضرور نہین ہے کے
خذ ما صفا ودع ما کدر مناسب ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرات
نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے امید کرنا فضول ہے ہان اگر اس غار مین جناب
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اونکا بطور جنگ احد
[illegible] کے [illegible] برابر حضرت رسول [illegible]

اس آیت کا متعلق حضرت ابوبکر کا ہونا حاشیہ مین بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت کا حوالہ شان نزول بہ نسبت حضرت علی کے بیان نہین کیا کہ سنیان بالطبع حضرت علیؑ کے نام سے گریزان ہین اور بیان آیات قرآنی مین نسبت خلفاے ثلثہ کے قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اسواسطے کہ ہمکو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر اطلاع نہین ہے کہ جو خاص کر کے شان مین خلفاے ثلثہ کے ہو مگر اسقدر کہ حدیث نمبر ۱۴ اور نمبر ۱۵ فصل ۷۵ سے اس رسالہ کے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصلیٰ کرنے مین مقام ابراہیم کے آیات قرآنی حسب راے حضرت عمر کے نازل ہوئی اور علاوہ اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱ مین فصل ۷۷ اس رسالہ کو حسب ذیل مذکور ہے - آیت ۱۴۵ سورۂ آل عمران پارہ ۴

لن تنالوا البر ان الذین تولوا یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا و لقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم

یعنی جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجین سو اونکو ڈگایا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد مین سواے حضرت علی اور ابودجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابوبکر وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اون سب صحابیان فراری کا معاف ہوا مگر یہ زیادتی سنیون کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری مین سے خلفاے ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہین حالانکہ بھاگنے والا کبھو لڑنے والے کے برابر نہین ہوسکتا ہے اور ذکر اوس ایک آیت کا بھی اسجگہ پر مناسب ہے

کہ جو حدیث نمبر ۹ مین فصل ۷۷ - اس رسالہ کے مذکور ہے کہ آیت ۱۳۱ - اور ۱۳۲ سورہ بقر کی حسب ذیل ہے فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون یعنی اگر ایمان لاوین وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو کہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق کہ راہ پائی اون لوگون نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سوائے اسکے نہین ہے کہ وے لوگ ایک پھوٹ مین ہین پس قریب ہے کہ کفایت کریگا تجھکو اون لوگون سے خدا اور وہ سنتا جانتا ہے رنگ پاؤ تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہین فقط اور غرض اس آیت کی ذکر سے اس مقام مین یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سر خون آلودہ اوپر لفظ فسیکفیکھم اللہ کے گرا اور کچھ شک نہین ہے کہ موافق اوس لفظ کے نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور طلحہ وغیرہ کے جنگ جمل وغیرہ مین ہزارون مسلمان مارے گئے -

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت دوازدہ امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آیندہ حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر خاص اس فصل مین یہ بات منظور ہے کہ خصائص سُنّی اور شیعی کے حق اللوم راست راست طور پر لکھے جائین کہ جس سے کچھ جدا گانہ حال اون دونون فرقون کا معلوم کیا جاوے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کسقدر حق

ہے اور وہ باتین حسب ذیل ہین -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو تحقیق بمشرب سنی ہے سو اسکی معنی یہ نہین ہین کہ
ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کرکے
اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ سنی اور شیعی دونون فرقون
مین بڑے بڑے اہل تحقیق ہوگئے ہین اور ابتک اہل کمال لوگ موجود
ہین کہ ہمکو ازروے علم اور فہم کے کچھ مناسبت اون لوگون سے نہین ہے
بلکہ معنی اس نام تحقیق کے صرف اسقدر ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے
تمام خبر دیے جاتے ہین کہ ہماری تحقیق اوس حد تک پہونچی ہے کہ جو اس
رسالہ مین لکھا گیا -

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ ادعا علم کا نہین ہے اور علم ہمکو کہان سے ہو سکتا ہے کہ
گویا تمام عمر ہماری تو دنیا طلبی مین گذری ہے مگر پریشان ضرور رہے کچھ حالات
متقدمین اور متاخرین اسکے نظر سے گذرے سو اوس سے بالیقین یہ بات
ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام مین یہ دونون امام عجب طرح سے علم دین اور
خداشناسی مین گوے سبقت لے گئے ہین اور اس بات کا ہمارے دل سے
پوچھا جاے کہ حضرت امیر علیہ السلام کو تمام عمر جو کی روٹی بر سلے ہوئی
اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہین کہ حضرت علی کے بیٹے
ہو ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اوسکے ساتھ شہد بھی لیا
پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اوسکا

کچھ حاجت شہد کی نہین ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی مہلت دو اور اوسی نماز مین اپنا کام تمام کرو چنانچہ
ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی
اوپر علم و فضل و تعلق باخدا اونکی ایک گواہ قوی ہی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
اسقدر علم اور فضل کے آدمی ہوے کہ حسب نخواے علماے امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام
اسدرجہ تک پہونچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہین یکے از
مستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہین اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام
سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است ع بیت
بدشمنان منشین حافظا تو لاکن * نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سے یہ مضمون مصرعہ
سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہوجاے ع مداح امامون کا ہی اور مرثیہ خوان ہے
اور شک نہین ہے کہ مضمون اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ يَصْعَدُ اِلَى السَّمَاۗءِ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ
خَيْرٌ مِّنْ صَلَاةٍ کا بہت درست ہی یعنی کلام پاک آسمان کو پہونچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر
خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال مین کچھ تالیف کتاب کی نہین کرتے ہین بلکہ
مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہین اور ایک بڑی حسرت
دل مین یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازدہ امام کی ہماری راستی سے ہو
تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگون کے روش پر ہو جائین سو صدا ہے
مصرع ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہین سو اوسی نمونہ
اعمال بھی درست ہوجائین —

سوم

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی کیا تھا مثلاً شادیات مین جولاہے و دُھنئے تک ہر فرقہ مسلمان مین نیاز کندوری ہمارے خاوند اور سیّدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے اور یہ رسم اسوقت تک سنیان خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہین ہوئی اور کبھو کسی کے گھر مین نیاز کندوری حضرت عائشہ کا نہین سُنا گیا اور اسیطرح فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان پنجتن پاک اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ بو علی قلندر اور توشہ شاہ عبد الحق اور نیاز گینی بڑے پیر کا اور اقسام نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلثہ کا نہین سُنا گیا اور سنیان خارجی کے گھرون مین بھی اب تک فاتحہ خلفائے ثلثہ کا جاری نہین ہوا ہے اور اسیطرح یہ ایک روزہ سوا پہر یا ۔ یادن بھر کا روزہ حضرت مولا مشکلکشا علی کا عورات مین جاری ہے اور عشرہ محرم مین رسم بدھی و ناڑا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و پیکہ اور پیک و بہشتی واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے و رسم روپیہ باندھنے کی واسطے امام ہشتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے اولاد و خلفاء ثلثہ کے نہین ہے اور ہمکو ان رسومات کے مشروع اور غیر مشروع ہونے مین کچھ گفتگو نہین ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے کہ ان رسومات سے بھی گرویدگے عام بطرف حضرات اہل بیت اور اولاد انکی پائی جاتی ہے ۔

چہارم

یہ کہ سنیوں کی طرف سے جو توہین اور تنقیص شان علی مین کوشش کیجاتی ہے سو ظاہرا یہی امر شاید باعث رواج تبرا کا شیعوں مین ہوا ہوگا اسواسطے کہ ہمسے چند معزز شیعوں نے کہا کہ اونکو تبرا خلفاے ثلثہ کا ناپسند ہے اور ہمارے جوش عقیدت کو دیکھکر کے یہ بات بھی کہی کہ اگر سنی مین اسطرح پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے اور ایک معزز شیعے نے ہمسے کہا کہ ابوبکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعی نے اپنے خط مین لکھا کہ وہ ابوبکر کو خارج از اسلام نہین سمجھتے ہین۔

پنجم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ مین سنیوں کی طرف سے پٹنہ مین بڑا اہتمام تھا کہ علم حضرت عباس کا نہین نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بحراست صاحبان مجسٹریٹان و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت سنیوں کی بلحاظ ناشروع ہونے کے نہین تھی کہ فعل شیعوں کا شروع یا ناشروع ہو تو اوسمین سنیوں کو کیا دخل ہے اور کمال تشنیع یہ ہوتا کہ اپنے گھر سے نکل کرکے اوس علم کا تماشا نہین دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہ تعصب کے تھی اسواسطے کہ اس ہولی گذشتہ مین یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم کا نکالا جاوے مگر بوجہ احتمال دنگہ و فساد کے انسداد اس امر لغو احداث کا از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سنیوں سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور شرکت ہندوؤن کی اور اوسمین ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ تعصب کے تھا یا نہین اور اس حالت کشاکشی مین شیعہ لوگ اگر تبرا و عام

کرین تو الزام اسکا خود سنیون پر ہوگا یا نہین۔

ششم

یہ کہ فریقین مین بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہو گذرے ہین جیسا کہ ائمہ اربعہ ابو حنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور ملّا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیون مین ہین تو اونکے مقابلہ مین بطرف شیعی کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب سید مرتضی و سید رضی دو برادران و شاگردان ملّا شیخ مفید علیہ الرحمہ کے اور ملّا بہاء الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاعر فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہین کہ ہمکو کچھ رتبہ اس بات کا نہین ہے کہ کچھ اندازہ لیاقت اور رفعت مرتبت علمائے فریقین کا کرسکین اور زمانہ حال مین بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی وغیرہ بطرف سنیون کے ہین تو مولانا سید دلدار علی صاحب وغیرہ بطرف شیعون کے دیکھے جاتے ہین اور اگر صواعق محرقہ و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ واسطے استحکام بنیاد و لسبت اہلسنت کی ہے تو صوارم و صمصام وغیرہ جواب مین اونکے موجود ہے پس ہم کیا کہسکتے ہین کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہمنے اپنی عمر بھر کی تلاش مین صرف اسیقدر سمجھا ہے کہ شیعے لوگ جسقدر عظمت اور بزرگی حضرت مولیٰ مشکلکشا علی علیہ السلام اور باقی دوازدہ امام کا اقرار کرتی ہین سو اس بات مین شیعی لوگ تمامتر حق پر ہین کہ حدیث مین وارد ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بھاری چھوڑے جاتی ہین ایک قرآن اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تا پہونچنے حوض کوثر تک اور حدیث مین ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عترت ہماری ایک رسی خدا کی ہے کہ جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی مین اون لوگون کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہین سو اوسکے مولا علی ہین مگر شیعے لوگ جو اصحاب ثلثہ رض کو خارج از اسلام سمجھتے ہین سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو صحابہ ثلثہ کو حضرت علی کے برابر یا اونسے بڑھکر کے قرار دیتے ہین سو نتیجہ اس بات کا سواے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا ہے اور ہم نہین سمجھ سکتے ہین کہ اصحاب یعنی حالی صحابی کے واسطے فرمایات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان —

ہفتم

اصل مذہب سنی کا جسطرح پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اوس سی سوا اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازدہ امام کے اور کچھ نہین ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہی کہ لقب امام جو در اصل دوازدہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور اونکے واسطے موزون بھی ہی سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کرکے ارزان بازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد کا اون لوگون پر کیا کافی نہین ہوتا مگر اس بندوبست سے بھی عظمت لقب امام دوازدہ امام کی کچھ کم نہین ہو سکتی ہے **بیت**

صد ہزاران اینچنین اشباہ بین — فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین

ہشتم

یہ کہ حال مین شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلواری نے جو تاریخ
۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۷۸ع کے انتقال کیا
سو بروز سوم اوسکے پسر اکبر شاہ صاحب کو جو دس گیارہ برس کی عمر مین
لوگون نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید کراکے بروز فاتحہ چہارم
کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق بھی معلوم ہوتا ہے مگر سنیون سے یہ بات
قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون ما لا تفعلون یعنے کسواسطے وہ بات کہتے ہو
کہ جو موافق اوسکے کام نہین کرتے ہو یعنی کسواسطے اس سجادہ نشینی مین حق
فرزندی کا لحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرشد اس قابل نہین تھا کہ
جو بطور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے یہ گدی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت
گدی پانے کی بقدر اس بچہ دہ یازدہ سالہ کے بھی نہین تھی مگر بات یہ ہے کہ
خاص ایک امر حق ہے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجاے سو ہر جگہ پر
وہ چشم پوشی نہین ہو سکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے
اور حضرت علی اگرچہ ظاہر مین خلیفہ بلا فصل نہین ہے مگر از روے حقیقت کے
حضرت علی ہی تمامتر جانشین بلا فصل حضرت نبی کے ہین — بیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ؛ ہوئی نعمت اوسکے وصی پر تمام

نہم ۹

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلثہ رض منظور ہے اور
یہ کہ خلفاے ثلثہ بھی اپنے اپنے طور پر اچھے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکلکشا علی ع
سے اونکو کچھ مقابلہ نہین ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیطرح پر خلفاے ثلثہ رض
کے مولی ہین کہ جسطرح پر حضرت نبی اون خلفاے ثلثہ رض کے مولی ہین پس ابتداے

تالیف مین اس رسالہ کے یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ سُنی لوگ بوجہ اظہار محبت با علی
اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفائے ثلثہ کے اس ہماری تحریر کو بنظر التفات نہین
دیکھینگے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیون کے درست بر آیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً
ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے آنکھین بند کرلین اور نوبت یہ پہونچی کہ سُنیان
ذی وجاہت کے سامنے نام بھی حضرت علیؑ کا ہم زبان پر بے تکلف نہین لا سکتے
ہین یعنی ہمکو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سُنی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہین
اگرچہ ظاہر مین کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہون مگر سنیان صوفی مشرب نے
بشوق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سُنیان
صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گھرون مین واسطے ہدایت
اولاد اپنے رکھینگے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی
مشرب البتہ محبان علی سے ہین اور قلم یہانتک پہونچا تھا کہ ایک خط مولوی
محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل منصفی سیوان ضلع سارن کا
جو کہ ایک سُنی اور لایق آدمی ہین تمامتر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر کے
پہونچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کی درست بر آئی کہ دنیا مین کوئی
چیز بغیر استثنا کے نہین ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم
سنیان سے ایک استثنا معلوم ہوتے ہین اور چونکہ یہ خط جوش محبت اہلبیت سے
معمور ہے اسواسطے اس جگہ پر بجنسہ بترک آداب والقاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے

نقل خط مولوی محی الدین صاحب

امروز بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل وکالت قیام دارم نزد منشی
سلطان حسین وکیل اینجا نسخہ حد تحقیق بمشرب سُنی تصنیف حضور والا دیدم
بلکہ نادیر اتفاق معائنہ آن شد - ہر چند با تمام نرسیدہ مگر آنچہ کہ دیدم از ابتدا تا اینجا

پسندیدم الحق درین کتاب انچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است
بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که بهمه جهت آماده تنقیص
مراتب مرتضوی اند و همین را بخیال خود جزو ایمان پنداشته ورقها بهجو روی خود
سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
درمیان قوم صادر کرده شد اہل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود در حقیقت بر
خلافت خلفاے ثلثه رضی الله عنهم با وجود موجود بودن احادیث خم غدیر وغیره
مایان را انکاری نیست لیکن از آن رد اعتقاد تنقیص شان جناب مرتضوی
اہلبیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیر
دربان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر
کلان مؤلف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الظلام و فضل صفدری
وغیره) اعتقاد خود به نسبت مفضول بودن جناب امیر بجمیع الوجوه از اصحاب ثلثه
ظاهر میکند و بقول دروغ گوئیم برروی تو میگوید که همین مسلک علمای و صوفیه
متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب
صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسمعیل سر حلقه طائفه خود را هم ندیده است که
محض لبغض مرتضوی حق بزبانش جاری شده و در باب هدایت ثانیه افاده
خود نمبر ا می نویسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل بر شیخین هم ثابت است
و این تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است
من قطبیت و غوثیت و ابدالیت و غیرها و این عطیه الهیه بمقابله آنست که
گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت نه بسته
اکثر سلاسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع

که اکثرے در اینها صاحب شہنہائے بلند مراتب ارجمند خواہند بود و موکب
مرتضوی را آن ابہت و جلال بجلوہ ظہور یا که تماشائیان آن مقام و نظارگیان
آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد شد لظہور ہمین مقام بر بعضے صوفیان
و خفای مقام شیخین رضی اللہ عنہ باعث آن گردیدہ که در تفضیل جناب شیخین رضی
تردد ی بہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہلسنت متزلزل شدہ اند پس این شہادت
مولوی محمد اسمعیل صاحب بی شبہہ قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاہری بذریعہ
اجماع بمقابلہ خلافت حقہ رتبہ ندارد چیرا نمیکہ آن ناصبی چہ خواہد گفت بحق صاحب
غیاث اللغات که سنی مذہب است و در کتاب غیاث اللغات صاف نوشتہ که
ثقیفہ بنی ساعدہ مکانے بود در عرب و در آن برائے مشورہ ہائے بیہودہ و باطلہ
قوم عرب جمع میشدند حالانکہ انعقاد خلافت ہم در آن مقام گردیدہ است و دران کسی را
انکارے نیست وچہ گوید در حق مولوی عبدالحق محدث دہلوی خود که در تکمیل الایمان نوشتہ
لیعنے از محمد حنیفہ کسی پرسیدند که سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چہ بود گفت
زاہد بود و زاہد را با دنیا و اہل دنیا مبالاتے نباشد شریف بود و شریف را پروای کس
نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کس نبود پس بتسلیم ہمان محدث گویا این خلافت ظاہری
باجماع دنیاداران قائم گردید در رسالہ مقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ تصنیفے شاہ
ولی اللہ صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد که صحابہ معصوم نبودند و ممکن که
از ایشان چیزے بوجود آمدہ که اگر از دیگران میشد موجب رد و قدح میگفت اما
ماموریم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان لقصدے را
مصلحتے از مصلحتہائے دینی واز مصلحت جز غرض استحفاظ معاویہ دیگر نیست حقیقت این است
کہ ہر کرا محبت جناب امیر و دیگر اہلبیت نیست بی شبہہ کافر ست بقول حافظ شیراز—

اشعار حافظ

انرا که دوستی علیؑ نیست کافر است	گو زاهد زمانه و گو شیخ راه باش
امروز زنده ام بولاے تو یا علیؑ	فردا بروح پاک امامان گواه باش
قبر امام هشتم سلطان دین رضاؑ	از جان ببوس و بر در آن بارگاه باش

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیرؑ عجیب رباعی گفته

رباعی

کفانی فضل مولانا علیؑ	وقوع الشک تبه انه الله

ترجمه کفایت کرتا ہے ہمکو درباره فضل علےؑ کے واقع ہونا شک کا اس بات کی وہ خدا ہے

ومات الشافعی ولیس یدری	علیؑ ربه ام ربه الله

ترجمه اور مر گئے شافعی وہ نہیں دریافت کیا کہ علیؑ رب اوسکے تھے یا کہ خدا تعالی رب اوسکا

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و جاے قول شافعی نیست رباعی

من مات علی حب آل محمد	فیمات شهید و ان سنیا

ترجمه جو شخص که مراد او پر حب آل محمد کے مراد اہلسنت وجماعت تصور ...

سابق بمقتضاے این قول — ه

ما قصه سکندر و دارا نخوانده ایم ؛ از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

هیچیک توجه بجانب جواب این فرقه دور از صواب نه نمود ند حالا بوجه یورش این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب دندان شکن است معلوم نه که جلد دیگر هم طبع شده یا نه هر دو جلد را مطالعه کردن میخواهم — غزلے کمترین در منقبت جناب امیر علیه السلام براے ملاحظه حسب ذیل از دیوان خود نقل کرده میشود —

غزل

بے تولاے علی دل را صفائے مشکل است — غیر مہر او بہ عرفان رہنمائی مشکل است

فتح باب علم احمد زان وصی مصطفےٰ — غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است

آن قسیم حوض کوثر حاکم باغ جنان — غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است

تا نہ سازی طوطیا از خاکپاے بوتراب — چشم ایمان را خود روشنائی مشکل است

گر نہ غارت از دل و جان والہ حیدر بود — کشف گردد بر دلش سر خدائے مشکل است

المدد اے بادشاہ ہل اتے جز فضل تو — رستن دلہا ز بند ما سوائے مشکل است

عمرہا ضائع شدا یدل گہ نکردی با نیاز — بر در آن شاہ مردان جبہہ سائے مشکل است

قوت از شاہ نجف باشد بحال لو تیتین — نفس روبہ را ز بس زور آزمائی مشکل است

اور حال شیعون کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان و شیعون کے پاس بلا تحریر خط کے ڈاک پر بھیجدیا اور جیساکہ قیاس تھا سنیون نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہین دی مگر شیعون نے بڑے تپاک سے خطوط لکھا اور دعائین دین کہ اونمین سے نام چند صاحبون کا بطور شکر گذاری اور بنظر یادگار کے اس مقام مین لکھا جاتا ہے ۔

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہمکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حشر ہمارا بزمرۂ شیعیان محبان علیؑ کے ہوگا ۔

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفر پور کہ رشتہ مین وہ ہمارے بزرگ

ہوتے ہین اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ حصہ تحقیق کا ہمسے طلب کیا

سوم

جناب نواب شعار الدولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد
کہ ایک بڑے لائق شخص ہین اور ہمکو از راہ عنایت بلقب صدر نشین محفل محققین
زیب و زین ارائکہ مدققین یکہ تاز معرکہ انصاف سالک مسالک خالی از اعوجاج
و اعتساف عارف روشنضمیر صاحبدل باتنویر کے یاد کرکے اپنے خط مین لکھا
کہ فی الواقع در مدح کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است
چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند و چہا داد انصاف دادہ
اند و لائق بفر لقیت اہل اسلام آن ست کہ اعتقاد بآن آرند و از اعتساف
گذشتہ طریقۂ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند
سعیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہین کہ جو ایک کتاب باسم
کتاب العجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرماکر کے پیشین گوئی
واقعہ کربلا کی کتاب اشعیا نبی متعلق توریت سے بہت طرح سے ثابت کی ہے
اور پانچ نسخہ اوسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبرپور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے
لائق شخص ہین اور اپنے خط مین براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا ہے الحاصل
آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتم و یقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ منصف مزاج اند بدولت
آنجناب ہدایت کافی یابند -

پنجم

جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اونکی کتاب

نمبر الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی ولیاقت علمی سے
فصاحت وبلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار واقوال فصحای عرب کے
ثابت کی ہے اور اپنے خط مین اس رسالہ حصار تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے
قرار دیتے ہین مگر ایک شکایت اونکو یہ ہے کہ اس کتاب مین بہت جگہ پر اختصار
ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

ششم

جناب سید شہامت علی صاحب ساکن موضع پالی ضلع پٹنہ کہ اونسے ہمکو سلسلہ قرابت کا ہے
اور وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ عالیجناب ذی ہنر در علم عربی وفارسی وانگریزی ملاحظہ
تواریخ کتب ہای صحیح ہر فرقون کے اصول مذہب کی کتابون کو کمال تامل و
غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونھین کتابون سے دلائل فضائل فضل وکرم و فضلیت
جناب امیر علیہ السلام کا ایک نسخہ عام فہم کمال توضیح وتشریح کے ساتھ تصنیف فرماکر
شائع فرمایا ہے۔

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل منصفی سیوان ضلع سارن خلف جناب منشی حشمت حسین صاحب
مرحوم کہ وہ اپنے خط مین لکھتے ہین کہ سبحان اللہ خاتمہ تحقیق وتدقیق فرمودہ عدالت
و تفسیر والی رابکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدق ائمہ معصومین باین اعتقاد واثق
جزاء خیر دہد ماشاء اللہ عجب اعتقاد و اخلاص با جناب امیر علیہ السلام وارند وبہ عجیب
عنوان باستدلال احادیث وآیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود را ذلیل و
خوار ساختہ اند بخدای لم یزل کہ بر حسن اعتقاد جناب اکثر محب اہل بیت راغبطہ میشود۔

ہشتم جناب سید مہدی حسین صاحب تخلص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ
وہ ہمارے ایک عزیز قریب ہین اور جناب موصوف نے خط مین ہمکو براہ عنایت بلقب سید

المومنین حق پسند و حق بین کے یاد کرکے لکھا کہ کار نمایان کردہ اند و بلا حجاب بمیدان عدالت در احدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف الیہ نی مادۂ تاریخ وصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھکر کے بہیجدیا۔ منقبت حیدر کرار کی نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط مین نسبت اس رسالہ حد تحقیق کے لکھتی ہین کہ ذو الفقار قاطع بدست محبان ائمہ اظہار افتاد۔

وہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بہاگلپور کہ نسبت اوصاف و بزرگی انکی اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ محمدہ سید الیش اس شخص کے ہی جو کہ انکے مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقوی و زہد سی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق بین بدست خاص اپنی لکہا ہی سو اشعار اُس قصیدہ کی حسب ذیل ہین

تشنہ کام ازلی یافت بکف ما معین
حق زہرا تو بدادی و علی را منصب
حد انصاف ہمین است کہ از رای تو شد
از ستم پردہ نکند بتنور خورشید
در کلک تو شد رہبر ہر گمراہی
حضرت جد تو خورسند و غلامان دلشاد
اصطلاحات حضوری سبب راحت جان
فخر دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوۃ
جد و ابای تو فی حق و بحق و با حق

آفرین باد بر ین عدل و بر ین علم یقین
اجر یا دات ز درگاہ خدا وند مبین
سنۂ خصم عیان شد ہمہ چون و چنین
کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار مبین
لیک شرطش بالست و بر حم وحت چنین
چشم امید برین است کہ آیندہ چنین
از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین
کہ مرا یاد نمودی بچنین گنج مکین
چونکہ تصنیف تو زیندہ بود چون تلقین
چون شدہ ایں است سرنخبت کر کہ چنین

دست دار دبدعا احمد مسکین شب و روز ؛ پنجتن بر تو مددگار و خدایار و معین

یازدہم جناب مولوی فقیر حسین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہین اور موصوف الیہ نے بہی چند اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق مین لکہکر کے بہیجدئیے

اشعار

ستایم ترا ای غریق ولا
زجام ولاے جناب امیر
نداری باہل خلاف آشتی
نہ پیروای عمر است و فی بکر و زید
گل از خار چیدی درین بوستان
رہ صاف گیرند اہل نظر
ز آلودگیہا بپرداختے
ولی کاندران نور حب علی است
بنازم بر انصاف آزادگان
کسی کو ید اللہ را دل دہد
چونامت وحید از بزرگان سید
عجب خندہ و قہقہہ شد بزور
خدایا کدام است ان روز عید

سرائیندۂ منقبت برملا
گرفتی می صاف خم غدیر
نشان ولا را برافراشتی
شدی اینک آزاد از بند و قید
کزان شد شگفتہ دل دوستان
کہ خذ ما صفا ہست دع ما کدر
مس قلب را کیمیا ساختے
دران ظلمت سایۂ غیر نیست
کہ ہستند بر آل دلدادگان
چرا دست بر دست غیری نہد
بتحقیق درین ہم شدی تو وحید
چو خواندیم تشبیہ جرمن سیلور
نشیند عظیم حزین با وحید

دوازدہم جناب ارتضی حسین صاحب بہاگلپور کہ ایک خط فارسے کمال جوش عنایت سی حسب ذیل لکہا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پیشنمار بھاگلپور کی بھیجی اور ایک طریقہ خاص
اُنکے امام باڑہ کا ہمکو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ
تمام عشرہ بھر شب روز ختم قران شریف کرتے ہین

نقل خط جناب ارتضی حسین صاحب بھاگلپور

متکی ارائکہ فضل و کمال متوسد وسادہ حشمت و اقبال وحید زمان فرید دوران دام مجدکم
وزاد اقبالکم و حشمتکم پس از الوف تحیات و صنوف اسلمہ مصادقت آیات و وفور اشواق
و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و تورث پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ در کانون سینۂ
الفت گنجینہ ہیچمدان بیتیم در صدف رلنون و مخزون و آتش مودت و محاب باہم اندر
مدخنہ فواد و مثل فولاد در کورہ حداد مجبول و محقون ہست منقار منطق مقصود وا
مینماید ولیہا بترانہ مدعامی کشاید درین آوان خجستہ توامان و زمان مسرت
اقتران کتاب مستطاب بالغت نصاب طعب بہ حد تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان
حق را بسر حد تحقیق میرساند و برای ناظرین نصفت قرین نقاب از عرائس مطالب
و کنوز دقائق بر داشتہ بہرہ تازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ بساحل مراد میگزراند
کہ بنا بر مراسم قدیمہ و مرابط دیرینہ آن گنج فوائد و خوان موائد باین مخلص بی ریا محب
باصدق و صفا ہدیۃ فرستادہ اند سرفراز نمود و سرور و حبور نا محصور بخشید در اوقات
مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطالعہ نمودم و شبہا در التقاط
لآلی تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر بزیر آوردہ گوہر مقصود بردا اشتم
و روزہا در خوض الفاظ و غوص لجہ معانی و حسن ملاحظہ مبانی و لطافت بیانی اش
در رفتہ حظی وافر و تہیج خاطر بہم رسانیدم و للہ الحمد علی ذلک و ہو یرشد الی احسن
المسالک حقا کہ دُرہا سفتہ اند و چندین عرائس مقاصد در ذیل بیان نہفتہ اند

وچگونه خار وخس شبهات باطله واوهام از حقیقت عاطله بدلائل واضحه وحجج
قاطعه برفته اند گلی است از ریاض تحقیق وسنبلی است از چمنستان تدقیق بحریست
مواج وفلکی است ذات ابراج آفتاب درآب وتاب وعلم ساطع برای سالک
راه صواب قمری است در صفا وزهره ایست در ضیا ریحانه ایست که
استشمامش دماغ ایمان را تقویت می نماید واز جواهر احادیث وآیات که در
شان ولایت مآب واهلبیت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند
که آویزگی گردن عروس دین را شاید واز طوطیای اخبار صداقت آثار
وفضائل عترت اطهار کحله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد
واز فولاد باب ادله محکمه مصیقله پرداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات
شیطانی وتخیلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم
وعلی ابصارهم غشاوة ودوستداران آل عبا سر بتسلیم خم کرده اند بارغبت ورضا
واما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند
وکتاب عجیب درقالب تحریر درآورده اند شکر الله سعیکم واحسن عنکم
مترقب از الطاف مرعیه واخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر
برای این اخلاص مند ودو تا نسخه بخدمت عالی جناب فضائل مآب وکمالات
انتساب مقدس القاب مولوی سید ضیاء الله صاحب بتیمانه دام ظله العالی
بدیه باقیمه مرحمت فرمایند واز قیمت آن اعلان بخشند وحقائق پناه دقائق کتنا
مولانا سید ضیاء الله صاحب ممدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند
مصحوب عریضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد مطبوع گشته
باصل کتاب ملحق کرده اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مهتمم البرٹ پریس

بھاگلپور خواستگار اند کہ اگر اجازت فرمایند این کتاب لاجواب را در مطبع مذکور طبع سازند و السلام خیر ختام ـ

نقل تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب

پیشنماز بھاگلپور بسم اللہ الرحمن الرحیم الذ کلام ینطق بہ اللسان واطرب بیان یتحرک لہ اطراف البنان وابھی درر یشنف بھا الاذان وازھر زھر تنشر فی اردان الاذھان واعلی مرقاۃ یعرج بھا الانسان من حضیض حظوظ النفس البھیمیۃ الی اوج العرفان واحسن مایترنم بہ العنادل علی روس الاغصان واحری مایعقد علیہ القلب فی الجنان ویجتنی بہ ازھار الجنان ویجتنب بہ النعم ویزاد بہ الکرم حمد المفضل المنعم باری النسم خالق اللوح والقلم الذی علم الانسان مالم یعلم وافضل الصلوۃ علی اشرف الموجودات علۃ وجود العالم واسطۃ خلقۃ آدم الصادع بالشریعۃ القائمۃ جعل ملتہ لسائر الملل عن ارتفاع ثری البقاء فاطمۃ عقمت بمثلہ ام الزمن لیس لہ صنو ولا نظیر ولا کفو ولا وزیر غیر ابن عمہ ابی الحسن فھو تلو ونبیتہ وزوج ابنتہ وابو ذریتہ والخلیفۃ علی امۃ سید العرب والعجم الامیر علی سائر الامم المنعوت علی لسان سید الابرار علی قسیم الجنۃ والنار کرار غیر فرار اعان النبی المختار حین اختار الاغیار الفرار ورکبوا العار والشنار علیہ وعلی سائر اصحاب الکساء وعترتہ النجباء المعصومین المیامین الغر حجج اللہ واحد العدد احد الی الامام الثانی عشر الغائب عن الابصار والحاضر فی الامصار الذی بیمنہ رزق الوری وبقایہ تثبت الارض والسماء ینتفع بہ کل الانام کاشراق الشمس تحت الغمام فیومن بہ

كل مؤمن الا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الى الخلاف وما
يضر بالشمس ان لا يريها الخفاش فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس
عن الهوى فان الجنة هى لماوى ومن بركات مولينا صاحب العصر
عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشكوة وجوده
ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين
والسحر الحلال والبحر الذى ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير
الغريب والتحرير الرشيق المسمى بجد التحقيق فهى دُرّة بيضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضى او كوكب درى وتحقيقات انيقه وابحاث رشيقة
كيف لا وهو من نتايج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب اقصاها عالى الكعب فى العلوم النقلية طويل
الباع فى الكمالات العقلية صاحب الفطنة الوقادة والقريحة النقادة سالك
مسالك اهل الحق والتحقيق محرز قصبات السبق فى مضمار التدقيق كلامه
مليح وبيانه فصيح ان اوجز اعجز ومتى اخترع خرع الفائق على الاتراب كاشف
طرق الحق والصواب جناب المولوى السيد وحيد الدين خان بهادر دامت
معاليه وبوركت ايامه ولياليه فامعنت فيها نظرى وجليت بها بصرى
فوجدتها موعظة شافية ولهداية من عميت قلوبهم كافية حرية
بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على وجنات
الحور دليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها كالدرر الغرر فى البهاء ومعانيها كازهار الورد فى الرونق والصفاء
فقلت متعجبا هذا البحر الرائق ونهر فائق حياضه اترعت للشاديين ورياضه تسر الناظرين

ففی کل لفظ منه روض من المنی ؛ وفی کل سطر منه عقد من الدر
عسی لم یوصف مثل الکتاب فی غایة المتانة والانصاف فی الاطراف
والاکناف روضة یرقص الطواویس علی اغصان معانیهما
یترنم الاطیار علی اشجار مبانیها فلا ادری اهی خیرات حسان ام الیاقوت
والمرجان لله در فارس هذا المیدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان
لمؤلفه طالعت منها حصة فوجدتها بحراً عمیقاً عرضه لا لمخبر او راقها تذری باوراق
الذهب وسطورها کشعاع شمس تسطر احسنت احسنت ایها الاخ فی الله فما
اذکی رائک الصائب وما اجود ذهنک الثاقب حیث شمرت عن ساق
الجد وغاص طبعک النقاد فی دأماء التحقیق علی تلک الجواهر الفرائد
شکر الله سعیک بالجزاء الاوفی وجعل الآخرة خیراً لک من الاولی
ونفع الله بها سائر المسلمین بحق محمد وآله المعصومین صلوات الله
علیهم اجمعین وعلیک باتمام هذا الکتاب فانه تذکرة لاولی الالباب
وعلیکم ایها الاخوان فی الدین ان لا تتخذوا شیئاً فریاً لانه متاع ثمین
والنظر وتلعین الانصاف ولا تجعلوه وراءکم ظهریاً لانه بضاعة
غالیة للحفظ قمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
هذا ما تیسر لقریحتی الجامدة وفکری الخامدة مع توزع البال
وتشتت الاحوال فی تقریظ هذا الکتاب ولو لم یبلغ المعشار
من اوصافها ومزایا مصلوراً وعلاً انا الجانی الاواه ضیاء الله اوتی
کتابه بیمناه حرر فی اوسط عشرات ربیع الاول واستخرجت تاریخها
هدایته الطریق باب الانصاف والتحقیق سنه ١٢٩٤ه هجری

ترجمه فارسی تقریظ یعنی ستایش مذکوره بالا لذیذترین کلام که زبان بآن
گویا شود و خوش آیندترین بیان که اطراف سر انگشتان برای آن بحرکت آید
و روشن ترین گوهرها که گوشهارا گوشوار باشد و تازه ترین شکوفها که
در آستین های ذهنها گسترده شود و بلندترین نردبان که انسان بدان از نشیب
خطوط نفس بهیمیه باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی که بلبلان بالای سر
شاخها بدان مترنم شوند و لائق ترین چیزے که بستگی قالب دل بدان باشد و
شگوفهای باغ بواسطه آن برچیده شود و نعمت از آن حاصل شود و کرم از آن
زیاده شود حمد کسی ست که نهایت فضل کننده و نعمت دهنده و پیدا کننده
یا ونسیمها و خالق لوح و قلم است آن کسیکه تعلیم انسان کرد بدان چیزیکه نمیدانست
و افضل درودها است بر اشرف موجودات که علت وجود عالم و واسطه خلقت
آدم است و بیان کننده شریعت قائمه است که ملت او باز دارنده است سائر
ملت ها را از شیر خوردن سینه بقا و آن کسی هست که مادر زمانه او مثل او دیگرے
نزائیده و نه اورا هیچ شاخیست و نه نظیر و نه کفو و نه وزیر غیر ابن عم او ابوالحسن
که او متصل بدینه او و شوهر دختر او و پدر نسل او و خلیفه بر امت او و سید عرب و عجم
امیر بر تمام امت ها که صفت کرده شده است بر زبان سید الابرار و آن علی ست
که تقسیم کننده جنت و دوزخ است و کرار غیر فرار ست که نبی مختار را اعانت کرد
وقتیکه فرار را اغیار اختیار کردند و عار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عباد
اولاد نجبا او که معصوم و مبارک اند و روشن ترجمهای خدای واحد الصمد تا امام
دوازدهم اند و آن امام دوازدهم غائب از نظرها و حاضر در شهرها ست که به برکت
او خلق روزی می یابد و به بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق از نفع

می یابد بشکل درخشیدن آفتاب زیرا ابر و ایمان می آرد باو هر مومن سوای آنکه از راه
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضر بآفتاب نیست اگر شپره آنرا
ندید و لیکن هر که بمقام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوس باز داشت
پس بتحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه
السلام هست خدا تعالی ظهور او جلد تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی های
چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه
متین و سحر حلال و این دریاییست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب
عجیب و تقریر غریب و تحریر درخشنده مسمی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریست
نهایت صاف نه که معجزه ایست روشن و جوهریست روشن کننده یا ستاره ایست
گوهروار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چرا نباشد که این کتاب از نتایج
افکار وحید العصر فرید الدهر است که باعلی مدارج فنون رسیده و باقصی مراتب
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و حسن صفا فطنت
روشن و طبیعت نقاد و رونده راه های اهل حق و تحقیق و گرد آرنده نیمهای پیش دستی
در میدان باریک بینی و کلام او ملیح و بیان او فصیح است که جاییکه اختصار کرد اعجاز
نمود و جاییکه امر نور را اختراع کرد دانه را ابر روی خاک بر آورد و طریق های
حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید وحید الدین خان بهادر مدارج
عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم
و نور بصر را از ان جلوه دادم پس آنرا نصیحتی شافی و برای هدایت کسانیکه
دلهای آنها نابیناست کافی و وافی است و لایق است باآنکه به ورق های بلور بزر
نوشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود دلیلی است واضح برای

کسیکه عدل و انصاف کنند زانکه انامرحق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این
کتاب مثل گوهرهای درخشنده است و رونق و معانی آن مثل شگوفهای
گلاب اند در رونق و صفا پس از روی تعجب پرسیدم که آیا این دریائیست
شفاف و نهریست فائق که حوضهای آن سیراب گرداند نوشندگان را و روشنهای
آن مسرور گرداند نظرکنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو
و در هر سطر آن سلکی از دُرها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشده در غایت
متانت است و انصاف در اطراف و اکناف این دیار و باغیست که طاوس‌ها
بر شاخهای معانی آن رقص میکنند و طائر آن بر درخت‌های اصول آن می سرایند
پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکیهای حسان ست یا که یاقوت و مرجان
وچه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای
احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کردم
پس یافتم آن را ایک بحر عمیق که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غالب
است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعاعی آفتاب است که سطر کرده شود
وچه خوب کار کرده ای برادر در راه خدا که چه خوب رای صائب تو ذکاوت
کرده است وچه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از ساق کوشش برچیده
وطبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت بربین جواهرهاے یکتا خداوند تعالی
سعی ترا با جزای وافی تر مشکور گرداند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید
وحق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آل معصومین او صلوة خدا
باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را اتمام کنی چرا که این کتاب
تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دیبی کہ این کتاب نہ ایک شئی نو ایجاد قیاس نہ کنید چرا کہ این کتاب سنائیست قیمتی
و نظر کنید دران بچشم انصاف و آنرا در رای پشت ہای خود نیندازید چرا کہ این بضاعت
گران قیمت است و لائق بحفاظت است و آخر دعای ما اینست کہ جمیع سپاس خدا را است
کہ رب العالمین است این است آنچہ طبیعت جامد من و فکر افسردہ من با وصف
تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچہ دہم حصہ او صاف
و رتبہ مقدار آن را نرسید و علو این کتاب ہمیشہ با دستم بندہ عاصی و امیدوار
رحم ضیار اقتدر کہ نامہ اعمال او بدست راست او باد مرقومہ اوسط عشرات
ربیع الاول ۱۲۹۵ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردہ م و
ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقیق ۱۲۹۵ ہجری

سیز دہم نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ کہ موصوف الیہ نی اپنی
خط مین بہ نسبت اس کتاب کی یہ رای دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور
راستبازی کی ہماری ہی اور لکھا ہی کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب
نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چہاردہم سید علی حسین صاحب مختار کار ساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کہ وہ
اپنے خط مین یہ بات لکھتی ہین کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جوار مین ایک شہرت
ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہی اور بعد اسکے چند سفیان صوفی
مشرب کا بھی ذکر مناسب ہی کہ جنہون نے بڑی تپاک سی اس کتاب کو قبول کیا
اول جناب سید امیر علیشاہ صاحب جاگیردار بودلہ ضلع آگرہ کہ جو ایک
بہت کریم النفس آدمی ہین اور انکی بھائی جناب سید مظفر علیشاہ صاحب
بھی ایک بزرگ شخص ہین دوم سید انور علیشاہ صاحب سجادہ نشین کہل گانون

ضلع بھاگلپور اور خاص شہر پٹنہ مین چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل خصوص بالذکر ہونگے ہین کہ قدردانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمای گرامی اُنکے بطور یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہین۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی مین کمال رکھتے ہین اور نہایت نادر روزگار ہین اور بہت سی کتابین مثل بستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہین

۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک خدمت کی توطن و پنشن اپنا پٹنہ مین قبول کیا ہی اور لیاقت انگریزی اور عربی و فارسی مین نادر روزگار اور مروت و خوبی مین بے مثل ہین اور شرف نسب عالی سیادت کا انکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہی اور بہ ہیئت مجموعی حسب و نسب کی کون انکا مقابل ہوسکتا ہی سوای برادر بزرگ انکی جناب مولوی سید اعظم الدین حسین خانصاحب بہادر مرحوم ستی اس ای کہ وہ ہمکو ایک چھوٹا بھائی اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہی کہ جناب سید زین الدین حسین خانصاحب بہادر کی اولاد بھی بہت لائق و شایستہ ہوئی اور عزیزی سید حسین صاحب پسر اکبر انکی بسرکار حیدرآباد کے ایک عہدہ جلیلہ پہ سرفراز ہین اور جناب عالی سرسالار جنگ بہادر کی بی جی ستی انکو بہت عزیز رکھتی ہین۔

۴ جناب نوروز علی خانصاحب متخلص یکتا خلف الصدق نواب امان علی خانصاحب مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہین۔

۵ جناب سید مظفر علیصاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی انکی قابل تقلید ہی۔

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتے ہین کہ مرد مومن سنی نباشد یعنی وہ سنی کہ جو معاوبہ شاہی ہو اور حال یہ ہر کہ ہر گاہ خود حضرت امیر علیہ السلام نی بمجبوری یا کسی طرحپر خلافت کو منظور کرتے تو ہمکو اُس خلافت مین کچھ کچھ گفتگو کرنی ضرور نہین ہر اور ضرور یہ بات مستنبط ہوتی ہر کہ اصل درجہ خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر مین کچھ زیادہ تر نہین تھا شعر

شعر بو علی قلندر رح

زال دنیار ا ازان ز دپشت پا ۞ تا نیاید در نگاہ اولیا

اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہر کہ خلافت دو طور پر ہر ایک خلافت کبری اور دوسری صغری اور اُس بڑی خلافت کبری مین حضرت علی اور اولاد انکی یعنی تمام دوازدہ امام جانشین پیغمبر خدا کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت صغری یعنی چھوٹی خلافت ظاہری وہ ہر کہ جو ابوبکر سی تیئس برس تک رہی پس اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جاوی تو سنیوں کو بیان فضائل حضرت امیر مین کچھ حاجت پیچ و تاب کہانیکی نہین ہر مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور رہی تو جب تک کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہین جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہین ہو سکتا ہر اور اسیواسطی سنی لوگ علاوہ خلافت پانیکی اس آفت و عذاب آخرت مین مبتلا ہو گئی موافق اُس مثل انگریزی کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا ہوتا ہر اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطی بند و بست اور بند چھند اُسکے چند امور قائم کئے گئے —

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ داخل کتب ... اگر ... یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبیؐ کے ابوبکر ہین اور بعد انکی

عمر اور بعد اُنکی عثمان اور بعد اُنکی علیؓ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفضیل الشیخین کا اصول دین مین سے قائم کیا گیا۔

دوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان ہو یعنی کچھہ مت بولو اور حضرت علی پر جو معاویہ نے لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو اور اصل غرض اس قاعدہ سے یہ ہی کہ جب معاویہ پر زبان روکی گئی تو اب آئیندہ خلفای ثلثہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھہ شک نہین کہ معاویہ ایک چور پھر سنیونکا ہی

سیوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود اصحابہ کو مت دیکھو ظاہر ہی کہ جب کچھہ حال نہین دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا لکھنے والے لکھ گئے ہین تو الزام اُن لکھنے والون پر ہوگا نہ پڑھنے والون

بہرحال بملاحظہ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامات انقسم تجزات حضرت امیر علیہ السلام کے علو مرتبت اُنکا کیا گھٹ سکتا ہی بیت

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور سنیون کو واجب ہی کہ ہماری شکر گذار اس بات کے ہون کہ ہم مقابلہ شیعون سے کچھہ بزرگی خلفای ثلثہ کی بلا مقابلہ اُنکے ساتھہ حضرت علی کے ثابت کیا چاہتے ہین مگر ہم کیا کہین کہ فضلیت صحابہ کو کون پوچھتا ہی کہ مجرد فضیلت بھی ثابت کرنی ہمکو بہت دشوار ہی کہ تمام عمارت عالی شان سنیون کی بنظر انواع کتب ہای تفسیر و حدیث و کتب فقہ وغیرہ کے اگرچہ کسیقدر بلند ہو مگر اصل بنیاد اسکی تمامتر بالو پر ہی اور سنیون کو البتہ ایک بات پر نازش ہوسکتی ہی کہ اولیا راللہ اسی طریقہ سنیون مین ہین مگر در اصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہی اسواسطے کہ تمام اولیا ر اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونے

حضرت امیر علیہ السلام کی ہے اور کسی کو اعتقاد افضلیت کسی صحابہ کا نہیں ہے اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہین اور مناقب مرتضوی ملا کشفی مین یہ بات خوب لکھی ہے کہ عداوت اصحاب ثلثہ کی رفض ہے نہ محبت علی کی بیت

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی ✽ پس خدا و مصطفےٰ جبریل باشد رافضی

اور تعصب سنیان زمانہ کا اس درجہ تک پہونچا کہ بعض تحریر مین و الصلوۃ علے محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر مین اللہم صل علی محمد و الہ و اصحابہ و اہل بیتہ دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس اولٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہین مگر اس بات سی غافل ہین کہ خود اپنی نماز پنجگانہ مین درود حسب ذیل پڑہتی ہین

اللھم صل علے محمد و علے ال محمد کما صلیت علے ابراھیم و علے ال ابراھیم انک حمید مجید و بارک وسلم علے محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید

اور یہ اہتمام تو ایجاد تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہے کہ سنیان زمانہ کی نظر مین آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہین ہے اور

رباعی حضرت سعدی کی

بلغ العلےٰ بکمالہ	کشف الدجےٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ و آلہ

گویا کچھ وزن نہین رکھتی ہے اعوذ باللہ من ذلک ؎

ہوا ایمان سی ظاہر کمال رسول	کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

شعر حافظ

نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار ؎ بدشمنان منشین حافظا تولا کن

اور بملاحظہ حال تعصب بنیان خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جیسے مزہ حکومت شام و امید حکومت ری کا انہون کے دلونمین ابتک سمایا ہوا ہی اور اگر وہ وقت ملی تو پھر وہی تماشا استحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا رواج اسی سلسلے کا کہ جو بجای اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہی دکھلادیا جاوی اور اس جگہ پر قول لارڈ بیکن کا خوب برجستہ ہی کہ رگ وہی ہی مگر وہ خون نہین ہی اور حال مین ایک سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق مین وہی پرانی باتین ہین اور کوئی نئی بات نہین ہی بجواب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی مین ماقبل بارہ سو برس کی ہم نئی بات کہانسی پیدا کرسکتی ہین ورنہ ایجاد کسی امر نو کی ہمکو منظور ہی تب ان سنی صاحب نے کہا کہ مشکوۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہین ہی اور اسکی جواب مین ہمنی کہا کہ مشکوۃ المصابیح مین حدیثین بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہین اگر آپ کو شک ہی تو ان کتابونسی مقابلہ کر لیجئے اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے روایت کرنی ہمکو کچھ دشوار ہی کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم مع شرح نووی اور سنن ابوداؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہی مگر ہمنی دیکھا کہ اگرچہ سنی صاحب موصوف کچھ ڈھیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے مگر تمامتر استیصال آنکی تعصب کا ہمسے نہین ہو سکا انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی ای رسول ہدایت نہین کرتا ہی جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہی جسکو وہ چاہے۔

فصل ۱۸۴

اس فصل مین احادیث مشکوۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولخدا کے مذکور ہوتے ہین اور شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی
عنوان شرح مین باب وفاۃ النبیؐ کی چند باتین لکھتے ہین۔
اول یہ کہ حضرت رسول خدا کو صداع یعنے درد سر اواخر ماہ صفر مین ہو کرکے
رات دو رات رہا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول
مین تھا اور ابن جوزی نے لکھا ہی کہ ابتدای مرض شہر صفر مین ہو کرکے دو رات
رہا تھا اور وفات آپ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی رای ہی کہ ابتدائے
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تھا اور وفات آپ کا بروز دوشنبہ دوم ربیع الاول
کی ہوا اس حساب سی کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بتاریخ ۳ رمضان کی
ہی اور لوگون کو اس بات پر اتفاق ہی کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خدا کے
بقدر چھ مہینے کے تھی فقط غرض ہرگاہ تاریخ وفات مین ایک ایسی بڑی سردار
کونین کے اسقدر اختلاف ہی تو دوسرے اختلافات امورات جزوی سے
کیا حد ہو سکتی ہی یہانتک کہ نماز پنج وقتی بھی بلا اختلاف نہین ہی اور اصل بات
یہ معلوم ہوتی ہی کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام لکھنے پڑھنے کا
نہین تھا پس بعد مرور عرصہ کے روایت ہر شخص کی بہ بنیاد وخیال خود ہر شخص کی ہی
دوم یہ کہ حضرت رسول نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آو ایک شانہ
بکری کا یا ایک تختہ تاکہ لکھون مین ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور جب عبد الرحمن
ابن عوف اٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہین ہے
خدا اور مسلمانان اس بات سی فرق رہین کہ بہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کرین
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براہ تعصب سنیت کے ہے اسواسطے
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہی کہ اس حالت مین

خلافت ابوبکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوئی ہی اور یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا
صرف ایک اس بات سی ہی ظاہر ہی کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم
کتاب اللہ کی اور شور و غوغا ہونے کو درمیان اصحابون کے اور ارشاد حضرت
رسول کو کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہین
اور ظاہر ہی کہ حدیث مندرجہ فصل ۶ ھ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب ذیل ہی
قال سمعت عایشة وسالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلفہ
قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدة الجراح
یعنی کہا اُس ابن ابی ملیکہ نے کہ سُنا مین نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمنی اُس سے
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تہا کہ اُسکو خلیفہ بناتی
تب عائشہ نے کہا کہ ابو بکر تب پوچہا گیا کہ بعد ابوبکر کے کون تب عائشہ نے
کہا کہ عمر تب پوچہا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح بس
اس حدیث سی تمامتر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہین
بنایا تہا اور ہرگاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت
مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تہا تو یہ بیان
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض مین واسطی لکہنی خلافت ابوبکر کے منشا نہ بکری کا مانگا
تہا صریح لغو و باطل ہی اور کچہ شک نہین کہ اگر سنیون کا بس چلے تو خلافت ابوبکر کو
ازروے نص کے ہی بنا دین اور رسوائی اسکی شرح مین حدیث ابن ملیکہ کے
خود شاہ صاحب لکہتی ہین کہ وقت خلافت پانیکی حضرت ابوبکر نے کہا کہ ہمکو خلافت
سی کیا علاقہ ہی کہ یہ خلافت حق علیؑ اور عمر اور ابوعبیدہ کا ہی پس اگر فی الواقع
حضرت رسول خدا نام حضرت ابوبکر کا زبان پر لاسے ہوتے تو حضرت ابوبکر یہ

معذرت و انکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر و ابو عبیدہ کا ہی محض براہ سرسری و حق بر زبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر نی تو آخر خلافت مین اپنے کچھہ حضرت علی کو یاد نہین کرکے خاص حضرت عمر کو لقاعدہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کی خلیفہ بنایا ہین گاہ اُن لوگونکی قول و فعل کا یہ حال ہے تو تفضیلت اُنکی بحیلۂ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہوسکتی ہی سوم یہ کہنا کہ مرض رسول خدا مین سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت ابوبکر نے انجام دی سو اس بات مین کچھہ عذر نہین ہوسکتا ہی مگر یہ امر قابل ذکر کرنے کے ہی کہ امامت معمولی نماز کی کچھہ دلیل افضلیت کسی شخص کے نہیں ہوسکتی ہی اسواسطی کہ حدیث مندرجہ فصل نمبر ۱۲ اسی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون با موسی ٰ کر دیکے واسطے خبرگیری اہل و عیال کے خلیفہ بنایا تہا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تہی حالانکہ خود سُنی لوگ بہی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر کچھہ تفضیل نہین دیتے ہین پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھہ دلیل فضلیت کی نہین ہوسکتی ہی بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ امامت نماز کی بطور موذنی بلال کے ایک عہدہ خاص ہی کہ جسمین کچھہ افضلیت شرط نہین ہے۔

چہارم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ قریب موت کو پہچانتے ہین اور ہم ڈرتے ہین کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو چاہتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کرین اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمکو دین تو لوگ

ہرگز نہین ہونے دینگے سواسواسطے ہم ہرگز خلافت طلب نکرینگے تواس سے
حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہی کہ باعتقاد حضرت علی کے یہ بات تہی
کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض مین اپنی خلافت دیتے تو باوجود
اسکے بہی خلافت علی کو نہین ملتی پس ہرگاہ یہ حال تہا تو ٹالدینا وصیت خم غدیر کا
عین قرین قیاس ہی اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہانتک تہا کہ ایک حدیث اسکی
فصل نمبر ۳۹ مین مذکور ہی کہ حضرت عباس آمی حضرت رسول خدا کے پاس شکایت
کرتے ہوے کہ درمیان ہملوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہی کہ جب قریش
آپسمین ملتے ہین تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہین اور جب ہملوگ ہاشمیون سے
ملتے ہین تو دوسرے چہرونسے ملتی ہین کہ اسپر حضرت رسول خدا غضب آلودہ
ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہوگیا پس جب یہ حال تہا تو انتظار مشورہ
حضرت علی کا جو کفن و دفن مین حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا
اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمام تر ظاہر ہی کہ باوصف اس بات کی
کہ حضرت ابو بکر نے حق علی و عمر و ابو عبیدہ کا اقرار کیا تہا اور نام حضرت علی کا اول
لیا تہا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال
اپنی نام چہہ شخصون کا لیکر کے کہا تہا کہ تین روز مین مشورہ کرکے ایک شخص کو ان
چہہ شخصون مین سے خلیفہ بنایا جاے سو اس مرتبہ بہی نام حضرت علی کا مقدم
اور نام عثمان سے بالاتر تہا مگر ایک روز مین مشورہ طی کرکے حضرت عثمان خلیفہ
بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقا خلیفہ قرار دے گئے
تو یہ امر اسقدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل و صفین سے مطلق فرصت
نہین دیگئی اور آخر واقعہ کربلا مین خوب اچہی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا انہین مارے تو کون مار سکتا ہو یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعاء اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کے بڑی برکت اس نسل مبارک مین ہوئی پنجم یہ کہ کتاب شواہد النبوت مین ہو کہ حضرت علی سے لوگون نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہو حضرت علیؑ نے کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے مین پانی غسل کا جو اپ کی پلکون مین جمع ہو گیا تہا سو اُسکو ہمنے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہین کہ یہ قوت فہم اور حافظہ کی یہ برکت اُسی پانی سکے ہو مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علی کے جو کچھ ہون مگر خاص امر خلافت مین وہ سب فضائل حسب اصول سنیون کے بیکار ہین بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہین۔

حدیث نمبر ا عن البراء قال اول من قدم علینا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم فجعلا یقرأننا القران ثم جاء عمار و بلال و سعید ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ و الہ و سلم فما رائت اھل المدینۃ فرحوا بشیء فرحھم بہ حتی رایت الولائد والصبیان یقولون ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قد جاء حتی قرأنا سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلھا من المفصل رواہ البخاری **ترجمہ** روایت ہو براء ابن عازب انصاری سی کہا اُس براء نی کہ اول اُن لوگون کے جو ہملوگ کے پاس آئے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمیر اور ابن مکتوم ہین پس پڑہانی لگے وہ دونون ہم لوگون کو قرآن تب آئی عمار ابن یاسر اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد آئی عمر ابن الخطاب بشمول بیس اصحاب نبی کے تب آئی خود نبی ص پس نہین دیکہا ہمنی اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہوئے

ساتھ کسی شے کے مثل اُس خوشی کے یہانتک کہ دیکھا ہمنی لڑکیون کو اور
لڑکون کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہین کہ آے ہین پس نہین پہونچی تھے
وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکی تھے سبح اسم ربک الاعلی کی صورت کو
مع چند سورتین مثل اُسکی زیادہ مفصل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
اس حدیث مین کچھ حاجت زیادہ رای دینے کی نہین ہی مگر اسقدر کہ اس
حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مدینہ مین پہونچنی تک حضرت عمر جو بیس صحابیونکے
شمول مین مدینہ پہونچے تھے کوئی خاص وممتاز تر صحابیون مین سے نہین تھے
برخلاف حضرت علی کے کہ اُنکا مخصوص وممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک
آب وتاب سی ہی کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ مین پیدا ہوئے اور پیدا ہوکر کے
اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبی مین پرورش
پاکر نو برس کی عمر مین اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدا نے حضرت کو اپنے
فرش پر سُلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر
لوگ حضرت علی کو حضرت نبی سمجھین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علیؑ کو ملا اور
جنگ اُحد مین سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علیؑ لڑتے رہے اور
آخر کار غسل وکفن ودفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے
انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہین ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق
توجہ والتفات بطرف خلافت کے نہین کیا۔

حدیث نمبر۲ وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ واٰلہ
وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبداً اخیرہ اللہ بین ان یوتیہ من زھرۃ
الدنیا ما شاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابو بکر قال فدیناك

بآبائنا وامهاتنا فعجبنا فقال الناس انظروا الی هذا الشیخ یخبر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن عبد خیره الله تعالی بین ان یوتیه وامهاتنا فکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا متفق علیه

ترجمہ اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہ تحقیقکہ رسول خدا بیٹھے اوپر منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیقکہ ایک بندہ ہی کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہی پس اختیار کیا اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روے ابوبکر اور کہا فدا ہوں ہماری باپ اور ماں آپ پر پس ہم لوگوں کو تعجب ہوا اس بات پر اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڈہے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہیں ایک بندہ کی کہ اسکو خدا تعالی نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ دے اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے اور بڈہا کہہ رہا ہی فدا ہوں ہملوگوں کے باپ اور ماں آپ پر پس تھے خود رسول خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابوبکر عالم تر ہملوگوں کے متفق علیہ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ حضرت ابوبکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کے تھے

حدیث نمبر ۳ وعن عقبة بن عامر قال صلی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال انی بین ایدیکم فرط وانا علیکم شهید وان موعدکم الحوض وانی لانظر الیه وانا فی مقامی هذا وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیها وزاد بعضهم فتقتتلوا فتهلکوا کما هلک من کان قبلکم

ترجمہ اور روایت ہو عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی پڑہی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُحد کے آٹھ برس کے بعد مثل اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑہے حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ مین تم لوگون مین فرط ہون یعنے آگی جانیوالا ہون اور مین تم لوگون کا گواہ ہون اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگون کا وہ حوض کوثر ہی اور مین دیکھ رہا ہون اُس حوض کوثر کو حالانکہ مین اسی جگہ پر ہون اور تحقیقکہ کنجیان خزانہ ہای زمین کی مجکو دی گئین اور تحقیق کہ مجکو نہین خوف ہی تم لوگون سے کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میرے ولاکن مین خوف رکہتا ہون تم لوگون پر بابت دنیا کے کہ رغبت کروگے تم لوگ اوس دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض اُن راویون نے کہ قتال کروگے تم لوگ آپسمین پس ہلاک کروگے تم لوگ جیساکہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے تہی متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیان کے خوب واقف تہی کہ جیساکہ آپ نی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کروگے لیکن رغبت طرف دنیا کی کروگے اور جنگ وجدال کروگے اور ہلاک ہوگے سو ویسا ہی ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہین کیا مگر بعد انتقال فرمانے حضرت رسول خدا کے چند صحابی لوگون نے وصیت خم غدیر کو نسبت حضرت علی کے ٹال ٹول کر کے حضرت ابوبکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ تو کمر باندہ کر کے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور یزید بطمع خلافت کے روادار خونریزی حضرت امام حسین شہید کربلا کا ہوا اور بعد اُسکی تا زمانہ سلطنت عباسیونکی برابر یہ سادات کشی جاری رہی

در خلافت ثلثہ تک ہمکو منظور ہی کہ خود ہمارے خاوند حضرت علی نی طوعاً و کرہاً منظور کیا اور ہم دیکھتی ہین کہ زمانہ خلافت ثلثہ تک قوت دین اسلام کو بہت تھی

حدیث تمیرہم وعن عایشۃ قالت ان من نعم اللہ علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری وان اللہ جمع بین ریقی وریقہ عند موتہ دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر وبیدہ السواک وانا مسندۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرایتہ ینظر الیہ وعرفت انہ یحب السواک فقلت اٰخذہ لک فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ وقلت الینہ فاشار براسہ ان نعم فلینتہ فامرہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہما وجہہ یقول لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات ثم نصب یدہ فجعل یقول فی الرفیق الاعلی اخترت الرفیق الاعلی حتی قبض ومالت یدہ رواہ البخاری سے ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سی کہا اُسنی کہ احسانات خدا سی مجھپر بات ہی کہ حضرت رسول مری میری گھر مین اور میری باری کی دن مین اور درمیان سینہ و گردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا نی جمع کیا درمیان آب دہن میرے اور آب دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول کی اور عبد الرحمن ابن ابو بکر یعنی برادر عائشہ کے آی میری پاس اور ہاتھ مین اُنکے اک مسواک تہا اور ہم تکیہ دئے ہوئے تھے رسول خدا کو تب دیکھا ہمنے اُس رسول کو نظر کرتے ہوے بطرف اُس مسواک کے اور معلوم کیا ہمنی کہ وہ رسول چاہتے ہین اُس مسواک کو پس پوچہا ہمنی کیا لی لون مین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول نی اپنی سر سی کہ ہان تب وہ مسواک ہمنی اُس عبد الرحمن سے لیکر کے حضرت رسول کو دیا تب گران گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

ہمنے کہا کہ ہم ملائم کردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول نے اپنے سر سے کہ ہان تب ملائم کر دیا ہمنے اُس مسواک کو تب پھیرا آنحضرت نے اُس مسواک کو دانتون پر اور سامنے آنحضرت کے ایک کوزہ تھا کہ اُسمین پانی تھا تب آنحضرت دونو ہاتھ اپنے اُس پانی مین داخل کرنے لگے اور منھ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات یعنی نہین کوئی معبود ہو مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہی سکرات تب اُٹھایا آنحضرت نے اپنے ہاتھ کو اور فرمانے لگے ہمکو رفیق اعلے آمین داخل کر کہ اختیار کیا ہمنے درجۂ رفیق اعلے کو یہانتک کہ قبض روح ہوا آپ کا اور ڈھلک گیا ہاتھ اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط

حدیث نمبر ۴ وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرۃ وکان فی شکواہ الذی قبض اخذتہ بحۃ شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین فعلمت انہ خیر متفق علیہ ترجمہ روایت ہو اُس عائشہ سے کہ کہا اُس عائشہ نے کہ سنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ نہین کوئی نبی بیمار ہوا مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری مین کہ قبض روح انکا ہوا اور ایک کھانسی انکو سخت آئی تب سنا ہمنے اُس رسول کو کہتے ہوئے ہمنے احسان کیا ساتھ اُن لوگونکی کہ جو احسان کیا تو نے ان لوگونپر از قسم انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے پس جانا مین نے اس بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ فقط

حدیث نمبر ۱۵ وعن انس قال لما ثقل النبی صلے اللہ علیہ وسلم جعل یتغشاہ

الكرب فقالت فاطمة واكرب اباه فقال لها ليس على ابيك الكرب بعد اليوم فلما مات قالت يا ابتاه اجاب ربا دعاه يا ابتاه من جنة الفردوس ماواه يا ابتاه الى جبرئيل ننعاه فلما دفن قالت فاطمة يا انس اطابت انفسكم ان تحثوا على رسول الله صلى الله عليه واله وسلم التراب رواه البخاري

ترجمہ اور روایت ہی انس سے کہ کہا اسنے کہ جب بھاری ہوئی بیماری حضرت رسول خدا کی تو بسبب سختی درد کے اپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا فاطمہ نے کہا سختی باپ کی ہی تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہیں ہی اوپر تیرے باپ کے کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب کہا فاطمہ نے اے باپ میرے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ جو بلایا اوسنی او باپ میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اسکی جاے ہی او باپ میرے کہ جبرئیل کو خبر موت کی اسکے ہم بھیجتے ہین پس جب دفن کئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے کہا اے انس آیا اچھا لگا تم لوگون کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر پیغمبر خدا کے روایت کی اسکو بخاری نے ہا اس حدیث سے جو تعلق باخود باپ اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہی سو کیا بیان اسکا کیا جاوے اور کیا ہم کہہ سکتی ہین کہ کس قسم کا تعلق ان لوگون کو ساتھ خداوند تعالی اور آخرت کی تہا اور حضرت فاطمہ کا یہ فرمانا کہ کیا تم لوگون کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بی وجہ نہیں تہا بلکہ صاف بات یہ ہی کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قرائن حالات صحابیان سے خوب معلوم تہا کہ یہ لوگ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہی کہ کسی نے بیٹا بیٹی نے ایسا رنج اپنے باپ کے مرنے کا نہیں کیا ہوگا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا سے حضرت فاطمہ ہمیشہ تک تا انتقال اپنے روتی رہین اور کبھو تبسم تک نہین کیا

اور رنگ زمانہ کا جو بعد انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابے قریشی نے ماتم پرسی بھی اُس معصومہ کی نہین کی سو شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہی

صبت علی مصائب لو انہا ۞ صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی گرین مجھپر وہ مصیبتین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر گذرتی تو وہ سب رات ہوجاتے اور اصل یہ ہی کہ جب یہ شعر ہمنی شرح ملا جامی مین پڑہتا تہا تو اسوقت مطلب اس شعر کا ہمنے بخوبی نہین سمجہا تہا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجہا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرسان کئے گئے تو حقیقتاً یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت درست ہی اور یہ شعر بہی حسب حال ہی شعر

ہونیکو تو ای مجری کیا کیا نہین ہوتا ۞ جو ظلم ہوا شاہ یہ ایسا نہین ہوتا

حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینة لعبت الحبشة بحرابهم فرحا لقدومه رواہ ابوداؤد وفی روایة الدارمی قال ما رأیت یوما قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما رایت یوما اقبح ولا اظلم من یوم مات فیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی روایة الترمذی قال انس لما کان الذی دخل فیه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینة اضاء منها کل شیء فلما کان الذی مات فیه اظلم منها کل شیء وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنه حتی انکرنا قلوبنا ترجمہ روایت ہی انس سے کہا اُنہی کہ جب آئی حضرت رسول اللہ مدینہ کو کہیل مچایا حبشیون نے ساتھ چہڑیون اپنی کی از روی خوشی کی بابت آنی اس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابوداؤد نے اور روایت مین دارمی کے

کہ کہا اُس انس نے کہ نہین دیکہا ہمنی کوی دن اب تک جو حسین تر ہو اور
نہ روشن تر ہو اُس دن سے کہ جسدن داخل ہوے ہملوگونکی پاس رسولخدا
اور نہین دیکہا ہمنے کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ
جسمین مرے رسول خدا اور روایت ترمذی مین ہی کہ کہا انس نے کہ
جب وہ روز تہا کہ داخل ہوے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تہی مدینہ
کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جس دن مرے رسول خدا تو تاریک
تہی مدینہ کے ہر چیز اور نہین اُٹھایا ہملوگون نے اپنے ہاتہون کو خاک سی
درحالیکہ ہملوگ اُسکے دفن مین تہے یہانتک کہ انکار کیا ہملوگون نے
دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگون کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بہی خبر نہ تھی
حدیث نمبر ۸ وعن عایشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلے اللہ علیہ الہ وسلم شیئا
قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ
ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح
ہوا حضرت رسول خدا کا تو لوگون نے اختلاف کیا دفن مین اوس
رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سُنی مین نے رسول خدا سی ایک چیز کہ کہا
اُس رسول خدا نے کہ نہین قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس
جگہ مین کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ
موضع خوابگاہ اُسکے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہرا یہ حدیث
عائشہ کی بنظر کسی مصلحت کی صریح موضوع وساختہ معلوم ہوی ہی اسوسطی
کہ توریت سے دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال مین ظاہر نہین ہوتا ہی بلکہ ایسا

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہوتا ہی اور
یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ مین حضرت عائشہ کو بہت
کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بعذر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف
وعدہ سابق کے قریب روضہ نبوی سے دفن ہونے نہین دیا
حدیث نمبر ۹ عن عایشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول وھو
صحیح انہ لن یقبض نبی حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عایشۃ فلما نزل
بہ وراسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللھم الرفیق
الاعلی قلت اذن لا یختارنا و قالت وعرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا بہ وھو
صحیح فی قولہ انہ لم یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت
عایشۃ فکان اخر کلمۃ تکلم بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ
ترجمہ روایت ہی عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتے تھے درحالت صحت
کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہین ہوا بغیر اس بات کے کہ دیکھا پنجا ہی
اُسکو نسبت گاہ اُسکی جنت مین تب اختیار دیا جاتا ہی اُس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ جب اُترے ملک الموت درحالیکہ سر اُس رسول کا ہماری
ران پر تھا تب بیہوشی ہوئی اُس رسول کو پھر افاقہ ہوا اُسکو تب متعین
کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی ٹکٹکی لگائی چھت کیطرف اور
اُسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا ہمنی رفیق اعلی
یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ہین کہ ہمنی یہ بات کہی کہ اب اسوقت مین
حضرت رسول نہین اختیار کرتے ہین ہم لوگون کو اور عائشہ نی کہا کہ ہمنی
معلوم کیا اُس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتے تھے

اپنی قول مین کہ نہین قبض روح ہوا کسی نبی کا ابتک بغیرا سکے کہ دکھلائیجائے نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اُس نبی کو کہا عائشہ نے کہ قول اُس نبیؐ کا اللھم الرفیق الاعلے آخر کلمہ تھا جو بات کی حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے۔

حدیث نمبر ۱۰ و منہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول فے مرضہ الذی مات فیہ یا عایشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر وھذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذالک السم رواہ البخاری

ترجمہ اور روایت ہے اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ فرماتے تھے اپنے مرض الموت مین کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا ہون درد کو اُس طعام زہر آلود کے جو کہ کہا تھا مین نے خیبر مین اور یہ وہ وقت ہے کہ جو پایا مین نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت کی اُسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۱۱ وعن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی البیت رجال فیھم عمر ابن الخطاب قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبین ان یکتب

اللهم فذلك الكتاب لاختلافهم ولغطهم وفی روایة سلیمان بن ابی مسلم الاحول
قال ابن عباس یوم الخمیس ثم بکی حتی بلّ دمعه الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس
قال اشتد برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وجعه فقال ایتونی بکتف اکتب لکم
کتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانه اهجر
استفهموه فذهبوا یردون علیه فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیه خیر مما
تدعوننی الیه فامرهم بثلث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرة العرب واجیزوا الوفد
بنحو ما کنت اجیزهم وسکت عن الثالثة او قال فنسیتها قال سفیان
هذا من قول سلیمان متفق علیه ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ
کہا اُسنے کہ جب وقت احتضار پہونچا حضرت رسول خدا کو اور گھر میں مرد لوگ تھے کہ اُسمیں عمر ابن الخطاب
بھی تھے کہا اُسنے پیغمبر خدا نے کہ آؤ تم لوگ کہ لکھوں میں واسطے تم لوگوں کی ایک نوشتہ کہ نہ گمراہ ہو تم لوگ بعد اُسکی کبھو
پس کہا عمر نے کہ تحقیق کہ غالب ہوا اوپر اُس رسول خدا کے درد اور ہے تم لوگوں کی
پاس قرآن اور کفایت کرنے تھے تم لوگوں پر کتاب خدا کی پس مختلف ہوئے
وہ لوگ جو اُس گھر میں تھے اور جھگڑنے لگے پس بعضی اُنمیں سے کہنے لگے
کہ نزدیک لیجاؤ کاغذ و قلم تاکہ کچھ لکھیں رسول خدا واسطے تم لوگوں کے اور
بعض اُنمیں سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تھی پس جب بڑہایا شور و غل
اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اُٹھ جاؤ تم لوگ ہمارے
پاس سے کہا عبید اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے
کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہے کہ جو حائل ہوئی درمیان رسول اللہ
اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اُس نوشتہ کو واسطے اُن
لوگوں کے بسبب اختلاف اور شور و غل کرنے اُن لوگوں کے اور روایت ہے

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہو کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی روئے ابن عباس یہانتک کہ
تر کیا آنسوون نے سنگریزون یعنی کنکریون کو تب کہا کہ ای
ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہو تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
درد رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
اونٹ یا کہا کہ لکھ دون میں واسطے تم لوگون کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
تم لوگ بعد اُسکے ابدتک پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہین لائق ہو
جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیون نے کہ کیا حال اوس
رسول کا ہو آیا چھوڑ دیا عقل نے اُسکی اپنے کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
پوچھ کر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دوہرانیکو
اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑ دو تم لوگ مجکو اور
باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطے کہ جس حال مین کہ مین ہون بہتر ہے
اُس چیز سے کہ جو کہ بلاتے ہو تم لوگ اُس بات کیطرف مجھکو پس حکم فرمایا اوس
رسول نے اون لوگون کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو ایلچیون سے اوس طرح پر کہ سلوک نیک
کرتے تھے ہم سات اُن لوگون کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
سلیمان کا ہو متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
ہو کہ جسکا خلاصہ یہ ہو کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم
واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیانین

اگر کے نہین ہونے دیا اور شیعہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بھی وصی اپنا مقرر کیا چاہتے تھے کہ حضرت عمر اس بات مین خلل انداز ہوے اور سنی لوگ بھی جہانتک ہوسکتا ہو اسکا جواب بتاتے ہین اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس مقام مین چند باتین بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائین۔

اول یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ تمین لاکھ صحابیون کے حضرت علی کو مولی کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولی کل ہونے کے قرار دے چکے تھے تو درحقیقت چندان حاجت تحریر کر دینے اس وصیت کی نہین تھی اور اسواسطے ہم تحقیقات طرح سے نہین کہہ سکتی ہین کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کر دیتے یا اس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم طلب کیا تھا یا نہین مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت خم غدیر سے اور اپنے ایبار کبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہو کہ تحریر کیا جانا کوی وصیت کا خلاف امید و خواہش حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعونکی بی بنیاد نہین معلوم ہوتی ہو اور نہین سمجھتی ہین کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیون نہین بگڑتے ہین اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیون نہین سمجھتے ہین یعنے اس قرینہ سی بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ بوجہ مزاحمت حضرت عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہین ہوئی سو اسمین کچھ نفع سنیون کا ہے یعنے کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت ثلثہ کے ہوتے۔

دوم یہ کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعون کے یہ ہو کہ حضرت

ابن عباس اس نہین لکہے جانے کو وصیت کے ایک مصیبت سمجھتی ہین اور جمعرات کے دن کو یاد کرکے روتے ہین کہ جو ہمارا دل بہی اس بات پر روتا ہی اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تہا کہ قریش لوگ ہاشمیون سے خوش خوش چہرون سے نہین ملتے تہے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کرین اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہین طلب کرینگے اسواسطے کہ اگر حضرت رسول خلافت ہمکو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہمکو وہ خلافت نہین ہونے دینگے پس جب یہ حال تہا تو عین قرینہ اس بات کا ہی کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکہا چاہتے تہی سو وہ بات بالضرور خلاف امیدہ منصوبہ حضرت عمر کے تہی —

سیوم یہ کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہی کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تہے سو ہجر و بیماری حضرت رسول کے اسطرح پر بالکل آنکہہ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر درد غالب ہی اور قرآن کفایت کرتا ہی صرف براہ بی مروتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ بات روز جمعرات کی ہی اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق کہکر کے جان دی تو کسیوقت مین کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہی اور ہرگاہ قرآن اور عترت دو ثوبات حدیث الثقلین کی ہی جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز بہاری چہوڑے جاتے ہین ایک قرآن اور دوسرے

عترت اور یہ دو نو آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ
و عترۃ الرسول دو نون کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی ۔
چہارم یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہون سو وہ ایک
بات تھی مگر یہ بات ظاہر ہو کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور و غل صحابیونکا
برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہوا اور بی شبہہ حضرت رسول کو ملال ہوا
اسواسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملال کی دیتی ہو کہ جو آپ نے فرمایا کہ اٹھ جاؤ
تم لوگ میری پاس سے اور چھوڑ دو تم لوگ مجکو ۔
پنجم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہو یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہو
کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ امر اختیار
خلافت کا اپنی ہاتھ مین لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھی جاتی ہو کہ مشرکین کو
جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایلچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر
ایسا ارادہ خلافت لینی کا ہو تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو
ششم یہ کہ اصل منشا اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہو
کہ حضرت رسولخدا کو کوئی سلطنت موروثی نہین تھی اور فتوحات بدر و خیبر وغیرہ
کی جو کچھ ہوتی گئی سو بمدد مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح
حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تھا اور خصوصاً سرگروہ
صحابیان از روی جد و جہد و بذل ہمت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور
حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے درحقیقت ان سرامد اصحابیونکے
نظر مین کچھ وزن نہین رکھتی تھی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آیندہ کرنے کے
اپنے کو محتاج اس بات کا نہین جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا بنا کر کے آگے

تحت مین کام کرین مگر اصل کارگذاری حضرت علی کی جو خصوصاً جنگ خیبر و جنگ
اُحد مین ہوئی سو اُسکا بھول جانا تمام تر دور از انصاف تھا اور حضرت علی کے
مزاج اور فقیرانہ طبیعت سے ہی ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولا سمجھہ کر کے
خلیفہ بناتے تو بھی سر آمد صحابیان کے اُس حالت مین بھی مالک کل اُمورات کی
رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکھا جاتا ہو کہ اکثر سلطنتون مین جب
وزرا اور امرا کو اقتدار ہوا تو نہ اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ
بات بھی اُسی قسم کی دیکھی جاتی ہو کہ زمان خلافت ثلثہ اور حکومت معاویہ او
یزید وغیرہ تا زمان خلافت عباسیہ کے اہلبیت اور اولاد فاطمہ کے ناپرسان
ہوے اور آخر کا قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے
تعجب کی ہو کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھہ احادیث مناقب اہلبیت کے
ابتک موجود ہین اور وہی اثر حکومت خلفای ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہو کہ جو اب تک
سنیان خارجی مشرب تائید مین اُس انقلابات روزگار کے پائیجاتے ہین اور
اب یہ اثر انتظام سلطنت انگریزیکا ہو کہ ہر شخص اپنی خیال کو آزادانہ لکھہ سکتا ہو
ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تھے
کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فرمائی تو
حضرت عمر نے بتقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامد رسول کے
بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینے بعد اُسکے جب حضرت
رسول بیمار ہوئے تو اُسیوقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے مین
خلل انداز ہوے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابوبکر کو
خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور دھمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانی پاؤگی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہین کرو گے اور حضرت علی نے جواب دیا کہ اس دہمکی سے ہم نہین ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہے طلب حق ہمارا کرینگے تب حضرت ابو بکر نے بغیر بیعت لیے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجا یہ زبردستی پس اگر سنیان خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال اور افعال کے خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر بہ بہانہ افضلیت بنظر کثرت ثواب کے تفضیل دیتے ہین تو اس کمبختی کا کیا جواب ہو گا۔ بملاحظہ تمام حالات ان خلفای ثلثہ کے ہمکو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ خلفای ثلثہ بے شبہہ مسلمان اور اپنی اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ برسرادب بہی تھے اور اسی جگہ پر ہمکو شیعون سے اختلاف ہے کہ بعض اُن لوگون کے ان خلفای ثلثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتے ہین ۔

ہشتم یہ کہ شاہ عبد الحق صاحب اس حدیث کی شرح مین لکہتے ہین کہ یہ ادعا شیعون کا ہے کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکہا چاہتے تھے خالی از تناقض نہین ہے اسواسطے کہ جب بقول شیعون کے خم غدیر مین حضرت رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے اُس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے ہمکو بہت تعجب ہوتا ہے کہ کیا شاہ صاحب نے یہ سمجہا ہے کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو بہی نہین سمجہیگا اور شرائط قول مشہور در تناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو بہی نہین جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل باز پرس آخرت کی ہے یا نہین کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریری کیا چاہے سو اس بات کو تناقض قرار دیکر کیون مغالطہ دیا واہ واہ شاہ صاحب تو تحقیق کو

یعنی مستحکم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہین کیا خوب تناقض ہو
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اُسکا لکھ سکتا
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

پھر یہ اُستاد صاحب موصوف لکھتے ہین کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت
نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپکے
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابوبکر کا بہ خلافت وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے
آپکی نزدیک تناقض نہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھدینا داخل تناقض ہو۔

گر ہمین مکتب است و این ملا ٭ کار طفلان تمام خواہد شد

اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہوگا کہ پوچ و لچر
تقریرون سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنے والے کا
پوچ و لچر اور ذلیل ہو جاتا ہو اور ایک نتیجہ تحریرات پوچ و لچر کا یہ ہوا
کہ ایک شخص معزز سُنی مشرب کے تھے کہ تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب
دہلوی کا پڑھکر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۳ وعن انس قال قال ابو بکر لعمر بعد وفاة النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی ام ایمن ونزورها کما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یزورها فلما انتهینا الیها بکت فقال لها ما یبکیك
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقالت انی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالی خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فجعل یبکیان معها رواہ مسلم

اور روایت ہی انس سے کہ کہا اُسنے کہ کہا ابو بکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجۂ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ ابن زید کے پاس اور زیارت کرین اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پوچھا اُن دونو ابو بکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیون روتے ہو تم کیا تم نہین جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہی اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہی واسطے حضرت رسول کے پس کہا اس ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہین روتے ہین کہ ہم نہین جانتے ہین اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہی سو بہتر ہی واسطے رسول کے اور لاکن ہم روتے ہین اس بات پر کہ وحی منقطع ہوگئے آسمان سے پس اس بات سی برانگیختہ کیا اس ام ایمن نے اُن دونون کو اور پر رونے کے پس رونے لگے وہ دونون ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۳۰ وعن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا راسہ بخرقتہ حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ واتبعناہ قال والذی نفسی بیدہ انی لانظر الی الحوض من مقامی ھذا ثم ان عبدا عرضت علیہ الدنیا وزینتھا فاختار الاخرۃ فلم یفطن لھا احد غیر ابی بکر فذرفت عیناہ فبکی ثم قال بل نفدیک بآبائنا وامھاتنا وانفسنا واموالنا یا رسول اللہ قال ثم ھبط فما قام علیہ حتی الساعۃ رواہ الدارمی

ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہا اُس نے کہ باہر نکلے حضرت رسول ہم لوگون کے پاس اپنے مرض الموت مین سر مین ایک کپڑا باندہی ہوئے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہانتک کہ خواہش کی پیغمبر خدا نے طرف

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ پیچھے ہوئے اُس رسول کے
تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہے اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہے
بات کہ تحقیق کہ مین ہر آئینہ دیکھ لیتا ہون حوض کوثر کو اسی مقام سے اپنے
تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہین دریافت کیا اوس
کلام کو کسی شخص نے سوائے ابوبکر کے پس دونو آنکھون سے اُسکے آنسو
نکلے اور روے ابوبکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ فدا کرتے ہین آپ پر اپنے
باپون کو اور اپنی ماؤن اور اپنی جانون کو اور اپنے مالون کو اے رسول خدا
اور راوی کہتا ہے کہ تب اترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہین
کھڑے ہوے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے

حدیث نمبر ۴ وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر الله والفتح دعا
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاطمة قال نعيت الى نفسى فبكت قال لا تبكى
فانك اول اهلى لاحق بى فضحكت فرءاها بعض ازواج النبى صلى الله عليه وآله وسلم
فقلن يا فاطمة رأيناك بكيت ثم ضحكت قالت انه اخبرنى انه نعيت اليه نفسه
فبكيت فقال لى لا تبكى فانك اول اهلى لاحق بى فضحكت وقال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم اذا جاء نصر الله والفتح وجاء اهل اليمن ورأيت الناس يدخلون فى دين الله افواجا
وهم ارق افئدة والايمان يمان والحكمة يمانية رواه الدارمى

ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نے کہ جب
اوتری آیت اذا جاء نصر الله والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئین فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدا نے مت روؤ

اسواسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیگی ساتھ میرے پس ہنسین وہ
فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبیؐ نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے
کہ ہم لوگون نے دیکھا تجکو کہ تو روئی اور بعد اُسکے تو ہنسی تب جواب دیا
فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجکو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو
تو اس بات مین روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجکو کہ تو مت رو اسواسطے کہ تو
اول اہلبیت میری ہو جو کہ مجھسے جا ملیگے تو اس بات پر مین ہنسی اور فرمایا
رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح کی تو اے
اہل یمن کہ ابو موسی اشعری وغیرہ اُن اہل یمن سے ہین ورایت الناس
یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا پڑہکے فرمایا کہ وے اہل یمن نرم دلون کے
ہین اور ایمان اہل یمن مین ہو اور حکمت اہل یمن مین ہو روایت کی اُسکو
دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کسقدر تعلق باخود با حضرت رسول
اور اُنکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہو کہ بیچ باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے
مرنے کی خبر سنکر کے مبدل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا
اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابو بکر اپنے
باپ کے خلیفہ بنانے کا تہا سو یہ بات بخوبی سمجھ مین آسکتی ہو کہ حضرت عائشہ
اس بات پر روتین کہ حضرت ابو بکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بند و بست ہوا اور
جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابو بکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کوان شخص طلب
و دعوے خلافت کا کرسکیگا تو حضرت عائشہ خوش ہوتین مگر پوری خوشی کی
یہ بات ہوتی کہ کچھ بند و بست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابو بکر برادر
حضرت عائشہ کا بہی ہوتا چنانچہ حدیث آئندہ مین اس بات کا بہی بند و بست

کرنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہو مگر کیا کیجیے کہ وہ تقدیر نہین تھی ورنہ حضرت عائشہ کیطرف سے کچھ تقصیر نہین ہوئی ؛

حدیث نمبر ۵۷ وعن عایشة انها قالت وارأساه فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ذاك لو كان وانا حی فاستغفر لك وادعولك فقالت عایشة واثكلیاه والله انی لاظنك تحب موتی فلو كان ذلك لظللت اخر یومك معرسا ببعض ازواجك فقال النبی صلی الله علیه واله وسلم بل انا وارأساه لقد هممت واردت ان ارسل الی ابی بكر وابنه واعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون رواه البخاری

ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہ کہا اُسنی وارأساہ یعنی اوہ درد سر میرا تب فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو درحالیکہ مین زندہ ہون تو طلب مغفرت کرون مین واسطے تیرے اور دعا کرون مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ میرا ظن و قیاس یہ ہو کہ تو میرا مرنا چاہتا ہو اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا وارأساہ یعنی بلکہ اوہ میرا درد سر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بھیجون ابوبکر اور بیٹا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابوبکر کو اور وصیت کرون مین اُسکو یعنے ولیعہد خلافت کا کرون اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی والے لوگ کچھ بات بناوین یا کہ آرزو کرین آرزو کرنیوالے لوگ تب ہمنے اپنے دل مین کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع کرینگے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریگا خدا اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سی روایت کی اسکو بخاری نے فقط
یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتًا و یقینًا ساختہ و موضوع ہے چند وجہ سے
اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوائے اسکے کچھ چارہ
نہین ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے ہے
پیغمبر خدا اُنے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی و رجانشین
اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا اسنے اُس رائے د وصیت کو مسترد کرکے
حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علی کے یا بوجہ تلون
طبعی حضرت رسول یا بوجہ تخبیط بیماری اُنکے اور ان تین باتون مین سے
کسی بات کا ادعا از طرف سنیون کے نہین ہے اور رحیف اور کمال حیف ہے
اوپر حال شاہ عبد الحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری
کردینا اُنکے نزدیک تناقض ہے اور خلافت ابو بکر کو بر خلاف وصیت
خم غدیر کے کچھ تناقض نہین سمجھتے ہین۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابو بکر یہ بات بوقت خلیفہ
بنائیجانے کے کیونکر کہتے کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہے کہ خلافت
حق علیؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا اُنے الواقع حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا
چاہتے تھے تو حضرت عمر وصیت تحریری تعمیل پانیمین کسواسطے خلل انداز
ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسواسطے کہ وہی حضرت عمر
تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابو بکر کے ہین۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسول خدا فی الواقع حضرت ابو بکر کو بُلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تھا اور اس بات کو خدا اور مسلمانون پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر ایسا ہی تھا تو کاغذ و قلم طلب کرنیکے کیا معنی ہین —

پنجم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا کسقدر بے ربط ہے کہ حضرت عائشہ اپنے درد سر کی شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعاء مغفرت کرین اور اسپر حضرت عائشہ کہین کہ اگر ہم مرین تو اُسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس رات کاٹو گی تو اس ردو کد مین کیا موقع و مقام اس بات کا ہے کہ حضرت رسولخدا فرماوین کہ ہمکو درد سر ہے اور ہمنے ابو بکر اور اُسکے بیٹا کو واسطے ولیعہد کرنے کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانونکی باز رہے —

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہے کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تھین مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہے کہ جنکے داماد حضرت علی ہین یہانتک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اسقدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا مین کوی دوسری عورت نہو اور اُسکے جواب مین رسول خدا نے فرمایا کہ ہان وہ ایسی ہی تھی اور اُس سے ہمکو ولد ہے یعنے کہ تمکو کوئی اولاد نہین ہے پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہے کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحب ولد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لا ولد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابو بکر کے نہین ہی بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنانی عبد الرحمن پسر ابو بکر کے بعد ابو بکر کے بہی ہی غرض اس حدیث کی جہوٹے اور وضعی ہونیمین کچھ شک نہین ہی اور سنیون کیطرفسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا ہی سو دوسری عام معاملات مین بے شبہ مستحق اس لقب کے ہین اور ہر معاملہ مین یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیان کا موافق اُس قاعدی کی ہی کہ کوئی دشمن علی کا ایسا نہین ہی کہ جسکی حمایت سنیان نہین کرتے ہون یعنی اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسیطرح معاویہ بہی توخال المومنین بنائے گئے اور اصل یہ ہی کہ حضرت رسولخدا نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری ساتہہ مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کرین سو اس امر مین اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی اہلبیت کے نہین ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی رسولخدا کے مرتین کہ انکو مقام حوأب مین ساتہہ فرقہ باغیون کے پہونچنا تہا کہ جہان کتّی انکو دیکہہ کر کے بہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے بی پردہ ہوکر کے جنگ جمل مین لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہون اور آخر کو معاویہ کیطرفسے کہ جسکے آمین اعتقد مین تہین یہ تقدیر تہی کہ ایک کوان مین کہ جو چونا اسمین ڈالدیا گیا تہا گر کر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا نجوبی ہوگیا کہ جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضۂ نبوی کے دفن ہونے نہین دیا پس اگر ایسے ہی اعمال پر ہر بات مین صدیقہ قرار پاوین تو یہ بات صرف بوجہ تعصب سنیان کے ہی اور بلاغت جو نام ایک کلام حسب مقتضای مقام کا ہی سو اس لقب صدیقہ مین کمال بلاغت یہ ہی کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت آنحضرت ابو بکر سے جو حد لغو و مبالغہ تک ہین سو لقب صدیقہ کا اس بند و بست سے

دیا گیا ہو کہ جب وہ صدیقہ قرار دیگئین تو اب روایتین اُنکی تمام و کمال واجب التسلیم ہین —

ہفتم یہ کہ اس حدیث مین صرف اہتمام خلیفہ نیا نے ابو بکر اور عبد الرحمن اُنکی صاحبزادہ کا نہین ہو بلکہ یہ بات بھی لحاظ کرنے کی ہو کہ خلیفہ نیا نے کین ابو بکر کے عبارت یہ ہو کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہمنے ابو بکر اور اُسکے بیٹے کو بلا بھیجا بین خوف کہ ایسا نہو کہ کہنی والے اور تمنا کرنیوالی کہین کہ حق ہمارا ہو سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہو کہ سوای اُنکے اور کون شخص طلب حق خلافت کی کر سکتا تھا اور قابل غور کے ہو کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہو — عوالہ نجدا

حدیث نمبر ۱۰ وعنها قالت رجع الی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ذات یوم من جنازة من البقیع فوجدنی وانا اجد صداعا وانا اقول وراساه قال بل انا یا عایشة واراساه قال وما ضرک لومت قبلی فغسلتک وکفنتک وصلیت علیک ودفنتک قلت لکانی بک والله لو فعلت ذلک لرجعت الی بیتی فعرست فیه ببعض نسائک فتبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم بدئ فی وجعه الذی مات

رواه الدارمی ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہا اُس عائشہ نی کہ رسول اللہ ایک روز پھرے ایک جنازہ کے دفن سے جنت البقیع کے پس پایا ہمکو کہ درد سر تھا ہمکو اور ہم کہہ رہے تھے اوہ درد سر تب کہا حضرت رسول نے بلکہ مجکو درد سر ہو ای عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچھ ضرر نہین ہو اگر تو مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفناتے تجکو اور نماز پڑھتے تجہیز اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہمنے کہ گویا ہم سمجھے ہوئے ہین ساتھ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری ہین تجہیز قسم بخدا کہ اگر تو کرتا ایسا تو تو پہر آتا میری گہر کیطرف اور مصیبت ہوتا تو اُس گہر مین ساتھہ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا اور شروع ہوا وہ درد کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دارمی نے فقط

یہ حدیث قصہ دردسر مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہی مگر اس حدیث مین وہ سبب قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ کا نہین ہی کہ اس قرینہ سی بہی فضول ولغو ہونا قصہ طلبی ابوبکر وغیرہ منسہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہی کہ جو تمامتر بے محل و بے ربط ہی۔

حدیث نمبر ۲ اوعن جعفر بن محمد عن ابیہ ان رجلا من قریش دخل علے ابیہ علی بن الحسین فقال الا احدثك عن رسول الله صلے الله علیه واله وسلم قال بلى احدثنا عن ابی القاسم صلے الله علیه واله وسلم قال لما مرض رسول الله صلے الله علیه واله وسلم اتاه جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیك تکریما لك وتشریفا لك خاصة لك یسألك عما هو اعلم به منك یقول کیف تجدك قال اجدنی یا جبرئیل مغموما واجدنی مکروبا ثم جاءه الیوم الثانی فقال له ذلك فرد علیه النبی صلے الله علیه واله وسلم کما رد اول یوم ثم جاءه الیوم الثالث فقال له کما قال اول یوم ورد علیه کما رد علیه وجاء معه ملك یقال له اسمعیل علے ماءة الف ملك فاستاذن علیه فسأله عنه ثم قال جبرئیل هذا ملك الموت یستاذن علیك ما استاذن علی آدمی قبلك ولا یستاذن علے آدمی بعدك فقال ایذن له فاذن له فسلم علیه ثم قال یا محمد ان الله ارسلنی الیك فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان امرتنی ان اترکه ترکته فقال وتفعل یا ملك الموت قال نعم بذلك امرت وامرت ان اطیعك ثم قال فنظر النبی صلے الله علیه واله وسلم الی جبرئیل علیه

علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الی لقائک فقال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لملک الموت امض لما امرت فقبض روحہ فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جاءت التعزیۃ سمعوا صوتا من ناحیۃ البیت السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل ہالک ودرکا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا وانما المصاب من حرم الثواب فقال علی اتدرون من ہذا ہو الخضر رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ۞

ترجمہ اور روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام محمد باقر سے انکی باپ علی یعنے حضرت امام زین العابدین سے کہ تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی پاس اور کہا کہ کیا مین حدیث نہ کرون تجسی بابت رسول اللہ کے تب کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ ہان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت پیغمبر خدا کی تب کہا اس مرد نے کہ جب بیمار ہوے حضرت رسول تو آے آنکے پاس جبرئیل اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بہیجا ہی مجکو تیری پاس بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کرکے تیری واسطے پوچہتا ہی وہ خدا تجسے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہی تجسے کہ وہ خدا پوچہتا ہی تجسے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہون مین اپنی کو مغموم اور پاتا ہون مین اپنے کو مکروب یعنی حالت کرب مین تب آیے جبرئیل انکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ پہلی روز کہا تہا تب آئی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

وہی بات جو کہ اول روز کہا تھا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
اول روز کہا تھا اور آیا ساتھ اُسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہی
سو ہزار فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہی اوپر سو ہزار فرشتہ کی تب اجازت چاہی اُس اسمعیل
فرشتہ نی اندر آنیکی اور سوال کیا حضرت رسول نی جبرئیل سی اور کہا جبرئیل نی کہ یہ ملک الموت ہی
جو اجازت چاہتا ہی آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
نہین مانگی گئی تھی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب ہوگی
تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبرئیل کو کہ اجازت دو اُس فرشتہ ملک الموت کو
تب حضرت جبرئیل نے اجازت دی اُس فرشتہ کو تب اُس فرشتہ نے سلام کیا
حضرت رسول پر اور کہا کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہی مجکو تیرے پاس پس اگر
حکم دی تو کہ روح تیری قبض کرون تو روح تیری مین قبض کرون اور اگر حکم کری
تو مین چھوڑ دون اُسکو تو مین چھوڑ دون اُسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
وہ کام کرو گے ای ملک الموت تب اُس فرشتہ نے کہا ہان مجکو یہی حکم ہی کہ تیری
اطاعت کرون تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبرئیل علیہ السلام کے
اور کہا جبرئیل نے کہ ای محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہی تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اُس حکم کو کہ ہی تجکو حکم ہی پس قبض روح
کیا اُس فرشتہ نے اور جب مرگئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پرسی
اور صحابہ لوگون نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گھر کے کہ سلام تم لوگون پہ
ای اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اُسکی تحقیق کہ اللہ مین ہی صبر مصیبت
سے اور خلف یعنی بدلا ہی مرنیوالی کا اور عوض ہی ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
پکڑو خدا کو اور اُس سے امید رکھو اور حقیقت مصیبت زدہ وہ شخص ہے

اگر جو تو آپ صحبت سے محروم ہو تب کہا حضرت علی نے کہ آیا پوچھتی ہو تم لوگ کہ یہ
کون شخص ہے اور یہ مختصر ہے روایت کی اسکو بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ میں
حدیث نمبر ۸ اعن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم دینارا ولا درھما ولا شاۃ ولا بعیرا ولا اوصی بشیء رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہا اوسنے کہ نہیں چھوڑا حضرت رسول نے
کوئی دینار طلا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ
اور نہیں وصیت کی بہ نسبت کسی چیز کے روایت کی اسکو مسلم نے فقط۔
شاہ صاحب نے جو اس حدیث کی شرح میں ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہے
سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آیندہ میں بعد فصل تحقیق حال خلافت کی کیجائے
حدیث نمبر ۹ وعن عمرو بن الحارث اخی جویریۃ قال ما ترک رسول اللّٰہ
صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درھما ولا عبدا
ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ البیضاء ولا سلاحہ وارضا
جعلھا صدقۃ رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہے عمرو ابن الحارث
برادر جویریہ زوجہ رسول خدا سے کہا اسنے کہ نہیں چھوڑا رسول خدا نے وقت
اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور
نہیں کوئی چیز سوای اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوای ایک قطعہ
زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تھا روایت کی اسکو بخاری نے۔
حدیث نمبر ۱۰ وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم قال لا تقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی
فھو صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے

کہا اسنی کہ تحقیق کہ رسولخدا نی کہا کہ وارثان میرے بانٹ نہ لیں گے دینار اور نہ درہم یعنی میرا تقسیم نہیں کرینگی ایک دینا تک اسواسطی کہ جو کچھ ہم چھوڑ دین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت عامل اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہی متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۴۱ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی ابوبکر سی کہا اسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال مین وراثت نہین ہی اسواسطی کہ جو چیز ہمنے چھوڑی وہ صدقہ ہی۔

حدیث نمبر ۴۲ وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین یدیہا واذا اراد ہلاکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاہلکہا وہو ینظر فاقر عینیہ ہلکتہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہی ابوموسی اشعری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ جب ارادہ کرتا ہی رحمت کرنیکو کسی امت کی اپنی بندونمین سی تو قبض روح کرتا ہی نبی کا اس امت کی قبل اس امت کی اور بناتا ہی اس نبی کو پیش رو اور سلف واسطی اس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہی وہ اللہ ہلاکت کو کسی امت کے تو عذاب کرتا ہی اس امت پر درحالیکہ نبی اسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہی اس امت کو اور وہ ہی دیکھ رہا ہی اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہی اسکی آنکھون کو بوجہ ہلاکت اس امت کی درحالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اس نبی کو اور سرکشی کی اسکی روایت کی اسکو مسلم نے

حدیث نمبر ۴۳ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لیاتین علی احدکم یوم

ولا یاتی فی یوم ولا یرانی احب الیہ من اھلہ ومالہ معھم رواہ مسلم

ترجمہ اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول نی کہ قسم اُس شخص کی کہ جسکی ہاتھہ مین جان محمد کی ہی کہ ہر آئینہ آ ئیگا اوپر کوئی تم لوگونکی ایک دن کہ نہین دیکھیگا وہ مجھکو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا اپنی اہل وعیال اور اپنی مال سی ساتھہ اُن اہل وعیال کے روایت کی اسکو مسلم نی فقط اس عرصہ مین ایک خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب شیعہ مذہب و مصنف کتاب لاجواب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ پر ضرور ہوا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور الیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنہ کہ کتاب بے حد تحقیق مشرب سنی تالیف لطیف عمدۃ الفضلاء و زبدۃ الکملاء جناب مولوی سید وحید الدین خان صاحب بہادر کی بنظر دقیق دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز وسلاست کتاب حاوی مہمات عظمی کی فرید وحید عصر ہی نزد اہل حق فرح و نزد مریض متعصب ازارج ہی حق یہ ہی کہ اگر آبحیات تصور کرین تو سزا وار ہی مردمان بخیران و کم مایہ کے لئے کحل الجواہر ہی شعر

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت اہلحق مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان کیسوا اعلی جاشنی ذوقی اللہ مکرر ہی یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی بتلانیوالی ہی مثل ثعلبی و حاکم و سیوطی و شہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و بیہقی و دارقطنی و ابن جوزی و سبکی و ذہبی و احمد حنبلی و بلاذری و شیخ شہاب وردی و محب طبری و یافعی و سمعانی و عسکری و طبرانی و دیلمی و سمعانی و احمد مالکی وغیرہم کے قدم بقدم ہی یعنی سلسلہ اسلاف ہی مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہدف سہام تہمت ہی

حتی کہ امام نسائی نے شربت شہادت نوش کیا بغض و عناد شناسیان محک امتحان
بنی اسرائیل و مومنین اخیار استمرار اہے مین شیعہ کو ہر بات مین کوئی مداخلت نہین
مگر ہزار شکر کرتا ہون کہ اگرچہ ارباب تحقیق اسطرح کی جا بجا موجود ہوتی صراط مستقیم کو
ایک کر دیتی اس اطراف مین جسقدر پایہ درجہ کا نصب خروج و غضب با طمطراق ہے
ویسا ہی اس کتاب مبارک نے اسافل حضیض تک پہونچایا مجدد اہدا ایت تازہ
عوام کالانعام گمگشتگان مسلمین ظاہر یکو استحکام بخشا وہ کون مسلمان لایعقل و سفیہ
ہوگا کہ مواعظ حسنہ شرایع آلہیہ پر زبان ثقیل و ناملائم کھولی جہالت کی ترقی اور
علم دین کی تنزلی ہے عام و خاص مسلمین مثل یہود و نصاری کے تابع نفس امارہ و ہوای
دنیای دنی گرفتار ہین جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہین ہوسکتی انکو فخر و شکر کرنا تھا وہ نفاق
دوست و دشمن ایتلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سرورکار عزوجل سائر اہل قبلہ پر رحم کرے
اور برکت سی اس کتاب مبارک کے اسلام حقیقی کو روز بروز منور کری ﷲ المذنب سید احمد حسین عظیم آبادی

غزل عربی از مولف این کتاب مع ترجمہ

اذا امطر العطایا فاشکروها
جب کہ بارش کری عطاہای آلہی پس شکر کرو اسکا

وان نزل البلایا فاصبروها
اور اگر اوترین بلائین پس صبر کرو اسپر

وان کنتم لایدی اللہ مشتاق
اور اگر ہو تم واسطی دستہای خدا کی مشتاق

علی یدہ فاستمسکوها
علی ہاتھ اس خدا کا ہے پس مضبوط پکڑ و اس ہاتھ کو

علی رحمۃ اللہ علینا
علی رحمت خدا کی ہے اوپر ہم لوگون کے

الی یوم القیمۃ فاذکروها
روز قیامت تک پس یاد کرو اس رحمت کو

عدو المرتضی فی النار لا ریب
دشمن مرتضی کا دوزخ مین ہے بیشک

عداوتہ لآفۃ فاحذروها
عداوت اسکی ہر آئینہ ایک آفت ہے

ولوكان الوصية بعد خم

اور اگر یہ سو وصیت بعد خم غدیر کے

بغير حاجة ان يكتبوها

بغیر حاجت اس بات کی لکھیں سی لوگ اُسکو

ولكن الرسول شاء تحديدا

اور لیکن رسول نے چاہا تحریر کرنا

فكان اوجب ان يفهموها

پس تھا واجب یہ کہ سمجھیں وہی لوگ اس وصیت کو

.... عبده العاصی لا زاد

علی بندہ عاصی اسکا ہے آئینہ آزاد ہے

وسوء حاليه فليغفروها

اور بدی حالت کی اُسکی یعنی حالیکی معاف کریں اُس حالت کو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

على شانئنا اذ عصينا

علی شقاوت کرنیوالے ہملوگونکی ہیں جب عصیان کرینگے ہملوگ

به نحن اقتدينا فاهتدينا

ساتھ اُس علی کی ہملوگوں نے اقتدا کی تو ہدایت پایا ہملوگوں نے

له فضل على كل الصحابه

اُس علی کو فضیلت ہے کل صحابہ پہ

كفضل الشمس اذ طلعت علينا

مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہووے آفتاب اوپر ہملوگوں کے

واعطى به سهو لسانے

اور عطا کیا رب نے اُس علی کی تیر میرا زبان کو سیری

وحق ما رمينا اذ رمينا

اور حق ہوا قول ما رمینا اذ رمینا کا یعنی نہیں تیر لگایا ہمنے

جبکہ تیر لگایا ہمنے اور یہ اشارہ ہے طرف آیت

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی کے

فاعدا على كانوا مخذولا

پس دشمنان علی کی مخذول ہوئے

بسهمي من لساني قد كفينا

ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمنے

على شانه حلال المشكل

علی شان اُسکی حلال مشکل ہے

فحاجتنا به انا قضينا

پس بذریعہ اُسکی ہمنے اپنی حاجت کو انجا[م] کیا

وانا على باب حكمت

اور ایمان لائے ہم دروازہ حکمت کا ہے

لهذا الحكمت حقا لدينا

اسواسطے حکمت از روی حق ...

مقام کان محمود الآزاد	یجب المرتضی بشری الینا
ایک مقام جو محمود تہا آزاد کی واسطی ہی	جو کہ دوست ... مرتضی کو ایک خوشخبری ہی بطرف ہماری

غزل فارسی از مولف مذکور

مئی خم شد پر و جام امروز — بجهد دارم ہنم باکام امروز

علی اعلم با فہمی کہ بود است — بجا مولای خاص و عام امروز

چہ عمر رفتہ است ضائع ہمہ شد — بکن اصلاح نیک انجام امروز

مبادا روز فردا را نیابی — بجہد خود بشو خوشنام امروز

ہزاران نامور را دفن کردند — کہ ہستند در زمین گمنام امروز

امید دید را تا در رسیدم — چہ باشد گر رسے تا بام امروز

تو آزادی بری از فکر فردا — بشو آمادۂ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مولف مذکور

علی مولاے من تقریر کردند — ز عشق او مرا تکفیر کردند

درین عرصہ کہ تصویر نبیؐ را — بیا پی دیدنش تسخیر کردند

فرستادم درودش آل را ہم — کہ حب آل را توقیر کردند

علی را دوست دارم از دل و جان — نجاتم را ہمین تدبیر کردند

علی اعلے کہ او عیسی صفات است — چہ خوش وجہے مرا تقریر کردند

احادیثے کہ در شان صحابہ — براے کسر او تزویر کردند

سراسر لغو دیدم محض موضوع — چہ در نقص علے تقصیر کردند

علی داماد و ابن عم وصی ہست — اگرچہ سد آن تحریر کردند

کمو ابن آزاد بودن غیر ممکن — کہ بندہ را بپا زنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا اس فصل مین اور چند فصلہای آیندہ مین بیان کیا جاتا ہے
سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جا سکتی ہو کہ حسب اصول سنیونکی خلافت یزید کی بہت
اعلی درجہ کی ہو کہ اس خلافت مین تینون شرائط خلافت کی یعنی استخلاف و اجماع و غلبہ مجتمع ہین
استخلاف باین اعتبار کہ حضرت معاویہ اسکی باپنے جو کہ خلافت کو از روی مصالحہ حضرت امام حسن
علیہ السلام کی پایا تہا یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بملاحظہ بیعت و جمعیت
شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہی پس سنیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ منہ نحبہ فصل ۵۰
رسالہ ہذا کو جو حضرت ابوبکر سی شروع کرکے اور معاویہ و یزید کو بہی خلیفہ قرار دیکر کی ولید ابن
عبد الملک تک پہنچاتی ہین سو یہ امر بتقاضای خود انکی اصول کی ہی اور یہی وجہ ہی کہ شاہ صاحب نی
بہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح مین ایک سلسلہ بہی خلفای دوازدہ گانہ کا
لکہا ہی کہ اس تاویل سی یزید بہی ایک خلیفہ شاہ صاحب موصوف کا ہوتا ہی اور اگر یہ تاویل درست ہو
تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہی بالای طاق ہو جاتی ہی کہ یہ لڑائی کربلا کی بطور
بغاوت مقابلہ مین ایک خلیفہ بر وقت کی لازم آتی ہی اور مضمون اس شعر کا بہت موافق حال سنیونکی
ہو جاتا ہے شعر

محشر مین یہ صدا ہو سدا شور و شین کو ÷ ایسا نہو کہ منکرین شہادت حسین کی

غرض خلافت ابوبکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہی
اسواسطی کہ تنصیص اس خلافت کی از روی استخلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہین ہی
اور خود شاہ صاحب بہی اس بات کو قبول کرتی ہین باقی رہا اجماع و غلبہ سو صرف ایک امر غلبہ کا بی عذر
ہی کہ حضرت ابوبکر کو بحمایت حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہوا مگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہین ہی اور
ہمنی چاہا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کرین مگر کچھ حال خلافت
حضرت ابوبکر کا ان کتابون سی پایا نہین گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا اسواسطی

اس فصل مین ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سی لکھنا چاہتی ہین کہ مولف اس کتاب کا ملا محمد
ابن خاوندشاہ ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہی جسنی انواع تاریخ عربی و فارسی
امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیث وبیہقی وواقدی وغیرہ سی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت
راست راست طور پر سب حال لکھتا ہی اور سنی لوگ اگر اس شخص کو الزام شیعی ہونیکا دیتی ہیں تو بات
موافق اس معمولی قاعدہ کی ہی کہ جو شخص ذرا کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ ہی وہ
شخص شیعی قرار پاتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ سنیان تمام شاعران و اہل تصوف اور مورخین سے
ناراض ہین اور کوئی کتاب تاریخ حلبیہ السیر وغیرہ کی ایسی نہین ہی کہ جس سے سنیان راضی ہون
اور ہم نہین چاہتی ہین کہ کوئی بات انکی بمیلان تاریخ کی تحریر کیجائی حالانکہ تاریخ ایک فن شریف
ایسا ہی کہ جس سے حال ٹھیک بدست قوم ہونکا تحقیق کیا جا سکتا ہے اور صاحب روضۃ الصفا
لکھتی ہین کہ ابوسفیان نی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنائیجانی حضرت ابوبکر کے کہا کہ اگر کہو تو
ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ سی بھر دین اور اسکی جواب مین حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
جاہلیت مین فتنہ انگیزی کرتے تھی اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کی کرتے ہو سو ہم ابوبکر کو
شائستہ اس خلافت کا جانتی ہین پس اس تحریر سی صاف ظاہر کہ صاحب روضۃ الصفا سرگز
شیعی نہین تھے اسواسطی کہ اگر شیعی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابوبکر کو شائستہ
اس امر خلافت کا جانتی ہین کسواسطی اپنی کتاب روضۃ الصفا مین نقل کرتے - اور صاحب
روضۃ الصفا سنی ہون یا شیعی مگر اصل بات تو یہ ہی کہ اس امر کو خیال کرنا چاہئی کہ تحریرات
تاریخی انکی ازروی حدیث و سیر کے درست ہین یا نہین بہرحال جلد دوم روضۃ الصفا مین
خلاصہ حال خلافت حضرت ابوبکر و بیعت حضرت علی کا مع رای اینجانب کی حسب ذیل مرقوم
روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشراف انصار مقام
سقیفہ رہ مین مجتمع ہوکر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بناویں

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ بنی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اونکی پیچھے گئے اور ایک مجلس مین ابو الھیثم بن التیہان نی چند بیت پڑھکر کے کہا کہ بہ نظر اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہے کہ علی مرتضی یا ابو بکر صدیق خلیفہ ہوں و خزیمہ ابن ثابت نی اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کسی شخص کو انصار مین سی ہو اور سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوے اور اسیمہ ابن حضر کی رای ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین مین سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نی تائید اس رای کی کی اور ابو بکر کی سوال و جواب مین ایک شخص نے انصار مین سے کہا کہ منا امیر و منکم امیر اور ابو بکر نے کہا کہ امارت درمیان ہملوگ اہل قریش کے اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ معزز و محترم ہو اور حضرت عمر نی حدیث الائمۃ من قریش ولا تکون ھذا الامر الا فیھم کو پڑہا یعنی امامت سوای قریش کی دوسری کو نہین ہو سکتی اور بشیر ابن سعد نی کہا کہ ہمنی یہ حدیث پیغمبر خدا سی سُنی ہے ابو بکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کیجای مگر وہ لوگ اوپر خلافت ابو بکر کے راضی ہوی اور اول بشیر ابن سعد نی بیعت کی اور بعضون نی روایت کی کہ حضرت عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہین کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوی اور حباب ابن المنذر نی بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نی حسد سی حق سعد ابن عبادہ کا ضائع کیا اور آخر حباب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُسنی کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ مہاجرین کیواسطی پانی کے گھڑی ہو گی اور اُنکو پانی نہین ملیگا مگر آخرکار حضرت ابو بکر کی فہمایش سی حباب چپکا رہگیا غرض خلافت حضرت ابو بکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابو بکر نے منبر پر خطبہ پڑہا اور بیعت عام ہوئے

رسالی اینجانب صاحب دفعته الصفانی تمام یہ قصہ اسطرحپر تفصیلوار بتائید خلافت
ابوبکر کے لکھا ہی کہ ہرگز کوئی عالم شیعی نہین لکھتا اور ان سب حالات سی ظاہر کہ احادیث
دفعہ می حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوی
ہون مگر در اصل خلافت ابوبکر کی بہ بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند
و پیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازت امامت نماز ابوبکر اور دیگر احادیث
موضوع کو اصل انعقاد خلافت مین کچھ دخل نہین ہی اور اسی طرحپر حدیث من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کی اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرانی نسبت امیر علیہ السلام بوقت
انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تہی بلکہ دعوی انصار کا یہ تہا کہ اہل مدینہ نی حمایت
و تائید و پناہ دہی حضرت رسول کی کی ہی اور یہ خلافت ابوبکر کی جسطرحپر کہ قائم ہوئی سو اسمین
کچھ لحاظ افضلیت ذاتی کسی شخص کا نہین تہا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت مد نظر تہی اور
یہ فکر صرف علمای اہلسنت کی ہی کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی
ہر شخص کو قرار دیتی ہین اور اسمقام مین ہمکو اہل تشیع سی یہ اختلاف ہی کہ وی لوگ حضرت ابوبکر کو
ایک شخص غاصب حق خلافت کا قرار دیتی ہین سو ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ کوئی تدبیر
ظاہری خلافت لینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہین ہوئی بلکہ بات اسقدر ہی کہ لوگون نے
اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول
کر لیا سو اُس سی دفع شر بہی ہوا کہ انصار دوسرے فکر مین تھے اور جو حال کہ مہاجرین
اور انصار کا اُسوقت تہا سو اُس سی یہ بات ظاہر ہی کہ وی لوگ ہرگز حضرت علی ایک
ہاشمی شخص اور ابن عم رسول اور زوج بتول کو خلیفہ قبول نہین کر سکتی تھے کہ اگر ایسا
کرتے تو سرداری اُسی خاندان رسول مین ہتی اور یہی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہین ہی
کہ حضرت رسول نے جو بند و بست کیواسطی جانشینی حضرت علی اور بقای عزت بنی ہاشم

کی کیا تھا سو وہ بعد وبست بالکل محو ومعدوم کردیا گیا مگر اصل عزت جو خدا نے ازروی
اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تھی سو وہ عزت کہاں جا سکتی ہو کہ اس عزت کی
مقابلہ مین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہو اور راقم حروف کو خلافت
حضرت ابوبکر سے کچھ ملال نہین ہو اسواسطی کہ یہ خلافت بتجویز فضائل ذاتی کی نہین ہی ہو
بلکہ صرف مصلحت وقت مد نظر تھی اور کیا شک ہو کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین
رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہانتک تھا کہ حضرت علی خود خدا
یا خود نبی یا شریک نبی کی تھی اور ہم سمجھتی ہین کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہین تھا اور اصل حال
یہ ہو کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری دنیاداران کی نہین تھی اور رای
مسٹر گبن مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہو کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی
تو دین اسلام عرب کا تھوڑی روز مین عرب ہی مین ختم ہوجاتا اور ہمارا خیال یہ ہو کہ
ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی ہمکو بہت اعتقاد ہو مگر ان دونون مردان خدا کے
رای کا مستر دنیا سی برکنار تھی اور حال یہ ہو کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین جگہ جگہ مجلسین مشورہ
خلافت کی قائم ہوئین اور بعد بہت چنان وچنین کی خلافت حضرت ابوبکر سہ دوروز
مین قائم ہوئی مگر لاش رسولخدا کی گھر مین پڑی تھی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تھی کام آئے
کہ کفن ودفن تک کچھو التفات بطرف اس بات کی نہین کیا کہ زید وبکر کیا کیا بند وبست اپنا
کر رہی ہین اور یہ وفاداری وحیا ومروت حضرت علی کی تمامتر وہم وفہم سی باہر ہو اور ہم
یہ کہینگے کہ جب آپ ایسی ہین تب آپ ایسی ہین — روضۃ الصفا — بروز دوم خلافت کے
ابوبکر کی مجلس مین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلب بیعت کا استفسار
کیا تو حضرت عمر نے کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کرو حضرت علی نے جواب دیا کہ تم
لوگون نے توسل قرابت رسولخدا کا پیش کرکی انصار کو تسکین دی تو اب خدا سی ڈرو کہ قرابت مین

قریب تر رسول سی کون شخص ہی اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہمکو دو عمر نے
کہا کہ جب تک تم بیعت نہین کرو گی تب تک تم کو ہم نہین چھوڑینگی تب حضرت علی نی کہا کہ
ہم اس بات سی کب ڈرتے ہین اور جب تک جان باقی ہی طلب حق سی اپنی ہم باز نہین رہینگے

رای انیجانب حضرت علی کا طور مزاج یہ تہا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کیطرف
واسطی استفسار حال خلافت کی بہی نہین گئی بلکہ جب خلافت ابوبکر کی قائم ہوچکی تو واسطی
بیعت کرنیکی طلب کی گئی اور حضرت علی نی جو دلیل قرابت قریبہ ہونیکی پیش کی تو اُسکا جواب کچھ
نہین دیا گیا اور نہ جواب اس بات کا ابتک ہو سکتا ہی اور یہ جواب کسقدر وحشیانہ ہی کہ بغیر
بیعت کرنیکے گھر نہین جانی پاوگی سبحان اللہ کیا آپ کا احتیاج ہی کہ مشورہ ندارد صرف بردستی
اور بجای ماتم پرسی کے یہ درشتی اور کسقدر یہ درشتی بیہودہ تہی انحضرت علی زور بازو مین سب
اور ہزار پر غالب اور غالب علیکل غالب تہے اور تائید ایزدی کا یہ حال تہا کہ حضرت علی کی نماز
عصر کیواسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت انکو خواہش خلافت کی ہوتی تو تمام
مخالفین ایکبارگی زیر و زبر ہو جاتی مگر بات یہ ہی کہ طلب حق ایجاباً بطور ادای حق شرعی کے
کر دیا اور چپکی بیٹھ رہی اور خیال کر لیا کہ ابوبکر سی انجام امور خلافت ظاہراً کیا بخوبی ہوگا
اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ فتنہ انگیزی مت کرو اور ہم ابوبکر کو شائستہ اس
کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابوبکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہری
اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو قصہ حضرت ابوبکر کے وقت مین ہوا اسواسطی اس
جگہ پر اسیقدر لکہنا کافی ہی کہ بات رہجائیگی بیان وقت نکل جائیگا — روضۃ الصفا
ابوعبیدہ جراح نی حضرت علی کو کہا کہ ای ابوالحسن فضیلت اور سبقت اسلام تیری سب
لوگون پر روشن ہی اور تو البتہ مستحق اس خلافت کا ہی بلکہ اس سی بہی زیادہ تر کا ہی مگر جبکہ
اصحاب رسول نی خلافت ابوبکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مت کرو حضرت علی نی جواب دیا

کہ تم امین امت ہو اور اپنی حالت پر مشغول رہو یا ... بات صدق کی مت کرو خداوند تعالی نے جو عزت کہ خاندان نبوت کو دی سو ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسرے کی خانہ انجیبا ہی اور قرآن ہمارے گہر مین نازل ہوا اور ہم لوگ معدن علم دین اور سنت ہای رسول کی ہین اور اوضاع شریعت و مصالح ملت کو ہم لوگ دوسرون سی بہتر جانتی ہین اور اپنی خواہش طبیعت پہ کام مت کرو کہ اسمین تمکو نقصان ہوگا رای راقم یہ فہمایش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین مہری و بنظر استحکام خلافت ابو بکر کے معلوم ہوتی ہی کہ اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ بیعت خلافت ابو بکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بہی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔ بشیر ابن سعد نی کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابو بکر کے سنی جاتی تو یہہ احتمال تہا کہ وہ صحابی بہی مخالفت تمسی نہین کرتے مگر جب تم گہر مین بیٹھہ رہی تو سب لوگونکو تصور ہوا کہ تمکو میل طرف حکومت و ریاست کے نہین ہی تو بنظر توہم اختلال دین اسلام کی بیعت ابو بکر کی ہوئی اور حضرت علی نی جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گہر مین چہوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک امر مختصر سمجھہ کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دوڑ رہتے اور حضرت ابو بکر نے کہا کہ اگر ہمکو معلوم رہتا کہ تم نامنظور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہین کرتے اور اگر تم فی الحال بیعت نہین کرتے ہو تو تمپر کچھہ تکلیف بیعت کی نہین ہی رای راقم ان تقریرات ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابو بکر سے ظاہر ہی کہ خلافت مین استحقاق حضرت علی کی کچھہ گفتگو کسی شخص سے بن نہین پڑی اور اجماع تو صاف باقرار ان لوگونکی بطرف حضرت علی کی ہوا اور اجماع بیعت حضرت ابو بکر کا تو صرف بطور الماخوذ کے معلوم ہوتا ہی۔ روضۃ الصفا۔ بعضون نی کہا ہی کہ حضرت علی نی بعد چالیس روز کی بیعت ابو بکر کی کی و بعضونکی رای ہی کہ بعد انتقال حضرت فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کے اور بعضونکی نزدیک یہ ہی کہ بعد چھہ مہینے کے بیعت کی رای انسب یہ ہی کہ درحقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابو بکر کے حضرت علی نے تعمیل کی جو کہ

انتقال اس سیدہ کا بعد چھ مہینے کے ہوا تھا اس عرصہ میں ہرگاہ حضرت فاطمہ کو بوجہ غصب
باغ فدک کی حضرت ابوبکر سے نہایت ملال تھا کہ اپنی تمام حیات تک بات چیت حضرت ابوبکر سے
نہیں کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازے پر ابوبکر نہ آویں تو صاف یہ بات ہے کہ حضرت علی
نے تا حیات حضرت فاطمہ کے بیعت ابوبکر کی نہیں کی اور دیکھنا چاہیے کہ اہل سنت لوگ
اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی فمن
اغضبها اغضبنی یعنی فاطمہ پارہ گوشت میری ہے جسنے کہ غضب دلایا فاطمہ کو
سو اسنے غضب دلایا مجھکو مگر سنیوں نے کو جو کچھ توجیہ کی ہے سنا ہے وہ
علی کی ہے سو خاص بوجہ اس کمبختی کے شاید یہ حدیث مورد ہے حدیث کا جو حضرت
علی کو ٹھہرا دیا کہ عورا بنت ابوجہل سے شادی کیا چاہتے تھے اور جب پیغمبر خدا سے مشورہ
چاہا اور حضرت رسول نے یہ حدیث فرمائی تو حضرت علی نے کہا کہ جو امر ناخشنودی کا
آپ کی ہو سو وہ امر ہمکو منظور نہیں ہے بہرحال [illegible] اگر [illegible] صاحبان [illegible]
اس ملال حضرت فاطمہ نسبت حضرت ابوبکر [illegible] ابوسفیان نے
حضرت علی کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شخص [illegible] قسم
قسم بخدا کہ اس وادی کو سواران اور پیادہ سے بھر دیں حضرت علی نے کہا [illegible] ایام
جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو - رای راقم
ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی کو کچھ رغبت حکومت کی نہیں تھی کہ در اصل وہ دوسری کام
آدمی تھے - روضۃ الصفا میں حضرت ابوبکر وعمر کو [illegible] ابوسفیان کی معلوم ہوئی
تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام [illegible] ابوسفیان [illegible] ترک
مخالفت کیا - رای راقم جس اجماع پر کہ سنیوں [illegible] کا حال یہ ہے کہ وعدہ
حکومت شام کی ابوسفیان کو بلایا - روضۃ الصفا [illegible] اور پرواز حضرت

علی کے اگر کے جھنڈا گاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسرے کے ساتھ سوائے ان صاحبوں کی بیعت نہیں کر سکتے ہیں اور آخر یہ وہ جنگ جمل اور صفین میں ساتھ حضرت علی کے تھے رائے اقم برید وجھی ایسا اجلہ صحابہ سے تھے جو بیعت ابو بکر سے اختلاف کیا پھر جا بجا گاہ جو حضرت علی نے بیعت حضرت ابو بکر کی کر لی تو اب ہمکو اسمین کچھ چون وچرا کرنا منظور نہیں ہی اور مورخان اہل سنت نے جو لکھا ہی کہ حضرت علی نے بعد چھ مہینے گذرنے کے انتقال فاطمہ اور نہیں تو مہاجران وانصار کی بیعت ابو بکر کی کر لی سو یہ بات ہمارے نزدیک بھی درست ہی مگر چونکہ ہمکو تقلید حضرت علی کے ہر قول وفعل میں منظور ہی تو ہمکو بھی حضرت ابو بکر کی خلافت میں گو کسی جہت سے ہوئے عذر کرنا نہیں پہونچتا ہی کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم روا نہیں کہتے ہیں

غزل عربی از مولف این کتاب

طالب الدنیا لفی کرب الیم	آخر النعمۃ لما ہو حمیم
طالب دنیا کا ہر اندیشہ کرب و ناکمی ہے	آخر آسایش کا اسکو آب گرم
انتی منیۃ ترحم یا علی	یا علی انت علی خلق عظیم
تجھ سے ہی میری یہی اگر نگاہ ہو تو رحم کر تو یا علی	ای علی تو ہی خلق عظیم پر
ما مرادی غیر حب المرتضی	دال من وال حدیث من کریم
نہیں کوئی مراد میری سوا حب علی کے	دال من وال حدیث ہی ایک کریم سے

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جسکے ہم مولا ہین سو علی اسکا مولا ہی ای بار خدایا دوست رکھ تو اسکو جو دوست رکھی اسکو اور عداوت رکھ تو اس سے جو عداوت کھی اس علی سے

حربہ حرب الرسول فی الحدیث	کیف من عاداہ فی حال سقیم

لڑائی اس علی کی لڑائی ہی رسول کی حدیث میں کس طرح ہی جو شخص عداوت کرے اس علی سے حال سقیم میں ہی

اشارہ ہی بطرف حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا ... اعنی شہر علم ... ہوں
فرمایا کہ علی کو اللہ نے ... آپ سے ... اور ... علیہ ... ان ... شفا

يشفع ديني و ... المصطفى	لا ... [illegible] ...
شفاعت کرینگے گناہ کو میرے محمد مصطفی	نہیں خوف کرتا ہوں ...
ليس في قلبي سوى حب علي	حب الرسول يا رحيم
نہیں ہی میرے دل میں سوای حب علی کے	حب ہے علی کا حب رسول کا ای رحیم
انت يا ازاد في حب علي	حبه يدليك جنات النعيم
تو ای آزاد حب علی میں ہے	حب اس علی کا عطا کریگا تجہکو جنات نعیم

اور اس عرصہ میں ایک خط تقریظ جناب سید عطا علی صاحب کا ہمو ... کہ ... جو ... نامہ
انکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہی سو وہ خط اس ... نقل ہوتا ہے

یا ایہا النسیم اذا ذرت بابہ   بلغ تحیتی و سلامی جنابہ

بجناب مستطاب جامع رموز منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول ... اسلام
و مدقق الدقائق الحکمیۃ محی الآثار المندرسۃ ... المعارف الیقینیۃ ... نبیہ
و حق شناس و باالحکم الرائی القیاس ذی المجد الاثیل و الجاہ الجلیل مصداق فحوای کانبیاء
بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خان بہادر لا زال للعلم بوجودہ ...
عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی و الجلی بعرض تحیت تسلیم باشیوہ تبجیل و تعظیم الوف آرزو
خدمت سراپا منفعت و صنوف شوق و غرام دولت گزاردہ خامہ را بعرض مدعا آشنا
میسازد کتاب لاجواب ہدایت انتساب کامل النصاب جلد تحقیق ... کہ از غایت
عطوفت و مرحمت باین بندہ ظلوم جہول اہدا و اعطا شدہ ورود آن باعث ہزار گونہ
حظوظ و سرور و مفاخرات نامحصور آمدہ و دل و جان و روح را انتا ... ابتہاج

وارکان از سواد و بیاض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در تشکر این هدیهٔ جمیله
و عطیهٔ جزیله کدام حرف به زبان آرم و چسان لوازم سپاس بگذارم بجز از اینکه بترانهٔ دعا
سرایان شوم و عمر دراز وقف این وظیفه کنم ادام الله فیضکم و ابقاکم —
این نسخهٔ شگرف روحانی که حقیقةً نسخهٔ شفا و نجات برای دفع اسقام و اعلال نفسانیه
ارباب ضلالات و جهالات است همه را دیدم و نوش نوش از مشروبات صافیهٔ عذبیه
آن چشیدم و مذاق جان را بآن تازه کردم و سرمایهٔ فیض جاودانی خود شمردم و بقدر حوصلهٔ
ناقص خود اذعان کلی بهم رسانیدم که هر انچه در تحقیق و تدقیق مسئلهٔ فضیلت حضرات اهلبیت
عظام از خصائص و ذاتیات و مناقب و صفات حضرات طیبات علیهم التسلیمات از روی
آیات و احادیث و واقعات حقه تحریر فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده اند
حق اینکه این فیصلهٔ ثالثی است که بکمال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده
و زنگ شبهات اهل هوا از روی مراة عقائد بیضا زدوده اند همه صحیح و استوار و پیش
اولی الابصار ثابت و برقرار است خوشا مقبلی که دیدهٔ حسن قبول بران کشاید و بدان سر
کرا ازان رو بقفا گراید فذلک الکتاب لا ریب فیه لا یشک فیه الا معاندٌ او سفیه
و پس حشمی بایستی ببیند و دلی شاید تا حق گزیند ورنه حساد و معاندین و باغین و طاغین را
حسابی نیست و بایشان خطابی نه که زکام ابوجهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه
در حق عمّ رسول اکرم صلی الله علیه و آله و سلم انک لا تهدی من احببت
وارد شده ما امتیان پیروی از تصدی این کار بری می آییم بقول شخصی **بیت**

آنکس که بقرآن و خبر زو نرهی
اینست جوابش که جوابش ندهی

اگرچه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر مخل و جامع
جمیع ضروریات این مباحث است و بقول العاقل تکفیه الاشارة برای ذوی البصائر

کافی و وافی ہست اگر در خانہ کس ہست حرفی بس ہست المدعا وصف وشیمہ آزادی کہ شعرا وحکمۃ محمود افتادہ و بہرہ و لسان ما آن بصدق عدالت کشیدہ ہست اندرین ماقل و دل بوجہ احسن و اجمل و مرتبہ اتم و اکمل نذات مہذب الاخلاق انجناب جلوہ شہود و نمونہ گرفتہ وصدای احسنت و آفرین برین طرز وشیوہ گزین از ملاء اعلی مستحسن بہ خواستہ فجزاکم اللہ خیر الجزاء و رزقکم بطول العمر و البقا و ترقب از فیض حقیقی الہی کہ متعطشان کنوس و مشتہیان موائد سعادت خیل خیل از فیض آن مشروب و مرزوق شدند و مذاق روحانی خود را بحلاوت و عذوبت آن خوش کنند باللہم آمین باقی ایام افاضاتکم طویل عدد کرد لیلی زیادہ بجز تمنی شرف مواصلت چہ ترشح نماید الراقم عطا علی از پورشید ۱۱- اگست و شعبان سنہ ۱۲۹۰ھ و سنہ ۱۸۷۳ء ہجری روز یکشنبہ در عرصہ میں جناب مرزا کمال الدین صاحب متخلص بسنجر ایرانی نے جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور طرح غزل عربی و غزلہای فارسی موافق کتاب ہذا اشعار ابتدائی صفحہ لغایت کی بھی ہے براہ عنایت ہماری بابت نہیں ہی اگر مطلع اول تینتیس غزلوں کا حسب ذیل ہے مطلع اول

اذا المطر العطایا فاشکروها	وان نزل البلایا فاصبروها
می خم غدیر و جام امروز	بکف دارم بنیم یا کام امروز
علے سوا ے من تقدیر کردند	ز عشق او مرا تخمیر کردند

سو وہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور اسکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا کہ درمیان فارسی ہلوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کسقدر فرق ہے

قصیدہ عربی

قمر العلا فوق الکواکب لاحا	وازداد ضوءہ منکم وضاحا
قمر درجہ علو کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا	اور بڑھگئی روشنی تمسے اور ظاہر ہوا

تلقى البشاشة في سواء وجوههم
ملتی ہی خوشی برابر چہرونپر انکی

واذا تكلم في مجالس قومه
اور جب بات کرتی ہی شخص مجلسونمین قوم اپنے کے

هذا الذي حاز المحاسن كلها
یہ وہ شخص ہے جو محیط ہوا خوبیونکو تمام اون خوبیونکو

ان الملوك تراكنوا بمجهم
تحقیق کہ بادشاہونے شراب خوار کی ساتھ
تعریف کرنے والے اوسکے

انت الذي خصصت من رب العلى
تو وہ شخص ہے کہ جو خصوص کیا گیا تو رب علی سے

وتوا سعادة وتوا كرامة
اور مخصوص کیا گیا تو تواضع و پرہیزگاری
اور پرہیزگاری کو

انت الذي صنفت حقه التحقيق
تو وہ شخص ہے کہ جو تصنیف کی تونے حق تحقیق

يبقيكم الله في محبة حيدر
باقی رکھی تمکو واسطے محبت حیدر کی

وادرك كمالا يضام بحبكم
اور پایا تو ایک کمال کو کہ خوف دیا جاتی ہی
تمہارا نیک

اسنى على نظر وبا فيه
نشست کہ تجھ پر ساتھ ایک نظر اور مہربانی سے

بيد واخطا بالبنا وضاحا
آئینا ہوتا ہی زردی خط انگشتہا روشن کے

فكانه مسك وعنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر بھی زردی کے
پھیلنے

يعني وحيد الدين بالايضاحا
یعنی وحید الدین بسبب واضح کرنیکی

لكنه ازداد فاق صباحا
لاکن وہ ممدوح زیادہ ہی کہ فایق ہوا صبح پر

بسعادة ابدية وفلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی

وفصاحة وسكينة وصلاحا
اور فصاحت اور تسکین اور صلاح کو

في غاية التحقيق والايضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح مین

بالسعد طول الدهر والافراحا
ساتھ سعادتمندیکی بقدر طول زمانہ اور
فصل بہار کے

متشكرا من حضرة فتاحا
جس حال مین تشکر گذار ہو حضرت فتاح سے
یعنے خدا یا حضرت علی سے

من لحظ سعد تنعشوا الارواحا
گوشہ چشم مبارک سے اپنی جو خوش کرتا ہی روحو

دمرا لعلا فوق الکواکب لاحا	[illegible]
قمر درجہ علا پہ کا اوپر ستاروں کی ظاہر ہوا	[illegible]

[illegible] احوال [illegible] وصوف تخلص سنجر ایرانی حال مقیم بمبئی

[illegible] ام امروز	نمی خورد [illegible] کنم اقدام امروز
وصی [illegible] سنجر شوی زہرا	علی آن کاسر اصنام امروز
امیرالمومنین حیدر [illegible]	امام خلق خاص و عام امروز
بنائی [illegible]	بنائی شرع استحکام امروز
[illegible] حیدر	نبود این قیمت اسلام امروز
الا ای دلبر شیرین شمائل	بیا و بادہ گلفام امروز
مرا روز سفید از [illegible]	بود در دیدہ ہمچون شام امروز
مرا مرغ دل اندر [illegible]	ندارد [illegible] خوش آرام امروز
بیاد اش دعا کش گاہ بیگہ	چہ خورسندم بیک دشنام امروز
چو ما در عشق جانان پا نہادیم	رہا کردیم ننگ و نام امروز
چو دیدارت نہ بینم تا بہ فردا	نہ من خورسندم از پیغام امروز
خوشا آن کاندر ہوای وصل جانان	شود اندر جہان گمنام امروز
شود وارستہ از قید علائق	خلاصی جوید از ہر دام امروز
خوشا آن آزادہ از ادب بختے	کہ با وصل تو جوید کام امروز
چہ گردد گر نگاہے سوی سنجر	کنی با دیدۂ اکرام امروز

غزل دیگر از جناب ممدوح الیہ

مرا تا [illegible] گبر کردند	مرا با زلف تو زنجیر کردند

سراپا محو دیدارم تو گوئی — مرا از عشق تو تخمیر کردند
گذشتم از بهشت جاودانی — بهشت من ترا تقدیر کردند
زدم دست توسل در ولایت — که نیکان را همین تدبیر کردند
رقیبان را نه زیبد هیچ و قدحے — خبرها را همه تزویر کردند
عجب بد فطرت و ناپاک بودند — که اندر حب او تقصیر کردند
علے را کلب درگاه هست سنجر — مرا این رتبه بس تخمیر کردند

اور فی الحال ایک سُنّی صاحب نے اوپر غزل علی مرتضی داری ازین بهتر چه میخواهی مندرجه فصل ۴۷ صفحہ کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ردیف ری کی قبل عبارت ازین بهتر چه میخواهی کے چاهئے سو بنظر رفع عذر اُنکے یہ شعر مابعد مطلع کا حسب فرمایش اونکے درست کر دیا گیا

علے مرتضی داری ازین بهتر چه میخواهی — وصی مصطفے داری ازین بهتر چه میخواهی
محب مرتضی هستی ز جام فیض او مستی — بهی هستی ز بیداری ازین بهتر چه میخواهی
دلت بر مرتضی مائل شده از غیر او غافل — گذشتی از همه خواری ازین بهتر چه میخواهی
علی باشد ترا رهبر رساند او به پیغمبر — نماید او ترا یاری ازین بهتر چه میخواهی
علی افضل و هم اولی یقین ان از همه اعلی — عدو شو بالیقین ناری ازین بهتر چه میخواهی
محب پنجتن دائم تو باشی ثابت و قائم — همین پیش نظر داری ازین بهتر چه میخواهی
تو آزادی چه آسانی نگوئی قول الله اکبر — علے باشد بدلداری ازین بهتر چه میخواهی

اور چونکه یه فصل خلافت حضرت ابوبکر کی هی اور سنیوں کو اوپر آیت سوره والفتح محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود بڑا تکیه هی که اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح پر ظاہر ہوتی ہی کہ لفظ معہ سی حضرت ابوبکر اور لفظ اشداء سی حضرت عمر
اور لفظ رحماء سی حضرت عثمان مراد ہین سو واسطی بیان اس آیت کا اس جگہہ پر دوبارہ ضرور ہوا
کہ یہ گمان ان لوگونکا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ مین اس کتاب
کی کیا گیا ہی اور اصل معنی آیت کی یہ ہین کہ محمد رسول خدا کی ہین اور جو لوگ کہ ساتھہ انکی
ہین سو کیفیت انکی یہ ہی کہ وہ لوگ سخت تر ہین کافرون پر اور رحیم ہین آپسمین اور اپنی
رکوع اور سجود مین لگی ہوی ہین اور ہمنی اُس فصل ۸۰ مین اس بات کو بیان کیا ہی کہ کسی
تفسیر سی شان نزول اس آیت کی خاص بیچ کسی صحابہ کے نہین ہی بلکہ یہ ایک تصویر
اور بیان حال اُس وقت کے مسلمانون کا ہی اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت
ابوبکر اور لفظ اشداء اور رحماء سی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائین تو یہ سب
الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلہ ہونگی تو پھر الذین مبتدا موصول کی خبر کون چیز
ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص واحد تھی سو انکی واسطی استعمال صیغہ جمع
اشداء اور رحماء کا کیا معنی رکھتا ہی اور اس جگہہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہی
کہ ہر جگہہ پر سنی لوگ محرور المزاج دیکھی جاتی ہین اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھیڑی تو مارپیٹ
کو مستعد ہو جاتی ہین سو ہمنی اس امر مین بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہی
تو ہمکو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ مین بہت ضعیف مغلوب
ہین سو واسطی مکابرہ اور مجادلہ کے سوای انکو کیا چارہ ہی اور ظاہر ہی کہ جب بات فریق ثانی
کی نہین سونیگی تو امید تمیز حق و باطل کی ایسی لوگونسی بہت کم ہی اور اس کتاب مین بہت
باتین مخالف شیعونکی لکھی گئی ہین مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوی ہمسے ہمنے نہین دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل مین کچھہ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرقوم ہوتا ہی روضۃ الصفا - ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین بعد انتقال حضرت رسول خدا کے
حضرت ابوبکر خلیفہ ہوی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کرکے چوتھے مہینے مین جمادی
الاخر سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال کیا اور اپنی آخر وقت مین ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھوا
کرکے مسلمانونکی پاس بھیجوادیا اور اپنی بیماری مین اجازت امامت صلوٰۃ حضرت عمر کو دی اور
سب لوگون نے مان لیا مگر بعض لوگون نی کچھ چون و چرا کیا اور تمین سی طلحہ [illegible] حضرت ابوبکر
کی پاس آکرکے کہا کہ عمر ایک آدمی خشونت و درشت ہی [illegible] جانتا [illegible] تیری [illegible] خلافت
وحدت [illegible] عمر کے لوگ کسقدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور قیامت مین تجہ سے یہ سوال
کیا جائیگا کہ تونی کسی شخص کو رعایا پر حاکم کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب
ہم وطن اصلی کو پہنچینگی اور یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ [illegible] بہتر تھا اس شخص کو
خلیفہ کیا اور بعد اسکی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ [illegible] حضرت عمر
کے استخلاف پر لکھوایا کہ اگر وہ دیانت و امانت سی کام کری تو بہتر ورنہ [illegible] و سیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی ظالم لوگ [illegible] گردش کی [illegible]
جب نوشتہ حضرت علی تک پہونچا تو آپ نی فرمایا بایعت من فیہا و لو کان عمر یعنی بیعت کی
مین نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت مین لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہوا اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم
حضرت ابوبکر کے لکھنی لگی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیہوشی ہوئی تو حضرت عثمان نی بعد
کسیف پر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھدیا اور جب حضرت ابوبکر کو پھر ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا
دیکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسنی لکھا حضرت عثمان نی کہا کہ ہمنی یہ نام لکھدیا تب حضرت
ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحمک اللہ و جزاک اللہ خیرا دیکر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی
تو کچھ مضایقہ نہین تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسرے کی خلافت پر راضی
نہین ہین تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے محلہ سے مدد او صاف حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ از قسم کار گذار و نگہبان اور سرور اور پادشاہ اور امیر تو ہی
اور ہم لوگ نجوم سپہر ملت کی ہین اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمر نے کہا کہ ہمکو کچھ حاجت خلافت
کی نہین ہی اور خلافت کو تو سزاوار ہی رأی راقم حضرت ابو بکر نے جو حضرت عمر کو استخلاف کیا یہ امر
بملاحظہ بنا ہی و سختی مزاج کے ہوگا کہ اس شخص سے انجام خلافت کا خوب ہوگا اور ویسا ہی ہوا
کہ حضرت عمر کے وقت مین تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہو گیا کہ جسکی پیشین گوئی
کتب عہد عتیق مین ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہمارے نزدیک در اصل شک گذار یہ کچھ
بھی نہ تھا کہ حضرت عمر نے جو کچھ گذارش حمایت در بارۂ خلافت ابو بکر کے کی تھی سو یہ استخلاف
در حقیقت ایک عوض اس احسان کا بھی نہ تھی اور حضرت عمر کا یہ کہنا کہ ہمکو خلافت سے کچھ مطلب
نہین ہی اور سزاوار خلافت کا تو ہی صرف بطور ایک امر معمولی کے ہی اس واسطے کہ ایک
شخص جو خیال کرے یہ کہنا کہ سزاوار خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہین رکھتا ہی بلکہ اگر یہ حضرت
سچی دل سے بات عام کہنی تا یہ تھا کہ ہمکو خلافت نہین منظور ہی سو کوئی دوسرا شخص
خلیفہ کیا جاوے اور حضرت ابو بکر نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتاب
درمیان ستارونکی بنایا سو عالباً یہی اعتقاد ہوگا اور یہ قول براہ راست بازی کی ہوگا
مگر ماہتاب قرار دیکے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ استخلاف
حضرت عمر کا بملاحظہ میل قومی اور استعداد طبیعی حضرت عمر کی ہوگا کہ حضرت ابو بکر اگر حضرت علی کو
خلیفہ اپنا بناتی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علی کو تنہا چھوڑ دیتی الغرض
الخیر فی ما وقع اور حضرت علی نے جو خلافت حضرت عمر کے کو مان لیا سو اصل وجہ اسکی
معلوم ہوتی ہی کہ در حقیقت حضرت علی کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہین تھی اور نہ
اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصفا جب بیماری حضرت ابو بکر کی سخت تر ہوئی تو حضرت
عائشہ کو کہا کہ جب ہم مر جائین تو ہماری نعش کو روضہ نبوی کی پاس لیجانا اور رکھنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کرین اسپر اگر دروازہ اُس روضہ مبارک کا خود بخود
کھل جاوی تو ہماری لاش کو اندر اُس روضہ کے دفن کیجیو چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ
اُس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہوئی
رای راقم اگر اس روایت کو صاحب روضتہ الصفا ایک شخص شیعی قرار دی جائین تو اس
بات کا کچھ جواب نہین ہی۔ روضتہ الصفا۔ مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہین مگر
چند کلمات جو حضرت علی نے بشان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا ہی اس جگہ پر
مختصر نقل کئی جاتی ہین تا طول مدت صحبت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع و رای
او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و تحمل او در تنظیم مصالح
جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انگاشتند بر داشت و کاری کہ یاران انش دران اہمال
کردند او ضائع نہ گذاشت جلیس صادق و انیس موافق موجب راحت ہا بود در حالت شدت
صحبت رسول قد اختیار کردہ ہر چہ داشت در خدمت آن سرور ایثار نمود اور صاحب
روضتہ الصفا نی ان کلمات حضرت علی کو بہت طول سی لکھا ہی مگر راقم نی صرف اسیقدر پر اکتفا
کیا رای راقم تمام ارشادات حضرت علی نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہین اور جنکو منظور
ہو اُن تمام ارشادات کو روضتہ الصفا چھاپہ لکھنو صفحہ ٣٤٢ مین دیکھ لے اور حضرت عمر کے
وقت مین دمشق و شام وغیرہ تا فارس و مصر فتح ہوی اور اسلام کو بڑی قوت ہوئی اور
خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلثوم کا حضرت عمر کے وقت کا ہی کہ تحقیق اُسکی آئندہ
کیجاویگی **فصل ٥** خلافت حضرت عثمان از روضتہ الصفا۔ روضتہ الصفا حضرت ل ٨٥
عمر نے اپنی آخر وقت مین کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہین کہ ہم سے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور
ہم نہین استخلاف کر سکتی ہین کہ حضرت رسول نی استخلاف نہین کیا۔ رای راقم اس تقریر سے
ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکر کی از روی استخلاف حضرت رسول نہین تھی اور افسوس کی بات ہی

کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تمامتر وجود معدوم کر دی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت
کسی خلافت کی درمیان نہین آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی روسی استخلاف حضرت نبی کا
بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتاً تہا مگر بات یہ ہی کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش
کرنا ضرور تہا اور انکی فضائل جو کچھ ہون مگر خیال ان فضائل کا نہین کیا جا سکتا تہا روضۃ الصفا مین
حضرت عمر نے چھہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر حوالہ کیا اور وہ چھہ آدمی
یہ ہین اول علی دوم عثمان سوم سعد ابن ابی وقاص چہارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبدالرحمن بن عوف
اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال انکی چھہ شخصو نمین سی کسی ایک شخص کو خلیفہ
مقرر کرین اور حضرت عمر نے بذکر اون چھہ شخصو نکی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور
بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوی کہ ہم کسی موقف یعنی محل مین
نہونگی کہ جہان ہاتھ ہمارا ہاتھ مین علی ابن ابیطالب کی نہوگا اور اسی طرح سی بیان شرف ایک ایک
شخص کا کیا اور بہ نسبت عبدالرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرہ عائشہ مین بیٹھے ہوی تھے
کہ حضرت فاطمہ ساتھ حسن و حسین کے پہونچین اور یہ دونو صاحبزادی بہوکسی ورہی تہی اور انکے
رونی پر حضرت فاطمہ بہی روتی تہین حضرت رسول نی فرمایا کہ بار خدایا حظ وافر اوسکو نصیب کر
کہ جو ہماری اولاد کو کہانا دی اور اس عرصہ مین عبدالرحمن ابن عوف کہانا لئی ہوی پہونچی اور حضرت
رسول نے اپنی لڑکی بالونکی ساتھ کہایا اور دعا جنت برکت نبوی کی عبدالرحمن ابن عوف کو دی اور
لوگون نی سبب پوچہا کہ ان چھہ شخصو نمین سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کسواسطی نہین
مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچھ نقصان بہی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا نے
بلحاظ بی ادبی کی ان نقصانونکو ذکر نہین کیا راقم حضرت عمر کا نام لینا چھہ آدمیونکا اور انمین سے
اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادای حق کے معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ انکو
یہ بات خوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عم رسول کو ہرگز قبول نہین

کرینگی اور خلافت قریش مین اور صاحب تحفۃ الصفا نے اُن نقصانونکو جو شیخین کی جو نسبت حیال نے اوسنے
کی نقل نہ کی سوا عُمر نے اون نقصانکو کسی کتاب مین دیکھا ہی اور نہ کہین سے حضرت علی اور حضرت عثمان کا
نقصان ہمکو یاد ہی کہ حضرت عمر نے نسبت حضرت علی کے کہا کہ اما علی فصبیٌ یعنی علی جو ہی
سو ایک جوان آدمی ہی اور نسبت حضرت عثمان کی کہا کہ اما عثمان فضعیف الرای
یعنی عثمان جو ہی سو ضعیف الرای ہی سو ان دونو نقصانونمین ہمکو کچھ عذر نہین ہی مگر اسقدر
حضرت علی اُسوقت مین بعمر چالیس برس کی پہونچ چکی تھی اور [illegible]
اسقدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور حیثیت رسول کی کسی طرح مانع حق خلافت کا
نہین ہوسکتا تھا چنانچہ بعد انتقال حضرت عمر کے جو مشورہ نسبت ان تشخیصونکی جو کچھ ہوا اسمین
کسی نے یہ عذر کمسنی کا پیش نہین کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اُسکی جب کہ حضرت علی کا سن چوبیس
برس کا تھا تو حضرت رسول اُن حضرت علی کو وصی اپنا مقرر کر چکی تھی اور کیا بہ نسبت حضرت عمر کی
کی حضرت عمر زیادہ تر عاقل ور عالم مصالح خلق اللہ کی خیال کئی جا سکتی ہین سو کچھ شک نہین کہ
یہ عذر کمسنی کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمر نے
سوای کمسنی کے اور کوی دوسرا عیب نہین لگا دیا اور نسبت حضرت عثمان کی جو اقرار
ضعیف الرای ہونی کا تھا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الرای کو اوپر ایک شخص
عالم اور عاقل اور خدا ترس کے ترجیح دیگئی حالانکہ امر خلافت مین عقل کے بڑی ضرورت تھی اور
اہل تاریخ سی مخفی نہین کہ بوجہ نقصان ضعیف الرای ہونے حضرت عثمان کی مروان ایک ایسا
شخص بدذات آدمی کسقدر سرفراز ہوا اور اسکی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمان کے
کیا کیا فتور ہوا یہانتک کہ خود حضرت عثمان کی جان گئی اور مشورہ کیسا اور مشورہ سے
کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمان پہ تو صرف باخود ہا کی سرگوشیونسی قائم ہوی چنانچہ اس مقام مین
یہ دو شعر حضرت علی کے بطرف حضرت عثمان کے خطاب کر کے کہا ہی بہت حسب حال ہی شعر

فان کنت بالشوری ملکت امورهم — فکیف بهذا والمشیرون غیّب

ترجمہ پس اگر تو بہ سبب شوری کی مالک ہوا ہی تو امور کا پس ایسا مالک ہی کہ ساتھ اس مشورہ کی مشورہ کرنیوالی لوگ غیر حاضر تھے

وان کنت بالقربی حججت خصیمهم — فغیرک اولی بالنبی واقرب

ترجمہ اور اگر تو نی حجت پکڑی ساتھ خصیم یعنی دلیل ان لوگونکی بہ سبب قرابت کی تو غیر تیرا یعنی کہ میں اولی ہی ساتھ نبی کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم میں کیا بلاغت ہی کہ حضرت نے لفظ اولی واقرب میں اشارہ حدیث خم غدیر من کنت مولاہ اور قرابت ابن عم رسول اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طی کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنی کو بلفظ غیرک کی تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہیں اور اسمیں ایک خودی پائی جاتی ہی [illegible] نہیں کیا روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت کی نسبت اون چھ آدمیونکی اسطرح پر تھی کہ حضرت عمر نے ابو طلحہ انصاری کو کہا کہ پچاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شوری کی تعینات کیجیو اور اگر دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کریں تو تیغ تیز کو ان لوگوں پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف تین آدمی متفق ہوں تو جانب اون تین آدمیونکی اختیار کیجائی کہ جسطرف عبد الرحمن ابن عوف ہو اور حضرت امیر نے جب نام عبد الرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسواسطی کہ عبد الرحمن داماد عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچازاد بھائی عبد الرحمن ابن عوف کا ہی تو اس قرینہ سے خلافت عثمان کو ہو گی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکر سی اس طائفہ کے بی فکر مت ہو کہ ہمت ان لوگونکی دفع کرنیمیں ہم لوگ ہاشمیونکی محصور ہی اور عبد الرحمن ابن عوف نے رات کی وقت مسور ابن مخرمہ اپنی بھانجی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمانکی بھیجا اور یہ بات کہلا بھیجی کہ اگر تمکو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہیں کہ موافق قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر کے کام کرو گی علی نے کہا کہ جہانتک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بجالاوینگی اور عثمان نے وفور رغبت سی سب بات کو قبول کرلیا اور دوسری دن کو مسجد
مین عبدالرحمن آئی اور حضرت کا ہاتھ پکڑکے رات کی بات کو اعادہ کیا اور حضرت علی نی اسّی شرط بقدر
وسع کو بیان کیا اور کہا کہ ہمکو امید تہی کہ ایسا ہی کرینگی مگر ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی
یعنی ہم نہین جانتی ہین کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائیگئی اور حضرت علی نی کہا فصبر جمیل
واللہ المستعان علی ما تصفون راقم ـ ہرگاہ عبد الرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے
اور سعد ابن ابی وقاص چچیرے بہائی عبد الرحمن ابن عوف کے تہی اور حضرت عمر نی یہ شرط لگائی
کہ جس جانب مین تین شخص ہون کہ عبد الرحمن ابن عوف ہون سو وہی جانب اختیار کیجائی پس صاف
ثابت ہوا کہ حضرت عمر نے اپنی جانتی درحقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تہا اور اول نام لینا
حضرت علی کا صرف براہ مصلحت ملکداری کے تہا کہ جو مصالح سلطنت مین کچہ زور دریا
یعنی مصلحت وقت کا بہی لحاظ کرنا چاہئیے تہا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبد الرحمن ابن عوف نے
کس عذر نامعقول پر حضرت علی کو خلافت سی محروم کیا یعنی قصور حضرت علی کا یہ تہا کہ متابعت
قران اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر مین شرط بقدر وسعت کے کیون لگائی تہی حالانکہ عقلا
وانصافا اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور مین دخل نہین ہی نہایت درجہ درست تہا
اور اسی شرط لگانی سی ظاہر کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہوتی تو انکا اسقدر کہنا کہ ہمکو امید ہی
کہ ہم مطابق قران وغیرہ کے کام کرینگی تو ایسی با اختیار کہنی والی سے پورا یقین ہوسکتا ہی کہ وہ
ہرگز تمام تر موافق قران وغیرہ کے کام کرتے بخلاف حضرت عثمان کے جو کوئی شرط وسعت وغیرہ
کی نہین لگائی سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ درگاہ حضرت رسول وابوبکر اور عمر کا تہا بوقت
خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب مین جو بجواب اس الزام کے
بہت رسول کے حکم کا پیش کیا گیا ہی سو یہ جواب کسقدر ضعیف وبیہودہ ہی اور حضرت علی نی جو بوقت
محروم الخلافت ہونے کے اس آیت کو پڑہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون

سو اس قول صبر کا مزا ہماری دلسی پوچھا چاہئی اور یہ صبر انکا ابی اختیار اس شعر کو آپ یاد دلاتا ہی شعر

والصبر فی لنائبات صعب	لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر مصیبتونمین ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا ثواب صبر کا صبر سی بہی زیادہ سخت تر ہی سو فی الواقع جیسا کہ آپ نی ان تینون خلافتونمین صبر کیا سو کسی وقت مین آپنے ثواب صبر کو اپنی ہاتھ سی جانی نہین دیا اور حضرت عمر نے جو ابوطلحہ انصاری کو اکی پچاس آدمی تعینات کر کے شخص اختلاف کرنیوالی کو قتل کرنا سو مقتضا انکی مصلحت کا یہ تہا اگر حضرت علی صبر نہین کرتے تو انکی مار دی جاتی نہین کیا در یغ ہی تا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے جاتی ہین مگر اسپر بہی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہین ہین اور غلظت و درشت خوئی آپکی بہی کمال درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبد الحق صاحب اپنی شرح مشکوۃ المصابیح مین لکہتی ہین کہ درمیان حضرت علی اور خلفای ثلثہ کے کچہ میل و رنج یعنی تکدر و ملال نہین تہا سو از روی تمام واقعات کی جو اس کتاب مین لکہا گیا ہی یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ خلفای ثلثہ کی طرف سی انواع قید و بست شکستگی خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر کبہی کہ حضرت علی کو طاقت غم کہانیکی اسقدر تہی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر نہ ہو کہ حضرت علی اس امت محمدی مین ایک نمونہ حضرت مسیح کے تہی۔ روضۃ الصفا عبد الرحمن ابن عوف نی لوگونسی پوچھا کہ سزاوار منصب خلافت کا کون شخص ہی عمار یاسر نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان اسلام کے کچہ اختلاف نہ پڑی تو ساتہہ علی کے بیعت کرو کہ جو سردار یعنی سردار لوگونکا ہی اور حضرت مقداد نے اس تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد برادر رضاعی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ درمیان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائید عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نی اس بات کو رد کیا اور درمیان بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نی کہا کہ ای معشر مسلمین خدا نی ہم لوگون کو ساتھ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کس سو سطی عثمان خلاص کا دوسری خاندان کے طرف پہیرتے ہو
اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیتی ہو تب ایک شخص نے بنی مخزوم مین سے کہا کہ تجھکو
تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل اسکی
کہ کوی فتنہ پیدا ہو اس امر سے فراغت حاصل کرو – رای اقم – ہر گاہ یہ حال سو وقت کے
مسلمانو نکا تہا اور بنی ہاشم سی اسقدر گریزان تہی تو امید انصاف کی کیا کی جا سکتی ہے –
روضۃ الصفا – حضرت عثمان کی اوائل خلافت مین یہ قصہ پیدا ہوا کہ عبد اللہ ابن عمر نے
ہرمزان ایک مسلمانکو بشبہہ مشارکت ابو لولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت
عثمان نے لوگونسی رای پوچہی تب حضرت علی نے فتوی قصاص کا دیا اور چند لوگون نے یہ رای
دی کہ لوگ کہینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مارگیی اور دوسری عبد اللہ بیٹا انکا مارا گیا اور یہ قتل
ہرمزان کا ایک روز ما قبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز ٹہری اور حضرت عثمان نے
دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کے عبد اللہ ابن عمر کو رہا کیا اور عبد اللہ نے بخوف قصاص کے
معاویہ کی پاس جا کر کے پناہ لی اور آخر از طرف معاویہ کے جنگ صفین مین حاضر میدان جنگ ہو کر
ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبد اللہ ابن عمر اسی زخم سی مری – رای اقم – یہ اپنا اپنا نصیب ہے جنگ کہ
صفین مین عمار ابن یاسر بطرف حضرت علی کے اور عبد اللہ ابن عمر بطرف معاویہ کی ہو کر کے
مارگیی پس اوپر روایت و حدیث عبد اللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہے
کہ جسکو حضرت علی سی اسطرحکا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کیطرفسی صفین کی لڑائی مین
حاضر ہو اور ان سب حالتومین حدیث عبد اللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ . زمانہ حیات پیغمبر خدا سے
افضل ترین مردم ابوبکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تہی اور بعد اسکی
باقی اصحاب کو چہوڑ دیتی تہی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تھے کچھ بعید نہین ہے
اور ظاہر ہے کہ فتوی قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تہا شرعا بہت حق اور

واجب تھا اور موافق قران کے اور تجویز دیت کے جو بخوف شہرت قتل پیہم خلیفہ اور ابن خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیاد شرعی اسکی قایم ہو سکتی ہی اور قابل لحاظ کے ہے کہ یہ عذر وقوع قتل ہرمیزان قبل انعقاد خلافت عثمان کا کیا عبداللہ ابن عمر کو تعمیل قصاص مندرجہ قران سے مستثنی و خارج کر سکتا ہی غرض اول بسم اللہ غلط ہوا یعنی اول روز خلافت مین حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی خلاف قران کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تھا اور کیا تعمیل ہی اور عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص خونی اور غضبناک آدمی کی رای جو بطور حدیث کے صحیح بخاری وغیرہ مین مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور ایک دوکان پنساری کے ہین کہ جو اُس دوکان مین زہر اور تریاق اور قابض اور مسہل سب طرح کی چیزین ہوتی ہین کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے سو اُسی طرح پر کتب حدیث مین روایتین معقول و نامعقول راویان ثقہ وغیر ثقہ کی مندرج ہین تا اینکہ حدیثین بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بھی کتب احادیث مین موجود ہین غرض بمجرد نام حدیث کے روایتین کل حدیث کی قابل منظور کرنے کے نہین ہین بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کیجا سکتی ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخص ضعیف الرای تھی سو بوجہ نقصان عقل انکی خلاصہ کارگذاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگون نے انسی ایذا پائی اور بدذاتون کو انکے وقت مین بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک مثل انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہین تو ہم کہین کہ تم کیسے

نشیں ہو اور تفصیل ان سب باتوں کی بعد اسکی کیجاتی ہی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان
نی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم
اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر مادری کو بمعزولی
سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخرکار ولید شراب خواری مین مشغول
ہو کر اور عین حالت مستی مین داخل مسجد ہو کر بجای دو رکعت فرض نماز صبح کے
چار رکعت پڑھی۔ رای راقم۔ یہ ایک مثال بے استدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ
ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص یک صحابی
عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال مین اُنکو بھی معزول کر کے ولید ابن عتبہ
اپنی ماں کی طرف کے سوتیلی بھائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ شراب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔
حضرت عثمان نے عبد اللہ ابن سعد ابی سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تھا
اور عمرو بن عاص ملول ہو کر مدینہ مین آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بھی
عمال معزول مین سی تھے سازش کر کے سخنان ناملایم بحق عثمان کے کہنے لگا اور نوبت
یہانتک پہونچی کہ خواہر مادری عثمان کو کہ جو اُسکی نکاح مین تھی طلاق دیا۔ رای راقم۔
یہ سرفرازی عبد اللہ ابن ابی سرح کی بھی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہی۔
روضۃ الصفا۔ ابو موسی اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبد اللہ
ابن عامر اپنے خالہ زاد بھائی کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رای راقم۔ تمام ترقیات
حضرت عثمان کے وقت مین گویا منحصر خاندان بنی امیہ مین تھی کہ جس خاندان بنی امیہ سے
حضرت رسول کو نفرت تھی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان نے مقام منای عرفات مین
نماز فرض چار رکعتی کو تمام وکمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہین کی کہ اس پر
صحابیون نے گفتگو کی اور عبد الرحمن ابن عوف نی کہا کہ تمنی خلاف قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کے یہ بات کی اور خلاف اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔
یہ عبد الرحمن بن عوف وہ شخص ہین کہ جن نے تجویز خلافت مین حضرت علی پر حضرت
عثمان کو ترجیح دی تہی۔ روضتہ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ مین ایک کنوان کہودواتی
تہے کہ اسمین انگشتری پیغمبر خدا کی کہ جو انکی انگلی مین تہی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے
وہ انگوٹھی پھر نہین ملی۔ رای راقم۔ امر ناگہانی پر کچھ الزام نہین دیا جاسکتا ہے۔ روضۃ الصفا
ایام خلافت مین حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے
اسقدر بحث و نزاع واقع ہوی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس مین لوگون نے اسقدر لات
و گھوسہ سی مارا کہ مالک اشتر بیہوش ہو گئی اور یہ بات اشراف اور اعیان کوفہ کو
گران گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بہی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے
شیعیان علی یعنی فرقہ محبان علی سے تھے تو انکا مار کہانا خود موافق قیاس کے ہے
اسواسطی کہ کوی محب علی کا سزای مارپیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا سی حضرت عثمان کے
خلافت مین کمتر محفوظ رہا ہوگا۔ روضتہ الصفا۔ بسبب مارپیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن
قیس نخعی وغیرہ اشراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلسون مین سعد کو ساتھ حقارت
کے یاد کرتے تھے اور غیبت عثمان مین زبان کہولتے تھے اور آخر اُن لوگونکو حضرت
عثمان نے بہ طبق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر
حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حمص کو عبد الرحمن ابن ولید حاکم شہر حمص کے پاس
بھیجے جائین تاکہ حاکم حمص کی خوی درشتی سی اپنی رگ گردن کو اُن اشراف کوفہ کی نرم کرے
رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تہی اسواسطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق
خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تھے اور احکام بے ٹھور و بے ٹھکانے
کے جو حضرت عثمان کے وقت مین صادر ہوتے گئے کہ جسمین کچھ لحاظ قران اور سنت

رسول اور سیرت شیخین کا نہین ہوتا تہا سو بمقابلہ آن احکام کے یہ جلا وطن کرنا اشراف کوفہ کا اور شہر بشہر گہوماتا اون لوگونکا کوی بڑی بات نہین ہے۔

روضتہ الصفا۔ ابوذر غفاری جوکہ صحابۂ کبار مین سی تہی بعد انتقال حضرت عمر کے ملک شام مین رہگئی اور جب معاویہ کو کہا کہ اعمال و افعال تیرے موافق سنت رسول اور مطابق سلوک شیخین کے نہین ہین تب معاویہ نے حضرت عثمانکو لکہا کہ اگر تجکو حاجت ولایت شام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک مین بہیجدو تب حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ مین بلوالیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہوکر ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلجانیکا حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ مین جاکر رہی اور وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تہا کہ کوئی شخص مشایعت ابوذر کی نہکرے مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تہوڑی دور تک بطور مشایعت کی ساتھ ابوذر غفاری کے گئے۔ رای راقم۔ صاحب روضتہ الصفا ایک شخص صاحب تہذیب ہین کہ پورا حال بے اعتدالی حضرت عثمان کا نہین لکہا مگر اصل حال تاریخ الخمیس سے ایسا معلوم ہوتاہی کہ حضرت عثمان نے بر طبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری ملک شام سی ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرف مدینہ کے روانہ کیئے جائین واقعی یہ ایک عجیب سزای طبع ایجاد تہی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرادیتا تو تہین ابوذر غفاری کا کام تمام تہا۔ و تتمتہ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکم اخراج کا بطرف زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ ہمنی پیغمبر خدا سی سناہی کہ ابوذر تنہا زندگی کریگا اور تنہا مریگا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تہا سو اُس سے ابوذر نے انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ ہمنے پیغمبر خدا سے سُناہی کہ ابوذر ایک صادق ترین مردم ہے مگر کچھ شنوائی ان سب باتونکی نہین ہوئی اور آخر وقت نکلنی ابوذر غفاری کے حضرت

ملے اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان کے تھوڑی دور تک بطور مشایعت
کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث
کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوشن اسکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے
اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہی
کہ بنظر خوشی خاطر خلایق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگادی۔ رای اقم
اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل مین تقیہ کو کچھ
دخل نہین تہا اسواسطے کہ جب مروان وزیر اعظم خلیفہ وقت نے حضرت علے سے
بہ نسبت مشایعت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علے کے مزاج مین
کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اسطرح بے تکلف مروانکے
اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے
بنزاع پیش آتا تو مروان کے جوتا کہانے مین بھے کیا تکلف تہا کہ اسکا خون تک
حلال تہا بہرحال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تہا سو حضرت عثمان کی وقت مین
وزیر اعظم بنا مگر حضرت علی کی نظر مین اُس مردود کا کیا وزن تہا اور حضرت علی کی
شان ایسی ارفع و اعلی تھی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر مین کیا لاسکتی تھے
اور خلاصہ یہ ہی کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائین تو بہت طول ہو
سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہی کہ حکم ابن عاص اور مروان انتخاص لعنتے
بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم
دیا اور حارث پسر حکم کیواسطے دسوان حصہ زر ثمن کا ہر دو کا ندار سی مدینہ مین مقرر
کرایا اور مروان کو وزیر بنا کرکے پانچ شہر ملک افریقہ مین دیا اور پچاس آدمی مہاجر
انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بہیجا تہا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتون سے باز نہ آوین تو خلافت سے معزول کر دی جاینگے سو انجام اوسکا یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ فتق کا ہو گیا اور عبد اللہ ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بھی مدینہ سے نکلوا ی گئے غرض تمام صحابی ناراض ہو گئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعثل یعنی مار ڈالو اُس پیر فرتوت احمق کو اور انجام یہ ہوا کہ باغیون نے ہجوم کر کے حضرت عثمان کو مار ڈالا اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے اندر جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہین تجویز ہو کر قریب مقبرہ یہودیونکی دفن ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑہا کر کے اندر اُس احاطہ کے درلای گئے اور اب ہم سنی صاحبون سے یہ بات پوچھتی ہین کہ ایسا شخص جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جای سو کیا بنیاد اس بات کی ہو سکتی ہے اور بہ نسبت معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بملاحظہ تمام حالات خلفای ثلثہ کے یہ بات سمجھتی ہین وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفای ثلثہ کے جاری ہونا چاہئی کہ حضرت علی نے بہ نسبت ان خلفای ثلثہ کے کچھ زبان بد استعمال نہین کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت ابو بکر سے حضرت علی بے تکلف راضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی یہ کیفیت تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو اُنسے کچھ کراہت تھی مگر بنظر دیگر حالات کے اُنسے راضی بھی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تہا کہ جو جو صلاح دفع فساد کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اُس صلاح کے قسم بھی یاد کرتے تھی سو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مروان چنان و چنین کہکر کے حضرت عثمانکی رای کو بدلوا دیتا تھا اور تعجب نہین ہی کہ خود مروان کو بھی معزول یا مقتول ہونا حضرت عثمان کا منظور ہو کہ اُسنے کچھ فکر دفع فساد بلوائیان کی نہین کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور بعض محمد ابن ابی بکر کے
نامۂ مصر مین بجای اقبلوہ کے اقتلوہ لکھدیا یعنی بجاے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو
یہ بات لکھدی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارے
یہ ہی کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت اُنکی بہت درست
ہی کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل الحیا ہونے کی بھی موافق حال
اُنکی ہی اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہین تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے
اسقدر ابلہ فریبی مین معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور
دیگر تمام صحابیان معزز تا عبد الرحمن ابن عوف وسعد ابن ابی وقاص کے روگردان
ہو گئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک زمانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہیے
کہ انہین بنی امیہ مین سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے
جو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہی سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء والایمان مین
ایک جور تی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی مگر بملاحظہ نخیر پابندی قسم اور
سزاہای طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہین
کر سکتی ہی اور بہ نسبت قران موجود کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہی ہماری راے
یہ ہی کہ ترتیب وجمع کرنیمین اس قران کے حضرت عثمان نے کوی تحریف و تصرف
نہین کیا اور رای ملا سید مرتضی شیعی علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہی۔ کہ اس قرآن
موجود مین کچھ تحریف و تصرف نہین ہوا ہی مگر اسکی ترتیب سورتونکی کچھ موافق
اصل ترتیب نزول قرآن کے نہین ہی اسواسطی کہ یہ بات بداہۃ ظاہر ہے کہ
سورتہائی مکی قبل ھجرت کے البتہ مقدم تر تھے سورتہائے مدنی سے کہ جو بعد
ہجرت کی نزول اُن سورتونکا ہوا مگر اس قران موجود مین دیکھا جاتا ہی کہ اکثر سورتہای

مدنی اوائل قران مین اور بعد اسکے ہوے تہائے مکی واقع ہین غرض ترتیب اس قران
موجود کی اسقدر غیر منتظم ہے کہ اسلئے ترتیب نزول سور تہاکے قرائی کا نکالنا
بہت دشوار ہوگیا ہی اور کہتے ہین کہ قران حضرت علی کا موافق ترتیب زمان
نزول کے تہا سو اگر وہی قران بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی
آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قران عبد اللہ ابن مسعود کا تہا کہ جو بحکم حضرت
عثمان کے جلا دیا گیا بہرکیف اب جو قران جس ترتیب سے کہ موجود ہے سو اسمین
کچھ عذر نہین ہوسکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہین ہے اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین
کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سورہ و آیات کا کیون نہین لحاظ کیا اور ممکن ہے
کہ یہ قران جو کہجور کے پتے وغیرہ پر لکہا ہوا تہا سو جس طرح کہ بر آمد ہوتا گیا سو
اسی طرح پر یہ قران جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قران موجود کے جو لقب سبع مثانی کا
از طرف علمای اہلسنت کے دیا گیا ہی بابن ادعا کہ یہ قران اسی ترتیب موجود سے
عرش و کرسی پر تہا کہ فلک اول تک پہنچا ہے حضرت رسول تک پہونچا اور قران
موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہین پائیجاتی ہی اور ظاہر
اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھہ قران شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس
بات ہی اور اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روے
فن تاریخ کے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین حضرت
بنی امیہ کا شور و زور رہا جیسا کہ لکہنو کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور دورہ
کمبوؤن کا تہا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف
لوگونکو حضرت عثمان سے ملال دلی پیدا ہوا پہونچا بخلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن
علی اور تمام اہلبیت کا تہا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تہا

سو اُسکی بادشاہت کا طور یہ تھا کہ جسقدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہونچی سو اُن سب
لوگونکو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملالیا اور اُسکا بڑا اہتمام یہ تھا کہ جہانتک
ہوسکی حدیثین کسر شان علی کی جھوٹی بنائی جائین اور استیصال خاندان نبوت کا
کر دیا جای اور اس امر مین معاویہ بہت کچھ سرسبز بھی ہوا کہ اسوقت تک اثر
اُسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جابجا حضرت علی کے رتبہ گھٹانیمین کمربستہ حاضر ہین
اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعلت کہنی مناقب اور فضائل
حضرت علی کے لوگون نے اُنکو خُفیہ کوٹ کوٹ کر کے مارڈالا مگر احمد نسائی نے
مرتے مرتے تک بھی کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہین کی اور بیان احادیث
فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی
یہ تھی کہ کسی طرحپر توجہ لوگونکی بطرف خاندان نبوت کے نہین ہونے پاوے اور
حکومت اُسکی نسل مین قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیاری اور تالیف
قلوب کی ہو کہ اُسکی افہام اور تفہیم اور ورغلانی یہ لوگ بی تکلف حضرت علی پر بر سر منبر
لعنت کرنے لگے اور آخر اُسی کے پوتے نے اس رسم ملعون کو موقوف کیا اور
یہ نسبت سرفرازی مروان وغیرہ اشخاص لعنتی اور مردودشدگان رسول اور
شیخین کے جو از طرف سفیان بحیلہ صلہ رحم کے معذرت کیجاتی ہے سو یہ عذر محض نا کافی
ہے اسواسطی کہ عہدہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہون
صرف بلحاظ استحقاق جوہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہئی بہت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد		فدای یک تن بیگانہ کا شنا باشد

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابیان جو جنگ اُحد مین بھاگ گئے اور وہ قصور جسکا
تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جسپر سُنیان بہت

زور کرتے ہین اور اس معافی قصور کو فضائل مین گنتے ہین اور کیا وجہ اثبات قدمی حضرت علی کو جو بروز جنگ اُحد کے ہوئی اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار انکی ثنا میں کہا گیا سو اُس حال کے یاد کرنیمین سنی لوگ بہت سرد اور ٹھنڈے دیکھے جاتے ہین ـــ

فصل ۸۶

اس فصل مین حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکلکشا علی علیہ السلام کا لکھا جاتا ہی کہ جو حقیقۃً و معنیً خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہمکو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ کچھ بھی بیان فضائل ذاتی حضرت علی کا ہمسے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین کے نقل کئے جاتے ہین کہ جو طریقہ اہل سنت مین مستند اور قابل تقلید ہین اور اُنسے کسی سنی زمانہ حال کو بھی انکار نہین ہی اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ منقول از مناقب تصوف فارسی ملا کشفی

ناصورت پیوند جہان بود علی بود
تا نقش زمین بود و زمان بود علی بود

ہم آدم و ہم شیث و ہم ادریس ہم ایوب
ہم یوسف و ہم یونس و ہم ہود علی بود

ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود

ہارون ولایت کہ پس از موسی عمران
واللہ کہ علی بود علی بود علی بود

علیسی بوجود آمد و فی الحال سخن گفت
این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود

موسی و عصا و ید بیضا و نبوت
در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود

جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون
در پیش محمدؐ شد و مقصود علی بود

آن شاه سرافراز که اندر شب معراج	با احمد مختار یکی بود علی بود
آن لحمک لحمی بشنو تا که بدانی	آن یار که او نفس نبی بود علی بود
چندانکه نظر کردم و دیدم بتحقیق	از هر دو جهان مقصد و مقصود علی بود
آن قلعه کشای که در قلعهٔ خیبر	برکند بیک حمله و بگشود علی بود
آن مرد سرافراز که اندر ره اسلام	تا کار نشد راست نیاسود علی بود

شعر دیگر از مولانا روم

تو بتاری کی سے علی را دیدهٔ	زین سبب غیری برو بگزیدهٔ

اور ہر چند چند اشعار اس قصیدہ کے اسدرجہ غلو تک ہین کہ ہم اسکو سمجھ نہین سکتی اور غرض اُسکے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہی کہ مولانا روم کا اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اسدرجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب مرتضوی قوم لصدر

لو ان المرتضی ابدی محله	لکان الخلق طرًّا سجدًا له
کاش اگر مرتضی ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنی	تو ہو جاتی خلق عموماً سجدہ کرنیوالی اُسکو
کفی فی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیه انه الله
کفایت کرتا ہی فضیلت مین ہماری مولا علی کے	واقع ہونا شک کا اسمین کہ وہ اللہ ہے
ومات الشافعی ولیس یدری	علی ربه او ربه الله
اور مرگئی شافعی درحالیکہ نہین سمجھ سکی وہ	کہ علی رب اُسکا ہی یا کہ رب اُسکا اللہ ہی

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

یا علی حبک [illegible] — قسیم النار والجنۃ

علی جو ہیں سو محبت انکی [illegible] پیری — امام الناس اور جن کے ہیں

وصی المصطفی حقا — امام الانس والجنۃ

وصی مصطفی کے ہیں [illegible] حق کے — اور تقسیم کرنیوالی دوزخ اور بہشت کی ہیں

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

نور ولایت توئی شاہ سلام علیک — شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک

معدن عرفان توئی مخزن الخزان توئی — کاشف قران توئی شاہ سلام علیک

حضرت حق را ودود مالک ملک شہود — تابع گروہ ودود شاہ سلام علیک

لحمک لحمی بگفت سر الہی ولی — سرور مردان علی شاہ سلام علیک

با ہمہ انبیا آمدہ در خفا — ظاہر با مصطفی شاہ سلام علیک

پشت پناہ امم از ہمہ او محترم — [illegible] عالم علم شاہ سلام علیک

اشعار حضرت شیخ فرید الدین عطار منقول از کتاب مذکور

گر ہزاران سال باشی در طلب — در ہزاران جام گیری تا بہ لب

در ہمہ روزے گذاری صد نماز — در بیداری صوم با عمرے دراز

یا تو اندر علم دین اعظم شوی — در علوم از شافعی اعلم شوی

یا چو خیل مقتدائے دین شوی — در علوم مالک رہ بین شوی

مرشد گر نباشد در ولت — کے توان گفتن سلیم و مقبلت

ہر کہ در عشق علی بود درست — رافضی دانم مرا او را از نخست

شعر دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

از مشرق تا بمغرب گر امام است — علی و آل او ما را تمام است

شاه نور الدین نعمت الله ولی منقول از کتاب مذکور

دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن
دست دل بر دامن آل عبا باید زدن
نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت
مهر مهر حیدری بر دل چو ما باید زدن
دم مزن با هر که او بیگانه باشد با علی
ور نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن
و بر در دوستان مرتضی باید نهاد
مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن
لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار
این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن
در دو عالم چارده معصوم را باید گزید
پنج نوبت بر در دولتسرا باید زدن
پیشوائی باید جستن ز اولاد رسول
پس قدم مردانه در راه خدا باید زدن
کربلائی آید از عشق شهید کربلا
عاشقانه آن بلا را مرحبا باید زدن
هر درختی کان ندارد میوهٔ حب علی
اصل و فرعش را قلم سر تا بپا باید زدن
دوستان خاندان را دوست باید داشتن
بعد از آن دم از ولای مرتضی باید زدن
سرخی حسن گدائی سکه نام علیست
بر رخ دنیا و دین چون با دشنا باید زدن
بی ولای آن ولی لاف ولایت میزنی
لاف می باید که دانی از کجا باید زدن
بر در شهر ولایت خانه باید گرفت
خیمه در دار السلام اولیا باید زدن
از زبان نعمت الله منقبت باید شنید
بر کف نعلین سید بوسها باید زدن

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقة الافراح

مصلحت بود آنچه کرد علی
تو چه اسال و ماه در حد علی
تو زبان فضول کن کوتاه
بود بو بکر با علی همراه
عظمت از حضرت نبی و علیست
در لحاف خلافت خفتن چیست
هر که با مرتضی علی نه نکوست
هر که گو باش من ندارم دوست

گر بد است این عقیدہ و مطلب	ہم بدین بد بدار ہم یارب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیراز

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار
امام جنی و انسی علے بود کہ علے	ز کل خلق فزون ہست از صغار و کبار
علے ز بعد محمد زہر چہ ہست بہ ہست	اگر تو مومن پاکی بکن برین اقرار
کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول	امام غیر علے بعد احمد مختار
ز بعد او حسن است و حسین حجت او	مجوے جہل برین کار مومن دیندار
بہ دشمنان منشین حافظا تو لا کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

ایضاً از خواجہ حافظ شیراز

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش
امروز زندہ ام بولائے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواہ باش

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی	پس خدا و مصطفے جبرئیل شد رافضی

مقدمہ خلافت کا ایک عجب طرح کا بھول بھولیان ہے کہ جس سے باسانی نکلنا بہت مشکل ہے کہ سُنی لوگ بنظر اثبات حقیت خلافت ثلثہ کے اس آفت مین مبتلا ہو گئے کہ خلفای ثلثہ کو حضرت علی پر تفضیل دین اور حدیثون کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہون اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لاوین اور شیعہ لوگون کا حال یہ ہوا کہ بملاحظہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علی علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت ثلثہ سے انکار کرین اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلفاے

تلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علے نے ان تینون
خلافتون کو منظور کرلیا اور قریب پچیس برس کے اُن خلفای ثلثہ کے پیچھے نماز پڑہا کئے
تو شیعہ لوگونکو سوای اسکی کچھ چارہ کا رباقی نہین ہا کہ حضرت علے کے اس تسلیم خلافت
اور اقتدا بالصلوٰۃ کو محمول اوپر تقیہ کے کرین اور دونون طرف بڑے بڑے عالم ہین
کہ اگر بطرف سنیونکی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہین تو بطرف شیعون کے
شیخ بہاؤالدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضی اور سید رضی وغیرہ
علیہم الرحمۃ ہین اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خرخشہ
و جھنجھٹ مین پھنسین اور ہمکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو
ملاّمین مرغی حرام اور غالباً یہ ایک نقل عوام کی ہی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی
بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ مین گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش مین یہ بات
کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو اور اتفاقاً اس روپیہ کو
کسی مولویصاحب نے اُٹھایا تہا سو مولویصاحب نے گھبرا کر کے اُس بڑھیا سی
پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہی کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو
بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ مین اوے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہین گے
مولویصاحب جو از بس مشتاق دریافت اُسکی وجہ کے تھے سو فوراً وہ روپیہ اُس
بوڑھیا کے ہاتھ مین دیدیا تب بوڑھیا نے وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہمنے خیال کیا کہ
اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اُٹھایا ہوگا تو صرف یہ بات ہو گی کہ وہ جاہل وہ روپیہ
ہمکو دیگا یا نہین اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اُٹھا لینا حلال ہی قرار دیگا
اور اُسکی جواب مین مولویصاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہی کہ ایک کم سو دلیل وجہ
حلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اُس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھہ مین آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی اور اب ہم کسی سنی یا شیعہ کے مولوے سے نہین ڈرتے ہین اور یہ بی اس بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ درحقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علے تھی اور صحابہ ثلثہ کو ضرور لازم تھا کہ حضرت علی کو بجای نبیؐ کے قبول کرکے اُنکے تحت مین کام کرتے مگر بات تو یہ تھی کہ الائمۃ من قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگی) کہکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہین کیا کہ حضرت علی بھی قریش مین سے تھے بلکہ خصوصًا بوجہ ہاشمی اور برادر عمومی ہونے حضرت رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علی اس خلافت درجہ چہارم کو منظور نہین کرتے تو بے تکلف خلفای ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا مین سے سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث مین الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ واقع ہی یعنی کہ خلافت بعد ہماری تیس برس ہوگی اور اندر اُس تیس برس کے حضرت علے نے اُس خلافت کو درجہ چہارم مین منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلمین ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علی کو کچھ شرف نہین ہوا اسواسطی کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت علی نمونہ مسیح کیواسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علی نے منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علی کو بلقب خلیفہ کے یاد کرنیمین ہم کچھ فخر نہین سمجھتے ہین سو اُسی طرح حضرت علی کو بھی داخل صحابہ سمجھنے مین ہم تمامتر راضی نہین ہین کہ حضرت علی اپنی چچیری بھائی اور داماد حضرت رسول کے تھے اور حدیث مین ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابے کے مواخات یعنے بھائی چارا

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہمکو آپ نی کسی صحابی کا بھای نہین بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخی فی الدنیا و الدین یعنی تو میرا بھای ہی دنیا اور دین مین غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہین ہے اسو اسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبیؐ کے ویسی ہی ہین جلسیا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسی کے تھے اور بہ نسبت صحابہ کے شرط یہ ہی کہ داخل اصحاب وہ لوگ ہین کہ جنہون نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان مین مرے ہون اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہین رکھیگا مگر مومن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضامندی اور محبت علی او راہلبیت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہین تہا اور اسیو اسطی ہم حضرت علی کو در اصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہین اور صحابی کے اصل معنی اسیقدر ہین کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت مین تھے یعنی حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو برادر عموی و شوہر فاطمہ بنت رسول و جز و رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہین اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بہ نسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہین کہ اُس سے یہ بات معلوم ہو سکے کہ صحابہ کسکو کہتے ہین

شعر

سلام اُنپہ جو اُسکے اصحاب ہین	وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُنسے راضی رسول اُنسی خوش	علے اُنسے راضی بتول اُنسی خوش

اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا بھی واسطی حضرت علے کے کچھ فخر نہین ہی کہ حضرت

علی البتہ قریشی تو ہین مگر اسی قریشی مین ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بھی ہین کہ اسی
وجہ سے درجہ لقب قریشی کا بہ نسبت حضرت علے کے حسب محاورہ سررشتہ
افیون کے بالا دربالا ہو گیا اور قریش مین سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تیم مین سے
ہین سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے
کہ عین اپنی خلافت مین حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگذاران کے
ہین اور تو سرور اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہملوگ مثل ستارہ ہای آسمان
ملت کے ہین اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی النظر
الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے
ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تیم کے اُسی مقابلہ کا
اُنس ہے کہ جیسا قریش مین قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو
نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش مین بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تیم کو
بھی مانتے ہین اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا
یہ ہی کہ اگر قران پر لحاظ کیا جای تو قران شریف تمامتر تائید حضرت علے کے ہے
جیسا کہ حدیث مین واقع ہے القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ
علے کے ہی اور علی ساتھ قران کے اور اگر حدیثین سب طرح کی وضعی اور غیر وضعی بہ
روایت حضرت عایشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کر لیجائین تو کیا شک ہے
کہ فضیلت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے
لقب سنیون کا جو اہلسنت والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا
سنت یعنی حدیثون پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیون پر ہے مگر جب یہ تمام
حدیثین بغور دیکھی جائین اور راویان کی حالتون پر نہ پہنچای اور ساتھ احادیث

عطای علم بدر و خیبر اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلۃ ھرون
من موسی و لحمک لحمی و دمک دمی و انت منی و انا منک
اور حدیث اہلبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے
مقابلہ کیا جاوی تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث افضلیت
صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہین اور سنیون کو مجبوری اس بات
مین ہے کہ کچھ جعل و فریب قران مین کر کے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہین
اور شک نہین ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی
سی انجام دیا اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدۂ خلافت کے
تھے اور بملاحظہ تاریخ واقدی کے معلوم ہوتا ہی کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ
مین تمامتر تائید ایزدی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات
حضرت عمر کی خلافت مین واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونون
خلافتون کو قبول کر لیا تو اس جہت سی یہ دونون خلافتین صحیح بھی ہوگئین مگر
ان خلفای ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینون
خلیفون کے ویسی ہی مولا ہین کہ جیسی حضرت نبی صلعم انکے مولا ہین اور ان تینون
خلیفونکی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علو مرتبت مین کچھ نقصان
نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کوی بات شرف کی واسطی حضرت علی کی
نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گذر گئی تو مصریون نے
حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہون حضرت علی نی فرمایا کہ
بغیر رضامندی اصحاب بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہوسکتی ہی تب
مصریون نے اپنے ساتھ صحابیون کو ہمداستان اپنا کر کے پھر اس بات کو

عرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد مرنے عمر کے ہمکو خواہش خلافت کی تھی مگر اب ہمکو کچھ خواہش نہین ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اُسکی تابعداری کرینگے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی لوگون نے پھر اصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ و زبیر کے یہ بات نہین ہوسکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونون شخصونمین سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اُسکی تابعداری ہم کرینگے مگر اون لوگون نے منظور نہین کیا غرض اوّل طلحہ نے اور بعد اُسکی زبیر وغیرہ صحابیون نے بیعت کی اور حضرت علی نے بطرف طلحہ کے نظر کر کے کہا کہ طلحہ واسطی نقض پیمان اور توڑنے میثاق کے سزاوار تر ہے اور کچھ لوگون نے مخالفت کی اور نعمان ابن بشیر انصاری کٹی ہوئی اونگلی کو نائلہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان کو معاویہ کے پاس ملک شام مین لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکر کے حضرت علی سے جنگ جمل مین لڑے اور شکست کھائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔ رای راقم۔

اسوقت مین بھی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو یاد نہین کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پُر اختلال مین لوگون نے خلیفہ بنالیا سو اس بات مین کسی کا کچھ احسان نہین ہے کہ سرداران کسان بلوائیان مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تھا کہ اگر اسوقت مین معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بھی اس خلافت کو اسوقت مین ورخاص مدینہ مین قبول نہین کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی جرأت اور ہمت تھی کہ اس خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیون کو جو حضرت علی سے گریزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہین تھی اور انجام اس خلافت کا یہ ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو سنہ ۳۵ ہجری مین قبول کیا تہا تا آخر وقت جناب امیر کے جو سنہ ۴۰ ہجری مین شہادت آپکی ہوی تمام عمر آپکی مکدر کٹی اور شاہ عبد الحق صاحب جو شرح مین حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتے ہین کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلا فصل کیا ضرور ہے اور حضرت علے نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملمع اور بطور ابلہ فریبی کے ہے اسواسطے کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہین بنایا ہی بلکہ یہ بتقضا اسوقت کے شور و شر کا تہا کہ جو حضرت علے خلیفہ بنای گئے اور جہانتک ہوسکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کئے گئے۔

عجب بد فطرت و ناپاک بودند		کہ در حب علی تقصیر کردند

اور جس طرح کہ جنگ جمل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع ہوا اسو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہین کہ انکا ذکر کرنا صرف ملال انگیز ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کربلا کے ایسا پر فتنہ اور پر شوب تہا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت مین مصروف و مشغول تھے اور یہ حوصلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونون جنگ جمل اور جنگ صفین کیواسطے مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سی ایجاد کرین اور اسمین کیا خطائے اجتہادی ہی کہ خود حضرت عائشہ اقتلوا النعثل کہہ کر کے لوگون کو برانگیختہ کرین اور حضرت عثمان کو کافر کہین اور پہر جب قتل عثمان کا ہوا تو بوقت پھرنے بطرف مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا اور بجرد سننی امام حضرت علے کے کہا کہ اب ہمکو مدینہ جاتی اقامت نہین ہی اور

اُسی جگہ سے مکہ کو چھوڑ کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آیندہ سنیون کو اختیار ہی کہ ایسی بی بی کو لقب صدیقہ کا دیکر کے اُنکی حدیثین دربارہ افضلیت اصحاب ثلثہ کے منظور کریں اور طلحے اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اول خلافت مین حضرت علے کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تہی اور حضرت علی نے کہا کہ تمہاری پاس رہنی سے ہمکو قوت ہی اور جب تم جدا ہوجاؤگی تو ہم مشورہ کس سے کرینگے اور اس بات سی یہ دونون صاحب ملول ہوکر کے حضرت عائشہ سے جاملی اور مشورہ اور بندوبست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم کر کے سر اُٹہایا مگر بہرحال انجام اُن دونون صاحبون کا بخیر ہوا کہ آخر کو مخالفت سی باز آکر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے منافقون سے معمور تہا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہمکو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین فرمایا تہا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تهلکوا یعنی نہین خوف ہی مجکو تم لوگون سی کہ شرک کروگے تم لوگ بعد میری مگر مجہی خوف اس بات کا ہی کہ رغبت کروگے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کروگے آپسمین اور ہلاک ہوگے تم لوگ سو بملاحظہ حالات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تمام تر تصدیق اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب مقام ہی

شعر

میکنی بگذر متابعت بمنافق چہ	زیادہ گفتن ناحق ہزار استغفار

اور جن صاحبون کو فن تاریخ مین مناسبت ہی سو اُنکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتداسی کون کون لوگ ہین اور استعمال لفظ منافق کا بہ نسبت دشمنان علے کے بہت درست ہی از روی حدیث لایحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق کے یعنی کہ نہین دوست رکھیگا اُس علی کو مگر مومن اور نہین بغض رکھیگا اُس علے سے مگر منافق اور شک نہین ہے کہ سنیان تفضیل الشیخین کے بیچے اگر خوب تنگ کرکے پکڑے جائین تو جواب یہی ہوگا کہ ہان ہمکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی آثارات اور نشانات ہوتے ہین ایک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیحدگی چاہتا ہی نہ یہ کہ دوست کے دشمنونکی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر مین خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر مین رنگ چہرہ کا اوڑجای۔

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است	مرد این رہ را نشانی دیگر است

اور اس عرصہ مین ایک خط جناب مرزا محمود حسن صاحب رئیس بھاگلپور محلہ محمد آباد کا بڑے جوش و تپاک کا پہونچا کہ ہمین ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب ہذا کے لکھا ہی کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باریتعالی کے اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی

قصیدہ

مرحبا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ	با خدا و مصطفےٰ خوش سازگاری کردہ
از علے و فاطمہ تا مہدی آخرزمان	حق بحق دادی و باطل را تو خواری کردہ
از حضیض دہر دون اوج بگردون رسیدے	با علے در باغ جنت تو قراری کردہ
از حدیث آیت این تالیف تو چون شد دلیل	در رہ حق و یقین مشغل گذارے کردہ
خوش بگفتی در صفتی خوش بسر بردی روزگار	در زمین و آسمان خوش یادگاری کردہ

از پی تحریر این دستت ببوسد جبرئیل	اندرین چون مدح آن دلدل سوار کرده
در جزای این عمل می آید از غیبت ندا	فاو خلی فی جنتی کاین عمده کاری کرده
با حسن خسته که داری گوشهٔ خاطر لطف	میکند از دل دعا منت گذاری کرده
یار باد آسمان حافظ خدا یت جاودان	مومنست معصومیان رحمت جوار کرده

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صاحب ابن سید امداد علی ابن سید حسن علے ابن سید حسین متوطن موضع احسن گنج بکٹی پرگنہ بہیا ضلع شاہ آباد کا بمقام چوکی کمان ضلع سارن سے پہونچا کہ وہ بھی بملاحظہ محبت و تپاک انکی نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و بہ نستعین و نصلی علی محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرمین — بیت

ای شان حیدری ز جبین تو آشکار	نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار

جناب ہدایت مآب ناصر طریقہ ائمہ اطہار - حامی ملت سید ابرار - محب و اثق حیدر کرار - عابد شب زندہ دار - مولانا سیدنا البری عن الشین - السید محمد وحید الدین حسین خانصاحب بہادر متخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد و محتاج بشفاعت سبطین کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علے ابن مغفور سید حسن علی بن السید حسین حشرہم اللہ مع الحسنین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنای قدمبوس کہ فخر خود میدانم اگر میسر آید طوطیای چشم خود سازم - میرساند - گر قبول افتد زہی عز و شرف ×
الحمد للہ کہ درین زمانہ پر آشوب ہمچون ذات قدسی صفات را یکی از مغتنمات می پندارم چرا کہ اگر درین دار نا پائدار مثل جناب فیض انتساب حق گو و انصاف پسند چند کس نبود ند بخدا سوگند کہ تاریکی جہان و جہانیان ہرگز نمی ماند — لہ

الخمسہ

ہزار شکر خداوند قادر و قیوم	کہ ہمچو ذات وحید ہست ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهرهٔ عام کتاب وحید آخرت نیک مصنفی جناب الا
شنیدم - بهزار جستجو یافتم - بغور تمام دیدم - و موزونی طبیعت حق طویت
بندگان عالی را صد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که بی شبه آخرت نیک شد لراقمه

آخرت نیک شد جناب وحید ‖ زانکه کردی تو حامی شاه شهید

امسال روزی نشسته از شفیق رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب حرسهم الله
عن الشرور والفتن یکی از رئیس اثنا عشری مستفسر حال خیریت مآل عدالت خصال بودم
که مژده تازه تالیف کتاب ثانی (جام تحقیق مشرب حسینی) شنیدم پس مشتاق شدم
چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مستطاب معلی القاب مولانا مقتدانا - منتظم
فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم - من چه
گویم که آنجناب بمجرد تحریر این حقیر بره گذر و فور شفقت بزرگانه و توجهات کریمانه
اولاً تا صفحه (۲۳۶) وثانیاً تا صفحه (۴۰۰) عنایت فرمودند بخدا بس رهین
منت شدم - بملاحظه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داده اند
وعدل نوشیروانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه چنین
فیصلهٔ بی نظیر ناطق شده که استرداداش شدن نمی تواند عند الله ماجور وعند الناس مشکور

لراقمه

زانکه کردی تو وصف اسد الله ‖ چون نباشد که این همه باعث

جوش ولای حضرت مولای مشکلکشا اسد الله غالب علی کل غالب است شک
نیست که آنجناب در صالح المومنین اند و حشر حضور با ائمهٔ هدی علیهم السلام خواهد شد
چنانکه تائید تحریر من بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هویداست لراقمه

نبی و علی ... دور اضحی شد نا ‖ [illegible]

شہرۂ آفاق کتاب مستطاب جناب فیضمآب باکناف عالم ہویدا و درین اطراف خصوصاً چنین شدہ کہ جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین برای معاینہ اش می آیند و بکمال جوش دلہا می بلبند بخدا و عامی ہند کہ غفور الرحیم جناب عدالت مآب وحید العصر فرید الدہر از ۱۰ اطلہ حق پسند و منصف مزاج را درین سپنجی سرای از شر حاسدان و کوتہ اندیشان محفوظ و انچہ کہ باید از آن محظوظ و بمحبت ائمہ معصومین مستحکم و قایم دارد و در آن عالم بالا ہم جای صدر اعلی نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایہا الناس محبت علی جزو ایمان است پیغمبران راہم فخر پس کسیکہ محبت علی ندارد حیدری نیست بندۂ خدا نیست

چنانکہ قول شاعر

بے مرتضے رسولوں کی پیغمبری نہین	وہ بندہ خدا نہین جو حیدری نہین

دیگر

ای دل حبی وسیلہ مشکلکشا نہین	تا حشر اسکی درد کی ہرگز دوا نہین

الحق ماشاء اللہ درین حد تحقیق انچہ کہ حق انصاف بود باستدلال معقول براہین قاطع احقاق حق فرمودہ اند مرا یقین کامل است کہ ازین کتاب متبرکہ بسیاری کسان کہ در کوچہ ضلالت افتادہ اند براہ راست خواہند آمد لراقمہ

حقا کہ حق پسندی و حق البیان شدی	ای خضر رہنمای رہ گمرہان شدے

لاریب بصلۂ این داد حق پسندی و دولای مولای مشکلکشا جناب اسد اللہ غالب علی کل غالب برہمہ غالب و بہر دو جہان سرخرو خواہد داشت آمین رب العالمین لراقمہ

وحید عصر فرید دہر شدی آزاد	کہ روح مرتضوی را تو کردہ بس شاد

ما بی بضاعت و ذرہ بیمقدار را چہ یارا کہ مدح آنجناب لب کشائیم وچہ جاے

کہ خود تمامی عالم مداح انتخاب انصاف پسند ہست چونکہ من ہم یکی از بہی خواہ بندگان والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرا لازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطری چند عرض پرداز شدم۔ برای بقیہ اجزا لبس مشتاق ام۔ مرا یقین است کہ ہر گاہ کل طبع خواہد شد ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود۔ اگر حقیر را یکی از خادم درم ناخریدہ خود تصور یدہ صرف از امر خیریت مزاج سامی بذریعہ سرفراز نامہ عالی مطلع و ممتاز فرمایند بعید از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بل فخر و مباہات خود خواہم پنداشت ختم می کنم این عریضہ مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ائمہ ہدی محشور گرداناد بالنون والصاد

	لراقمہ	

ندا غیبی اقبال را این رسید کہ خلد برین شد مقام وحید
رباعی تاریخ وصول کتاب لاجواب گرچہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ کم مایگان است اگر مقبول گردد زہے فخر خود دانم

	رباعی	

تمکو تو ہے نے بخشا	کیا وصف کرون تیرے رقم
تمکو تو علی نے ہے دیا	کیا حب ہدی باغ ارم

۱۲۹۵ھ

	رباعی دیگر	

تم تو عادل ہو ؛ تم تو کامل ہو ؛
حق کے طالب ہو مرحبا غالب ہو ؛

غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر پسر اکبر وحید الدین آزاد ۱۲۹۵ھ مولف کتاب ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے ہم دونون باپ بیٹا ایک ہی اعتقاد کے ہین اور اندر لوا سے محبت حیدری سے زندگی کرتے ہین

غزل منقبت

سرور کون و مکان شاه سلام علیک قاسم نار و جنان شاه سلام علیک
مالک ملک کرم نائب شاه امم بادشه انس و جان شاه سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبر کشا داغ نه سرکشان شاه سلام علیک
شافع روز جزا هادی هر دو سرا چارهٔ بیچارگان شاه سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب فخر شهان جهان شاه سلام علیک
دافع داغ الم داروی هر درد و غم مرهم خسته دلان شاه سلام علیک
مفتی دین خدا حاکم ملک رضا حق ز کلامت عیان شاه سلام علیک
زینت بزم نبیؐ فخر نبیؐ و ولی شمع شبستان جان شاه سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما نام تو ورد زبان شاه سلام علیک
لحمک لحمی نبیؐ گفت ترا یا علی هستی مرا جان جان شاه سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی سرور هر دو جهان شاه سلام علیک
مظهر ذات خدا جلوه ده انبیا فخر شه مرسلان شاه سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان چون نشوم مدح خوان شاه سلام علیک
بخش ز عشق خدا این اثر مرده را زندگی جاودان شاه سلام علیک

انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور

چون نه نالم در غم عشق علیؑ افتخار هر نبی و هر ولی
الفت حیدر همین اسلام ما نام پاک شاه زیب کام ما
درد ها دارد دل شیدای من زین سبب این گریه شبهای من
عاشقی پیداست از زاری دل نیست بیماری چو بیماری دل

عین ایمان ست عشق مرتضے   نوربخش دیدهٔ مرد خدا
دشمن مولی است کور و بے بصر   همچو اعمی میرود سوے سقر
دشمنان را نام مولی جان گزا است   دوستان را نام مولے جانفزاست
ننگرد حاسد بسوے بوتراب   شپره بیند نه روے آفتاب
رتبهٔ حیدر برون از فهم ماست   رتبه دان او جناب کبریاست
از اهانت کم نگردد شان او   سجده گاه اولیا ایوان او
کفر بهتر از چنین دین خراب   کاندران رکن ست بغض بوتراب
توبه توهین علے پرداختی   رتبهٔ شاه نجف نشناختے
رتبهٔ حیدر چه دانی اے غبی   تو بسوے معنئے صمّ شدی
با عدو مرتضے دارے ولا   یا ندانی معنئے شرم و حیا
تو تفضیل مرتضے داری سخن   مدح حیدر میکند مستر گبن †
آن گبن به از هزاران شامیان   آن گبن به از چنین اسلامیان
این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست   بر چنین فهم و ذکا باید گریست
ابن ملجم شرم دارد زین گروه   پیشش بے دعنوانی شان پرشکوه
آمدم اکنون به مدح بوتراب   نور او روشن ز نور افتاب
هل اتی وارد شده در شان او   خالق کونین مدحت خوان او
نور بازوے جناب مصطفے   افتخار اولیاؤ انبیا
دوشش پاک مصطفے معراج او   گوهر عرفان زیب تاج او
شیر نر حیدر لقب خیبر کشا   ضیغم حق شهسوار لافتے
عالم علم نبے و باب علم   مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرورِ دین شافعِ روزِ جزا | جانشین حضرت خیر الورے
ذاتِ پاکش مظہرِ ربِ جلیل | دینِ حق را آمدہ روشن دلیل
بعدِ پیغمبر ہمہ را سرور است | از ہمہ بعد پیمبر برتر است
داخلِ آلِ عبا و پنجتن | سرورِ خیلِ ائمہ بو الحسن
ہم وصی و ہم انیسِ مصطفےٰ | زوجِ پاکِ حضرتِ خیر النسا
از تو دارد یا علےؑ کعبہ شرف | یا علےؑ تو دُرِّ تے وکعبہ صدف
بت شکن ہستی بت پندار را | جان و تن دادہ براہ ارتضا
رجعتِ خورشید از اعجاز تو | از ہمہ بلیم جدا اند از تو
تو ہمان نورے کہ بودی در ازل | ایمن از مکرِ شیاطین و دغل
تو سراپا سرِّ ربانی علےؑ | تو سراسر جان را جانے علےؑ
دشمن تو در دو عالم خوار شد | چون زمدحت سرِ سرا نکار شد
حاسدان گویند مارا رافضے | تا زما باشد جواب شافعی

فصل ۸۷

اس فصل مین بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علےؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے جلد سیوم روضۃ الصفا سے منقول ہوتے ہین کہ جس سے فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہین اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ صرف قال نہین بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنے کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہین ——
ہمسر الدُّنیا اَوَّلُھَا عَنَاءٌ وَاٰخِرُھَا فَنَاءٌ فِی حَلَالِھَا حِسَابٌ وَّفِی حَرَامِھَا عَذَابٌ مَنْ صَحَّ فِیْھَا اٰمِنَ وَمَنْ مَرِضَ فِیْھَا نَدِمَ وَمَنِ اسْتَغْنٰی فِیْھَا فُتِنَ وَمَنْ سَاعَافَاتَتْہُ وَمَنْ نَظَرَ فِیْھَا الْھِتَّہٗ

ترجمہ دنیا جو ہی سو اول اُسکا رنج و تردد ہے اور آخر اُسکا فنا ہے حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پر اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہی اُسمین سو بےفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و تندرستی مین کچھ فکر و اندیشہ اپنی نا تندرستی کا نہین کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت سے گویا نا امید ہو جاتا ہی غرض کہ دونون حالت صحت و مرض مین خیال آئندہ کا نہین کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ مین پڑتا ہی یعنے کچھ تمیز حلال و حرام کی باقی نہین رہتی ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے سو دنیا اُسکی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اُسپر وہ دنیا اُسکو غافل کر دیتی ہے

متن فَرَضَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْاِیْمَانَ تَطْهِیْرًا مِنَ الشِّرْكِ وَالصَّلٰوۃَ تَنْزِیْهًا عَنِ الْکِبْرِ وَالزَّکٰوۃَ تَسْبِیْبًا لِلرِّزْقِ وَالصِّیَامَ اِبْتِلَاءً لِاِخْلَاصِ الْخَلْقِ وَالْحَجَّ تَقْوِیَۃً لِلدِّیْنِ وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْاِسْلَامِ وَالْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ مَصْلَحَۃً لِلْعَوَامِّ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ رَدْعًا لِلسُّفَهَاءِ وَالْقِصَاصَ حَقْنًا لِلدِّمَاءِ وَتَرْكَ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِیْنًا لِلْعَقْلِ وَتَرْكَ الزِّنَاءِ تَحْصِیْنًا لِلنَّسَبِ وَتَرْكَ اللِّوَاطَۃِ تَکْثِیْرًا لِلنَّسْلِ وَبَقَائِهٖ

ترجمہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو بنظر منزہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنے بذریعہ زکواۃ کے محتاجون کو بھی روزی پہونچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحان خلوص عمل کے یعنے روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکم خدا کو مانتا ہی کہ بسبب تابعداری کی بھوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوت دینی دین کے کہ جس سے مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ مین جمع ہون اور انکی آپس کی ملاقات اور

اور اسی ارکان سے دین کو قوت ہو اور فرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام کے
اور فرض کیا امر بالمعروف کو یعنے سکھلانی کو شرعی باتو نکے بنظر مصلحت عوام کے
کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہیں ہی اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنے
منع کرنے کو برے کامونسے واسطے لانے ہیو تو نکے بطرف ہدایت کے یعنے
برا کام کرنا کہ جسکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ
خود آپ مبتلای عذاب ہوتا ہی اور فرض کیا قصاص کو یعنے خون کرنے کو بدلے
مین خون کے بنظر حفاظت خونون کے یعنے بخوف مارے جانے بیبدل ایک خون کے
لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چھوڑ دینے کو شراب خواری کی واسطی
حفاظت عقل کے کسواسطی کہ خمر کی تعریف یہ ہی کہ الخمر ماتخمر بہ العقل یعنی خمر وہ
چیز ہے کہ جس سے خمیر یعنی جوش آتا ہی عقل مین اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت
نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہی یعنے زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم
ہو سکتا ہی کہ اسکا باپ کون تہا کہ حساب نسب کا باپ کیطرف سی ہی اور فرض کیا
ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اُسکے یعنی لواطت مین جو
مادہ کہ مرد سے نکلتا ہی سو اُس سے کوئی اولاد نہین پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت
جو دی گئی ہی سو اُس سے مقصود یہ ہی کہ نوع انسانی بڑہے اور قایم رہے
نمبر ۴ النّاس من خوف الذّل فى الذّل ترجمہ آدمی لوگ
بوجہ خوف ذلت کے ذلت مین پڑتے ہین مثلاً بدن پر کپڑا نہین ہی تو واسطی دفع
کرنے اس ذلت کی ذلت سوال کرنے کو قبول کرتے ہین حالانکہ کپڑا بہم پہونچانا
اپنی ہاتھ کی کوشش سی چاہیی **بیت**

ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد

نمبر ۴ طوبیٰ لمن ذکر المعاد وعمل للحساب وقنع بالکفاف ورضی عن اللہ تعالیٰ
ترجمہ مبارک ہو وہ آدمی جو یاد رکھے معاد اپنے یعنی عود کو لیٹنے او عمل کرنے کو
نیک کام کے اور قناعت کرے روز سے معین پر اور راضی رہے خدا سے

نمبر ۵ اغنی الغناء العقل واکبر الفقر الحمق واوحش الوحشۃ العجب
واکرم الحسب حسن الخلق ترجمہ سب سے بڑھ کر کے دولتمندی عقل ہے
یعنے عقل بڑی دولت ہے اور سب سے بڑھ کر کے فقر حماقت ہے یعنی احمق آدمی
ہر کام مین اپنے محتاج ہے اور سب سے زیادہ تر وحشت عجب یعنی خودپسندی ہے
یعنی خودپسند آدمی سب کی رای سے وحشت کرتا ہے اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین
صفت ذاتی حسن خلق ہے

نمبر ۶ الغنی فی الغربۃ وطن والفقر فی الوطن غربۃ
ترجمہ غنی آدمی مسافرت مین وطن مین ہے اور فقیر آدمی اپنے وطن مین
مسافرت مین ہے۔ بیت

منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت
وان را کہ بر مراد جہان نیست دسترس	در زاد بوم خویش غریب است و ناشناخت

نمبر ۷ فوت الحاجۃ اھون من طلبھا الی غیر اھلھا
ترجمہ فوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہے طلب کرنے سے
اس حاجت کے ایک شخص نااہل سے

نمبر ۸ لا مال انفع من العقل ولا وحدۃ اوحش من العجب ولا عقل
کالتدبیر ولا کرم کالتقوی ولا قرین کحسن الخلق ولا میراث کالادب
ولا فائدۃ کالتوفیق ولا تجارۃ کالعمل الصالح ولا ربح کالثواب ولا ورع

ولا نوف عند الشبهة ولا زهد كالزهد فی الحرام ولا علم کالتفکر
ولا عبادة کاداء الفرائض ولا ایمان کالحیاء والصبر ولا حسب
کالتواضع ولا شرف کالعلم ولا عز کالحلم ولا مظاهرة اوثق من مشاورة

ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہین ہی یعنے عقل بڑی دولت ہی اور کوئی
تنہائی وحشتی تر عجب یعنی خودپسندی سے نہین ہی کہ جسکے سبب عجب والا آدمی
ہمیشہ حالت تنہائین اور لوگون سے الگ تہلگ رہتا ہی اور نہین کوئی عقل ہی
مثل تدبیر یعنے دور اندیشی کے اور نہین کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت ہی مثل
تقوی کے اور نہین کوئی ساتھی ہی مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا
سب لوگ ساتھ دیتے ہین اور نہین کوئی میراث یعنی متروکہ ہی مثل ادب شایستگی کی

ادب تاجلیست از لطف الٰہی		بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہین کوی راہبر ہی مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہونچا دیتی ہی اور
اور نہین کوی تجارت ہی مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک مین کچھ خسارہ نہین ہی
اور نہین کوئی نفع ہی مثل ثواب کے اور نہین کوئی پرہیزگاری ہی مثل توقف
کرجانے کے وقت شبہہ کے یعنے کسی چیز کے حلت مین جو شبہہ واقع ہو تو اسکی
قبول کرنیسی بھی باز رہی یعنی مال شبہہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہین کوئی زہد ہی
مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہین کوئی علم ہی مثل
تفکر یعنے سوچ وبچار کہ سوچ وبچار سے علم قوی ہوتا ہی اور نہین کوئی عبادت
ہی مثل ادائی فرائض کے اور نہین کوئی ایمان ہی مثل حیا اور صبر کے اور نہین
کوئی حسب یعنی صفت ذاتی ہی مثل تواضع کے اور نہین کوئی شرافت ہی مثل
علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہی اور نہین کوئی عزم یعنی استقلال طبع ہی

مثل حاکم کے اور نہین کوئی مددو پشت پناہ ہی مضمون اثر مشہور ہ ہے —

نمبر ۹ اضاعۃ الفرصۃِ غصۃٌ ترجمہ برباد دینا فرصت وقت کا رنج اٹھانا ہی ہ

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نہ بود		نوشدار و کہ پس از مرگ بسہراب دہند

نمبر ۱۰ من اعطی اربعا لم یحرم اربعا من اُعطی الدعاء لم یحرم الاجابۃ ومن اُعطی التوبۃ لم یحرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یحرم المغفرۃ ومن اعطی الشکر لم یحرم الزیادۃ ترجمہ جس شخص کو عطا ہوئین چار چیزین نہین محروم رہیگا وہ شخص چار چیزونسے جو شخص کہ عطا ہوئی اسکو توفیق دعا مانگنی کی نہین محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اُس دعا کی آور جو شخص کہ عطا ہوئی اُسکو توفیق توبہ کرنے کی نہین محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہونی سے اُس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیگئی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہین محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیگئی شکر کرنیکی سو وہ نہین محروم ہوگا زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہی —

نمبر ۱۱ من یعط بالید القصیرۃ یعطی بالید الطویلۃ ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اُسکو دیا جائیگا بڑے ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدور پر خیرات کرے سو اسکو بہت کچھ دیا جائیگا دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت —

نمبر ۱۲ اصدقاءُکَ ثلثۃ واعداءُکَ ثلثۃ فاما اصدقاءُکَ فصدیقُکَ وصدیقُ صدیقِکَ وعدوُّ عدوِّکَ واما اعداءُکَ فعدوُّکَ وعدوُّ صدیقِکَ وصدیقُ عدوِّکَ ترجمہ دوستان تمہاری تین ہین اور دشمنان تمہاری تین ہین لیکن تفصیل دوستونکی یہ ہی کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل دوستان کے ہین اور تفصیل تمہاری دشمنون کی یہ ہی کہ دشمن تمہارا اور دشمن تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہین فقط خدا کرے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علی کا تھا ہم بھی داخل دوستان علی کے سمجھے جائین کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطے بہت کافی ہی اور سنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیکی کہین داخل دشمنان کے نہ ہو جائین —

نمبر ۱۳ مودۃ الاباء قرابۃ بین الابناء والقرابۃ احوج الی المودۃ من المودۃ الی القرابۃ ترجمہ محبت باپ دادون کی ایک قرابت ہی فرزندو نسے یعنے باپ دادون کو اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بھی ... محبت سے یاد کرینگی بیت

تو بجای پدر چہ کردی خیر — کہ ہمان چشم از پسر داری

اور قرابت محتاج تر ہی طرف محبت کے بہ نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت کی ہو یعنی قرابت محتاج محبّت کی ہی مگر محبت محتاج قرابت کی نہین ہی —

نمبر ۱۴ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سی سوال کیا لو سُدّ علی رجُلٍ بابٌ و ترك فیہ من این کان یاتیہ رزقہ یعنی اگر بند کیا جای دروازہ اوپر ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جای وہ اُسی مکانمین پس کہانسی آویگی روزی اسکی حضرت علی نے جواب دیا من حیث یاتیہ اَجَلُہٗ یعنے اُسی طرحسی روزی آویگی کہ جسطرحسے موت اُسکی آویگی —

نمبر ۱۵ ما احسن تواضع الاغنیاء للفقراء طلبًا لما عند اللہ واحسن منہ تکبّر الفقراء علی الاغنیاء اتکالًا علی اللہ ترجمہ کیا خوب ہی تواضع کرنا امیرونکا

غریبون سے تلاش اُس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہے اور اُس سے بہی خوب تر ہی
غرور کرنا فقیرون کا امیرون سے بنظر توکل کرنے اوپر خدا کے اور صاحب روضۃ الصفا
لکہتے ہین کہ بیانمین حکمتون اور خطبی اور نصیحتون کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے
افصح الفصحا ہین اور کلمات آپ کے حد و شمار سے افزون ہین مگر چونکہ یہ کتاب
روضۃ الصفا کی فن تاریخ مین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا اور حال یہ ہی
کہ ملا محمد ابن خاوندشاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہی
اور ہم تمامتر ساتھ اُسکی ہم اعتقاد ہین کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحاب ثلثہ اور
حضرت عایشہ اور طلحہ اور زبیر تک کچھ کاوش نہین ہی مگر اس شخص کو تمامتر گرویدگی
ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت اور دوازدہ امام کے ہی اور معاویہ سی اس
شخص کو کمال نفرت ہی غرض کچھ شک نہین کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک
شخص تفضیلیہ مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہی اور دیگر اقوال
حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گذری ہین سو ہم بہی اُنمین سے
اس جگہہ چند قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہین اور اگر بخت مساعد ہو
تو انشاء اللہ تعالی ایک شرح دیوان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بہی کیجائیگی

نمبر ۱ الدین والدنیا کالمشرق والمغرب فاذا قربت من احدھما بعدت من الاخر
ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب و پچہم کے ہی کہ اگر کسی ایک سی اُن دونوئین کے
تو نزدیک ہوگا تو دور ہوگا دوسرے سے

نمبر ۲ الدنیا کالظل فان اسعیت الیہ یھرب منک وان ھربت منہ یسعی الیک
ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہی کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ بہاگیگا
تجہسے اور اگر تو بہاگے اُس سے تو وہ دوڑیگا تیری طرف۔

اب سنیان معاویہ شاہی تفضیل الشیخین کے ہمکو دیکھلا دین کہ آنکی پاس کچھ کلمات خلفای ثلثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولا علیکی ہین یا خیر اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکھتی ہین کہ حضرت عمر متصوف بہی تہی اور ایک رسالہ بہی تصوف مین اُنسے ہی سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا ہوگا کہ جو حضرت علیکی گہر کے جلانے کو ہاتہہ مین آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ واگذاشت باغ فدک کا جو حضرت ابوبکر نے لکھدیا تہا سو اسکو حضرت فاطمہ سے واپس لیکر کے چاک کرا دیا اور بہرحال حضرت عمر جو کچھ صوفی مشرب باعتقاد شاہ ولی اللہ صاحب کے ہون سو ہون مگر چودہ خانوادہ فقرا مین سے کوی سلسلہ حضرت عمر تک نہین پہونچتا ہی اور حضرت عمر کا صوفی قرار دینا ویسا ہی ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اسنی ایک گوری رنگ کا حبشی دیکھا ہی اور اسپر مزید یہ ہی کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہانتک ترقی کی ہی کہ تصوف مین حضرت علی کو حضرت عمر سے تعلیم تہی حالانکہ ہمنی مقامات متعددہ مین دکھلایا ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سی کچھ کراہت تہی مگر شک نہین ہی کہ ان خلفای ثلثہ مین سے حضرت ابوبکر کو ایک میل طبیعی بطرف فقر کے تہا اور چاردہ خانوادہ مین سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکر تک پہونچتا ہی اور اشعار مفصلہ ذیل سے حضرت ابوبکر کی خوبی اور بزرگی پائیجاتی ہی ـ

اشعار

خذ بلطفك یا الٰہی من لہ زاد قلیل	مفلسًا بالصدق یاتی عند بابك یاجلیل
لی تو ساتھ لطف کے اپنے ای بار خدا اُس شخص کو کہ جسکو ہی توشہ راہ تہوڑا	جس حالتمین کہ مفلس ہے اور آتا ہی ساتھ صدق کی تیری در پہ اے جلیل

ذنبه ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
اسکا گناہ ایک بڑا گناہ ہے پس معاف کر تو اس بڑے گناہ کو

انه شخص غریب مذنب عبد ذلیل
تحقیق کہ وہ ایک شخص مسافر اور گنہگار اور ایک بندہ ذلیل ہے

منه عصیان و نسیان و سهو بعد سهو
اور اس شخص سے عصیان ہے و نسیان اور سہو بعد سہو کے

منك احسان و فضل بعد اعطاء جزیل
اور تیری طرف سے احسان ہے اور فضل ہے بعد بخشش عمدہ کے

یا الٰہی ذنوبی مثل رمل لا تعد
ای میرے رب گناہ ہیں میرے مثل بالو کی جو شمار نہیں ہوتے

فاعف عنی کل ذنب و اصفح الصفح الجمیل
پس معاف کر تو میری طرف کا کل گناہ اور مٹا دے تو خوب مٹانی کر کے

قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما
کہہ تو آگ کو کہ ٹھنڈی ہو جا ای رب حق میں میرے جیسا کہ

قلت قلنا یا نار کونی انت فی حق الخلیل
کہا تو نے کہ کہا ہم نے ای آگ ہو جا ٹھنڈی حق میں خلیل کے

عافنی من کل داء و اقض عنی حاجتی
عافیت دے تو مجکو ہر بیماری سے اور بر لا تو حاجت میری

ان لی قلبا سقیما انت تشفی العلیل
تحقیق کہ مجکو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہی بیمار کو

انت شاف انت کاف فی مهمات الامور
تو شفا دینے والا ہی تو کافی ہی مہمات امور میں

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل
تو رب میرا تو کافی مجکو ہی اور میری لئے بہتر وکیل ہی

رب هب لی کنز فضل انت وهاب کریم
ای رب میرے بخش تو مجکو خزانہ فضل کو کہ تو

واعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل
پس عطا کر تو مجھی وہ چیز جو میری دل میں ہے اور ہدایت کر تو مجکو بہتر ہی ہدایت سے

کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل
کیسا حال میرا ای الٰہ میری کہ نہیں ہے مجکو نیکی عمل کی

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل
اور بدی اعمال کی میری بہت ہی اور توشہ عبادتوں میری کا تھوڑا ہے

هب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف
بخش تو مجکو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو مجکو جس چیز سے کہ میں ڈرتا ہوں

ربنا اذ انت قاض و المنادی جبرئیل
ای رب ہمارے جس وقت کہ تو قاضی ہے اور ندا کرنیوالا جبرئیل ہے

این موسی این عیسی این یحیی این نوح
کہاں ہیں موسی کہاں ہیں عیسی کہاں ہیں یحیی کہاں ہیں نوح

انت یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل
تو ای صدیق گنہگار ہی پس توبہ کر تو طرف مولی جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہین مگر اس جگہ ہر چند اشعار حضرت علے علیہ السلام کے بہے نقل ہوتے ہین کہ جس سے فرق مراتب تعلق باخدا اور حالات دونون بزرگون کا ظاہر ہو

اشعار

لبیک لبیک انت مولاہ	فارحم عبیدک الیک ملجاہ
ہان حاضر ہون ہان حاضر ہون تو مولا اسکا ہی یعنے تو مولا میرا ہے	پس رحم کر تو ایک چہوٹے بندہ پر کہ جو تجہ تک جای پناہ اسکی ہے

اور یہ نسبت حدیث من کنت مولاہ کے بعض سنی صاحب نے ہمسے کہا کہ مولا کے معنے غلام کے ہین اور ہمنی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیجی مگر ہم نسبت ہونا حضرت علی کا ساتھہ پیغمبر خدا کے قایم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہون تو معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ جسکے غلام پیغمبر صاحب ہون سو علی بہی غلام اسکی ہین غرضکہ اسی طرح علی کو مشتر معنی بنانیمین صرف ایک نشانی کم بختی کی ہی اور ان صاحب سی پوچھا جاسکتا ہی کہ اس شعر مین جو خدا کو مولا کہا ہی سو اس مولا کے کیا معنی ہین اور اصل یہ ہی کہ مولا کے معنی دونون جگہ مین یعنی اس حدیث مین اور اس شعر مین خاوند اور مالک کی ہین مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کرسکتی ہین کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہین ہوتے ہین اور جواب اسکا یہ ہی کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہون تو قرنیہ مقام کو دخل ہی سو اس حدیث مین کیا قرنیہ مقام اس بات کا ہوسکتا ہی کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہین کہ جسکی ہم غلام ہون تو اسکا علی بہی غلام ہی اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صاحب کسی شخص کے غلام نہین تہی کہ جو علی بہی انکے غلام ہوتے

يا ذا المعالي عليك معتمدي
اى صاحب مداج عالیه کا میرا اعتماد تجھ پر ہے

طوبى لمن كنت انت مولاه
مبارک ہے وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے

طوبى لمن كان بات مرتفقا
مبارک ہے واسطے اُس شخص کے کہ ہے وہ نادم و بیدار

يشكوالى ذى الجلال بلواه
حو که کہ ہے بیت یا کری طرف ذوالجلال کے اپنی مصیبت کو

ما به علة ولا سقم
اور نہ ہوی اسکو کوئی علت اور نہ کوئی بیماری

اكثر من حبه لمولاه
زیادہ ہے حب سے اسکی واسطے مولا اپنی کے

اذا خلا فى الظلام مبتهلا
جب اکیلا ہو وہ اندھیرے میں گڑ گڑا کر

اجابه الله ثم لباه
قبول کرتا ہے اوسکو خدا
اور لیلیتا ہے اسکو

سائل بالحق عاليا صارخا
کرتا ہوا سوال ... سب کچھ چھوڑ کر کے

وكل ما قلت قد سمعناه
اور تمام جو کہ تونی کہا تحقیق کہ سنا مین نی اُسکو

سالت عبدى وانت فى كنفى
سوال کیا تو میری بندہ نی اور تو میرے نگاہ مین ہے

یہ شعر از طرف خدا کے بطور جواب شعر مذکورہ بالا کے ہے

صوتك تشتاقه ملئكتى
آواز کو تیری مشتاق ہین فرشتہ میری

فذنبك الان قد غفرناه
پس گناہ کو تیری اب مین نے تحقیق کہ معاف کیا

یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کی طرف سے ہے

فى جنة الخلد ما تمناه
بہشت خلد مین وہ چیز ہی جسکی تمنا کرتا ہی تو

طوباه طوباه ثم طوباه
خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز خوب ہی وہ چیز

یہ شعر بھی خدا کی طرف سی بطور جواب کے ہے

سلنى بلا حشمة ولا رهب
سوال کر تو مجھسی بے رباؤ و بید ہشت کی

ولا تخف اننى انا الله
اور مت خوف کر تو کہ تحقیق کہ مین خدا ہون

یہ سب اشعار خدا کیطرف سے بطور جواب کے ہین سبحان اللہ اس سوال و جواب سی کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالی اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فرض علی الناس ان یتوبوا — لکن ترک الذنوب اوجب

فرض و واجب ہی اوپر آدمی کے توبہ کرنا — لیکن ترک کرنا گناہونکا واجب تر ہے

والدہر فی صرفہ عجیب — وغفلة الناس فیہ اعجب

اور زمانہ اپنی گردش مین عجیب ہی — مگر غفلت آدمیونکی اُس زمانہ مین عجیب تر ہے

والصبر فی النائبات صعب — لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر کرنا مصیبتون مین سخت ہے — مگر فوت ہونا ثواب کا سخت تر ہی یعنی صبر مین ایک مصیبت کے جو ثواب ہے سو بطر اُس ثواب کے مصیبت ایک بہتر چیز ہے

وکل ما یرتجی قریب — والموت من کل ذاك اقرب

اور تمام وہ چیز جو امید کیجاوی قریب ہی — مگر موت کل اُس چیز سے قریب تر ہی

ان شعرون سی بھی کسقدر رفعت شان اور بلندی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہین اور بالفعل ایک سنی صاحب نی ہمسے کہا کہ حدیث انا مدینة العلم و علی بابہا و انا دار الحکمة و علی بابہا کی ایک ضعیف حدیث ہی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ فضیلت علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہین ہی کہ ایک دہریہ اور منکر اسلام بھی بملاحظہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قایل انکی فضیلت علمی کا ہوگا بلکہ یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود پیغمبر صاحب کیواسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع افتخار ہر نبی و ہر ولی ۔ آیندہ حضرت عمر ہی اگر صوفی مشرب ہون تو انہین سے کے

سلسلہ کی بقیہ لوگ جانتے ہونگی مگر ہمکو صرف اسیقدر اطلاع ہی کہ بلاحظہ کیفیت فتوحات
شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص موید من اللہ اور واسطی اجراے
دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تہی اور عقل انکی ملک گیری و ملک داری مین
بہت درست تہی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تہے اور وضع خوراک
و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تہی اور عبادت صوم و صلوۃ کی طرف بہی بہت سرگرم
تہی اور انکو حرارت ایمانی بہت تہی مگر حلاوت ایمانی کیواسطی خدا تعالی نی خاص کرکے
حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بیت

ہر کسی را بہر کاری ساختند		میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۸۸

اس فصل مین انتخاب ضروری ہی کتاب تاریخ الخمیس عربی چہاپہ مصر سی کہ جو
مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہی کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور
کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کرکے مرتب کی ہی اور ایک سخت سنی ہی
نمبر ۱ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۵۸ —

وفی ھذہ السنۃ طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی اللہ عنہ علی ما اوردہ
الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ و راسہ فی حجر علی رضی اللہ عنہ
ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اصلیت یا علی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انہ کان فی طاعتک
وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس قالت اسماء فرأیتھا غربت ثم رأیتھا طلعت
بعد ما غربت ووقعت علی الجبل والارض وذلک فی الصھباء فی خیبر وھذا حدیث

ثابت الروایة عن ثقاة وحکی الطحاوی ان احمد بن صالح کان یقول لا ینبغی
لمن سبیله العلم التخلف عن حفظ حدیث اسماء لانه
من علامات النبوة کذا فی المنتقی قال الجوزی فی الموضوعات
حدیث رد الشمس فی قصة علی موضوع بلا شك

ترجمہ اور اس سنہ ہجری مین طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے
علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث مین بروایت
اسماء بنت عمیس کے دونون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آئی تھی
اور سر انکا گود مین حضرت علی کے تھا اور نہین نماز پڑہی تہی حضرت علی نے عصر کی تا
غروب آفتاب کے پس پوچھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑہی تو نے ای علی
کہا اُس علے نے کہ نہین پس کہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تہا وہ علے
طاعت مین تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس
اسماء نے کہ دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پہر دیکہا ہمنے اُس آفتاب کو
طلوع ہوتی ہوئی بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے
یعنے روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے
اور یہ حدیث ثابت الروایت ہی ثقہ لوگون سے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد
ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزاوار ہی اُس شخص کو کہ جسکی علم ہی خلاف ورزی
کرنی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہی اور یہ
روایت کتاب منتقی مین ہی اور کہا ابن جوزی نے کتاب موضوعات مین کہ حدیث
رجعت آفتاب کی قصہ علی مین ایک حدیث موضوع ہی بلا شک — فایدہ —
اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور ابن خلکان اور معتزلی وغیرہ کے ہی

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہی مگر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بھی اس حدیث کو مقصد دوم مین اپنی کتاب ازالۃ الخفا کی بہت طول سے اس حدیث کو منظور کیا ہی کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیونمین سے ہین اور رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہی کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹھہر جانا آفتاب کا توریت مین مندرج ہی اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہی کہ حضرت رسول نے اپنا سر حضرت علی کی گود مین رکھکر کے آرام کیا۔

نمبر ۲ تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ۸ ہجری سے صفحہ ۸۶

وفی ریاض النضرۃ روی عن علی انہ قال حین اتینا الکعبۃ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرای ضعفا منی تحتہ فقال اجلس فجلست فنزل عنی وجلس لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لی اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ فنھض لی وانہ یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت البیت وفی شواھد النبوۃ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا حین صعد منکبیہ کیف تراک قال علی اراک کان الحجب قد ارتفعت ویتخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء فقال رسول اللہ طوبی لک تعمل للحق وطوبی لی احمل للحق اوکما قال انتہی قال فصعدت البیت وکان علیہ تمثال صفر او نحاس وھو اکبر اصنامھم ونحی رسول اللہ فقال لی الق صنمھم الاکبر وکان موتدا

على البيت باو تاد حديد الى الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايه عالجه جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت ازاوله وقال اعالجه عن يمينه وعن شماله ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله اقذف فقذفت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت وزاد الحاكم فما صعدت حتى الساعة ويروى انه كان من قوارير رواه الطبرانی وقال اخرجه احمد ورواه الزرندی والصالحانی ثم ان عليًّا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب تادبا وشفقة على النبی صلى الله عليه وسلم ولما وقع على الارض تبسم فساله النبی صلى الله عليه وسلم عن تبسمه قال لانی القيت نفسی من هذا المكان الرفيع وما اصابنی الم قال كيف يصيبك الم وقد رفعك محمد وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدا من الشعراء اشار الى هذه القصة فی هذه الابيات فقال

قيل لی قل فی علی مدحة	ذكره يخمد نارا موصدة
قلت لا اقدم فی مدح امرئ	ضل ذو اللب الى ان عبده
والنبی المصطفى قال لنا	ليلة المعراج لما صعده
وضع الله بظهری يده	فاحس القلب ان قد برده
وعلى واضع اقدامه	فی محل وضع الله يده

ترجمہ ریاض النضرہ مین روایت ہی علی سے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچی ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ تو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑہے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اُٹھانے لگا مین انکو پس دیکہا اُس نبی نے
ایک ضعف مجھ مین اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو بیٹھ جا پس بیٹھ گیا مین اور اوترے
وہ نبی مجھ سے اور بیٹھے وہ رسول میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑہ جا تو اوپر میرے
کاندہی کے پس چڑہ گیا مین اوپر دونون کاندہون اُسکی اور اُٹھایا مجکو اُس رسول نے
اور ہمکو یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم اُفق آسمان کو پس کہا
رسولخدا نی کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہی تو براہ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ
اُٹھاتا ہو مین براہ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علی نے کہ چڑہی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تھی پیتل یا تانبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے
بتون کا تھا اور جھکی رسولخدا اور کہا مجکو کہ پھینک تو اُنکی بت کلان تر کو اور تھا
وہ بت میخ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھ میخین لوہی کے زمین تک پس کہا رسولخدا نے
ہان اور ہان اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہوا باطل اسواسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بت کو یا کہ کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائین اور سامنی اور پیچھی سے اُس رسول کے یہانتک کہ ہم ٹہر گئے اُس بت کے پاس
تب کہا مجکو رسولخدا نی کہ پھینک دی تو اُس بت کو پس پھینک دیا ہمنے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بت جیسے ٹوٹتا ہی شیشہ سب تب اوترے ہم اور زیادہ کیا حاکم نے
اسقدر عبارت کو کہ پہر نہین چڑہی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت ہی یہ
کہ وہ بت تھا شیشون کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہی اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اُسکو ترمذی اور صالحانی نی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اوتر نے کا پس گرا دیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چھت کی موہری سی بنظر ادب او شفقت کرنے اوپر پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا
نے پس پوچہا اُس علی سے رسول خدا نے وجہ تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی وجہ یہ تھی کہ ہمنی اپنے کو گرا دیا ایسی مکان بلندسی اور نہ پہونچی مجھکو کچھ چوٹ تب کہا رسول خدا نے کہ کیونکر پہونچتی تجکو چوٹ کہ تجکو اُٹھایا تھا محمد نے اور اُتارا تجکو جبرئیل نے
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو بیت ہای مفصلہ ذیل مین اس طرح پر قلمبند کیا ہی
ترجمہ شعر اول مجکو کہا گیا کہ کہہ تو علی کے حق مین ایک مدح کہ جسکا ذکر سرد کرتا ہی آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔
ترجمہ شعر دوم جواب دیا ہمنی کہ نہین قدم ڈالین گے ہم مدح مین ایک آدمی کے کہ جسمین ایک شخص صاحب عقل یہانتک بہٹکا ہی کہ تحقیق کہ بندگی کی اُسکو۔
ترجمہ شعر سوم اور نبی مصطفے نے کہا مجکو کہ شب معراج کو جب چڑہی وہ نبی
ترجمہ شعر چہارم رکہا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تمیز کیا دل نے کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔
ترجمہ شعر پنجم اور علی رکھتی ڈالی ہین اپنی قدمونکو ایسی محل مین کہ جہان خدا نے رکہا تھا اپنا ہاتھ

تمت

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹ –

وتخلف عن بيعته علي وبنو هاشم والزبير بن العوام وخالد بن سعيد بن العاص وسعد بن عبادة الانصاري ثم ان الجميع بايعوا بعد موت فاطمة بنت رسول الله الا سعد بن عبادة فانه لم يبايع احدًا الى ان مات وبيعتهم بعد ستة اشهر من موت فاطمة على القول الصحيح وقيل غير ذلك

ترجمہ اور خلاف ورزی کی بیعت سی ابوبکر کی علی و بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد ابن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگون نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہین کی کسی شخص کی تامرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگونکی بعد چھ مہینے کے ہی انتقال حضرت فاطمہ سے اوپر قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہین ـــ

نمبر ۴ تاریخ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۲۴۱ ـ

فلما کتب ختم الصحیفۃ واخرجھا الی الناس وامرھم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ حتے مرت بعلی فقال بایعت لمن فیھا و ان کان عمر

ترجمہ پس جب لکھا اُس ابوبکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مُہر کی اُسپر اور بھجوایا اُس صحیفہ کو آدمیون کے پاس اور حکم دیا اُس ابوبکر نے کہ بیعت کرین وی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ مین مذکور ہی یہانتک کہ پہونچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی ہمنی اُس آدمی پر جو اِس صحیفہ مین مذکور ہی اگرچہ ہو وہ آدمی عمر ـ فائدہ ـ اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہی کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی تاحیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل مین انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہی کہ جو یہ شخص بھی ایک سخت سُنّی ہی ـ

نمبر ۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۳۷۵ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی

عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول سنہ ہجری مین ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ
ابن ابی لہب اور خالد ابن سعید ابن عاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فارسی
اور ابوذر اور عمار ابن یاسر اور براء ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب
لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہوگئے اور اسی بات مین عتبہ ابن ابی لہب نے چند
شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے
جاتا رہیگا اور اسی طرح سے ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہین کی
پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس باین ارادہ بھیجا کہ جو لوگ
اُنکے ہمراہ اہل بیت ہین مع اُنکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکالدو
اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر اُنکو نکلنے سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اُنسے لڑنا حضرت عمر
تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ مین لیکر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنار مین
حضرت فاطمہ بہ اہین اُنسے ملین اُنھون نے پوچھا کہ کہان کو جاتا ہی ای ابن الخطاب
کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہی حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمھارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو تم
بھی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جسمین تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ
رای راقم - اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ اُنکی بی بی کے
نکالدینے کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ مین آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر
فاطمہ کے یہ کیسا کام ہی واہ واہ سُنی صاحبان یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ ایسے
اعمال و افعال کے آدمیون کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا احال اُسوقت نونا گفتہ بہ ہی
مگر کیا کرین کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگون پر استعمال نہین کیا اور
ابو الفدا کا حال یہ ہی کہ وہ ایک سُنی ملک شام کا ہی کہ اسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ
بڑی عزت نہین ہی اسواسطے بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

واصل سی ہے اپنی کتاب تاریخ میں لکھدیا۔

نمبر ۲ تاریخ ابو الفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۹۹ ۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ دارون کو ملکون پر مسلط کیا اسوقت عبد الرحمن بن عوف سی لوگون نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہین اُسنی کہا کہ مین اس سے یہ خیال نہ کرتا تہا لیکن اب مین اس سے کبھی کلام نکرونگا چنانچہ عبد الرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی مین مرگیا ایک دفعہ بیمار پرسی کے لئے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کیطرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جاے

نمبر ۳ تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو صفحہ ۲۳۹

اور عمرو ابن العاص بن وایل معاویہ کیطرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت علے کے سامنے حاضر ہوے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت اُس اقرار نامہ کی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرار نامہ ہے کہ جسپر فیصلہ کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پای تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہین ہمارے امیر نہین ہین۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا محو نکرو اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جاے چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ یہاں امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علے رض نے کہا اللہ اکبر آجکی روز مشابہ ہوا مین درمیان سنت رسول کی کیونکہ قسم ہے خدا کی مین بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سی اقرار نامہ لکھنے بیٹھا تہا مین نے محمد رسول اللہ لکھا تہا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہین ہین آپ اپنا نام لکھئی اور اپنی باپ کا نام لکھ دیجی اُسوقت پیغمبر خدا نے مجکو ارشاد کیا تھا کہ محو کردو مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجکو اتنی طاقت نہین کہ مین محو کردون اپنی

ارشاد کیا کہ مجھکو دکھلا دیں میں نے دکھلایا آپ نے اسکو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور
مجھسے فرمایا کہ تجھکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی دبائی گا عمرؓ نے کہا کہ سبحان اللہ
آپ ہمکو کفار سی تشبیہ دیتی ہین اور حالانکہ ہم مسلمان ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ
فرمایا کہ ای نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقون کا سردار اور مسلمانون کا
دشمن نہین ہوا عمرؓ نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سی مین آپکی مجلس مین کبھی نہ آونگا
حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ مین خدا سی چاہتا ہون تیری صورت مکدرت سے
اپنی مجلس مین پاک رکھون تجھی ایسے کو نہ بیٹھنے دون ۔ راقم ۔ یہ معاملہ جنگ
صفین کا ہی جو کہ معاویہ سی پیش تہا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب
معاویہ نے مشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کرایا اور حضرت امیر کیطرفسی
ابوموسی اشعریؓ اور معاویہ مردود کیطرفسے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوی اور
عمر ابن عاص نے جو کچھ فریب کیا سو فن تاریخ سے متعلق ہی مگر اس جگہ نقل کرنے سے
اس قصہ کے غرض یہ ہی کہ حضرت امیر نے پیروی مین سنت رسول اللہ کی لفظ
امیر المومنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محو کر دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول
اللہ کو اپنی معاہدہ مین محو کر کے حضرت علی کو کہا تہا کہ یہ معاملہ تمکو بھی پیش آویگا اور
دیکھا جاتا ہی کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہین ہوئی کہ حضرت علی نے
جنگ صفین مین مباہلہ بھی بسبب سنت رسول خدا کے مستعد ہوے تھے
مگر اہل شام اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے ۔

فصل ۹۰

اس فصل مین بحث پنجتن پاک کی ہی کہ یہ کیا اصطلاح ہی اور کیا بنیاد اس بات کی ہی
واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونمین خلفای ثلثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جو علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ
ہوئے کے داخل پنجتن پاک اور اہلبیت اور عترت اور لقب آل عبا اور لقب
دوازدہ امام کے ہین سو یہ سب باتین خصوصیات مزید حضرت علی کی ہین کہ جس سے
اصحاب ثلثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہین ہی اور ہم نہین سمجھ سکتی ہین کہ بنیاد
صحیح تفضیل الشیخین کی اوپر حضرت علی کے کیا ہوسکتی ہی جاننا چاہیے کہ پنجتن پاک
اصطلاح ہی خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ
اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی پنجتن پاک ہین اور
بنیاد اُسکی دو آیت ہی ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ
الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب ہوی اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کری تمسے گندی باتین
اس گھر والونسے اور ستھرا کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ مین شاہ
عبدالقادر صاحب نی خوب نادسنیت کا دیا ہی کہ اس آیت کو اوپر حضرت عائشہ
وغیرہا ازواج کے لا ڈھالا ہی اور مطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت
امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہین کیا مگر اس کتاب مین اندر فصل ۱۶ کے
بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہی کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت سے
حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہین کہ جنکو
حضرت پیغمبر خدانی اپنی کمل مین لیلیا اور کہا کہ اللھم ھولاء اھل بیتی
یعنے ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین اور فصل ۵ امین اس کتاب کے
اندر حدیث سعد ابن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی
بخوبی کیگئی ہی اور یہ بنیاد اُسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلیم سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خامس آل عبا یعنی پانچوین شخص اُن کملی والونکی کہلاتے ہین
آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۴۸ حسب ذیل ہی فمن حاجک فیہ من بعد
ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ترجمہ
اور جو شخص کہ حجت کری ساتھ تیرے بابت اُس مسیح کے بعد اُس دانست کے جو
ملگئی ہی تجکو سو کہہ تو اُن لوگونسی آو تم لوگ کہ ہم لوگ بلاوین اپنی بیٹون کو اور تم
لوگ اپنی بیٹون کو اور ہم لوگ اپنی عورتون کو اور تم لوگ اپنی عورتون کو اور ہم لوگ
خود اپنی جانون کو اور تم لوگ خود اپنی جانون کو تب ہم لوگ لعنت مانگین اور رکھین
لعنت خدا کی اُن لوگون پر جو جھوٹھ بولتی ہین اور اُس فصل ۵ مین سعد ابن ابی وقاص
کی حدیث ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نی علی اور فاطمہ اور امام حسن و حسین کو ساتھ اپنی لیکر کے
مباہلہ کرنیکو مقابلہ مین عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللھم ھولاء اھل بیتی
یعنی ای میری خدا یہی لوگ میری اہلبیت ہین غرض اُن لوگونکی اہلبیت ہونیمین
کچھ شک نہین ہی اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملاکر کے پنجتن پاک کہلاتی ہین اور اس
مقام مین ایک عذر سنیون کیطرفسے پیش ہوسکتا ہی کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت
عائشہ اور ابوبکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اُنکی باپ بھائی کا کہ مقام مباہلہ مین اسطی
کہ جیت لعنت خدا کی اُن لوگون کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہین لے گئے اور فاطمہ دختر اور
حسن اور حسین پر اس خطرہ کو ٹالدیا سو اُسکی جواب مین یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر اُسوقت
درست ہوتا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسن حسین پر یہ بلا ڈالدیتی
بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بحق حضرت علی درست ہی شعر

خدا نفس پیغمبرش خواندہ است	دگر را فضیلت بکس ماندہ است

اور اس عرصہ مین ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بحرانی
کی ہماری پاس پہونچی کہ جو بوقت شاہ سلیمان صفوی کے مرتب ہوئی تھی اور اب
۱۲۷۲ ہجری مین بعہد شاہ ناصر الدین قاچار بادشاہ ایران کے طہران مین چھاپی
گئی ہی کہ جو باثبات امامت دوازدہ امام اور فضایل اہلبیت کے ہی اور یہ کتاب
اسقدر ضخیم ہی کہ ۸۴۷ صفحہ مین چھپی ہی اور ہر صفحہ مشتمل ہی اوپر ۳۷ سطرون کی
اور اسقدر لفظون کو ملا ملا کر چھاپا ہی کہ اگر یہ کتاب ہندوستان مین چھاپی جائی
تو گنجایش ایک ایک سطر کی دو دو یا ڈیڑہ ڈیڑہ سطر نہین ہوگی اور حجم اس
کتاب کا غالبا دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہی
کہ ہر بحث مین دو دو فصل ہی ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر اہلسنت دوسری فصل بروایت
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کی نقل کی ہی اور اپنی طرف سی دخل و تصرف زائد ذی کا کچھ نہین کیا ہی اور احادیث
اہلسنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور موطا ابن مالک اور
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہی غرضکہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر
اہلسنت و اہل تشیع کا ہی کہ جسمین ہزارون حدیثین طرفین کی موجود ہین غرض کہ
راقم حروف کو تمامتر کافی و وافی ہی اور ہم جابجا احادیث اہلسنت کو اس کتاب
غایۃ المرام سی اس کتاب مین ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اسکا
چار چار یا پانچ پانچ سطرون مین ہی سو صرف بذکر نشان صفحہ اس کتاب غایت المرام
کے اس کتاب مین ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث
و تفاسیر طریقۂ عام یعنی اہلسنت اور طریقہ خاص یعنے اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ
بھی لکھا ہی واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک وکفی باللہ شہیدا
یعنی حق تعالی گواہ ہی اوپر اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شاہد کافی ہی

مگر چونکہ سنیونکی عادت ہی کہ شیعون پر الزام جھوٹھ اور فریب کا دیتی ہین سواسواسطی ہماری عرض بخدمت سنی صاحبان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہہ ہی کہ اس کتاب غایت المرام می جسقدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سوجس حدیث و تفسیر پر شک ہو سواس کتاب غایت المرام کو دیکھ کر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کر لین مگر خود ہمکو کچھہ شک نہین ہی اور یہ کتاب غایت المرام جو بعہد شاہ سلیمان صفوی کے لکھی گئی سواس خاندان صفوی کا یہ حال ہی کہ اول بادشاہ اس خاندانکا اسمعیل صفوی تہا جو ۹۰۶ھ اعیسوی مین بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل زمانہ نادرشاہ کے ختم ہوگیا تہا پس تخمینا یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے —

نمبر ا حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۵ باب اول مقصد اول کہ سلسلہ روایت اسکا ابوہریرہ تک پہونچتا ہی قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر ونفخ فیہ من روحہ التفت ادم میمنۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا قال ادم یا رب ھل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا ادم قال فمن ھولاء الخمسۃ الذی اراھم فی ھیئتی وصورتی قال ھؤلاء خمسۃ من ولدک لولاھم ماخلقتک ھؤلاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولا ھم ماخلقت الجنۃ ولا النار ولا العرش ولا الکرسی ولا السماء ولا الارض ولا الملئکۃ ولا الانس ولا الجن فانا المحمود وھذا محمد وانا العالی وھذا علی وانا فاطر وھذہ فاطمۃ وانا الاحسان وھذا الحسن وانا المحسن وھذا الحسین الیت بعزتی انہ لا یاتینی احد بمثقال حبۃ من خردل من بغض احد ھم

الا ادخلته ناری ولا ابالی یا ادم هولاء صفوتی بهم انجیهم وبهم اهلکهم فاذا کان لک الیّ حاجة فبهولاء توسل فقال النبی نحن سفینة النجاة من تعلق بها نجی ومن حاد عنها هلک فمن کان الی الله حاجة فلیسئل منّا اهل البیت

ترجمہ کہا اُس ابوہریرہ نی کہ فرمایا اُس رسولخدا نی کہ جب پیدا کیا خدایتعالی نے ابو البشر آدم کو اور پہونکا اُسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب کو عرش کے پس ناگاہ وہان نور تہا پانچ شخصونکا حالت سجدہ اور رکوع مین تب کہا آدم نی ای میری رب آیا پیدا کیا تو نی کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا خدا نی کہ نہین ای آدم تب پوچہا اُس آدم نے کہ کون ہین یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکہتا ہون مین اپنی صورت وشکل مین جواب دیا خدا نی کہ یہ لوگ پانچ شخص ہین تیری اولاد مین سے اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین تجکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہین کہ نکالا مین نے واسطے انکی پانچ نامون کو اپنی نامون مین سے کہ اگر نہوتے وی لوگ تو نہ پیدا کرتا مین جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتونکو اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہی اور یہ محمدؐ ہی اور میرا نام عالی ہی اور یہ علی ہی اور میرا نام فاطر ہی اور یہ فاطمہ ہی اور میرا نام احسان ہی اور یہ حسن ہی اور میرا نام محسن ہی اور یہ حسین ہی اور قسم ہی مجکو اپنی عزت کی نہین کوئی شخص آویگا میری پاس ساتھ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوی کسی ایک ان پانچ کا مگر یہ ہی کہ داخل کرینگی ہم اُسکو دوزخ مین اپنی اور نہین پروا کرتا ہو نہین ای آدم یہ لوگ برگزیدہ میری ہین اور سا انکی ذریعہ سی نجات دونگا مین اُن آدمیون کو اور انکی وجہ سے ہلاک کرونگا اُن آدمیون کو پس جبکہ تجکو کچھ حاجت ہو میری طرف پس وسیلہ پکڑ تو

ساتھہ اُن لوگونکی پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہین کہ جو شخص متعلق ہوگا اُس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اُس کشتی سے ہلاک ہوگا پس جس شخص کو خدا کیطرف کچھ حاجت ہو پس چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

نمبر ۲ اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلۂ روایت ابن عباس تک ہے۔

قال سمعت رسول اللہ یقول لعلے خلقت انا و انت من نور اللہ تعالے

ترجمہ کہا اُس عباس نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے علی کو کہ پیدا کیا گیا ہین اور تو نور سے خدا کے۔

نمبر ۳ حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہونچتا ہے قال قال عمر بن الخطاب ان اللہ تعالی خلق ملائکۃ من نور وجہ علی ابن ابی طالب ترجمہ کہا اُس حضرت عثمان نے کہ کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا فرشتون کو نور سے چہرۂ علے ابن ابی طالب کے۔

نمبر ۴ حدیث اہلسنت اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہے۔

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافۃ یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ تعالی خلق من نور وجہ علی ابن ابی طالب ملائکۃ یسبحون و یقدسون و یکتبون ذلک لمحبیہ و محبی ولدہ

ترجمہ کہا اُس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سُنا مین نے رسولخدا کو کہتے ہوئے کہ تحقیق کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا نور سے چہرۂ علی ابن ابی طالب کے فرشتون کو

کہ جو تسبیح و تقدیس خدا کی کرتے ہیں اور لکھتی ہیں اُس عمل کو واسطے محبان اُس علے کے اور محبان اولاد اُس علے کے ۔

تمسک حدیث اہلسنت اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو سلسلۂ روایت اُسکا سلمان فارسی تک پہونچتا ہے قال سمعت رسول اللہ یقول خلقت انا و علی بن ابی طالب من نور عن عین العرش نسبح اللہ و نقدسہ من قبل ان یخلق اللہ عز وجل ادم باربعۃ عشر الف سنۃ فلما خلق اللہ اٰدم نقلنا الی اصلاب الرجال و ارحام النساء الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب و قسمنا نصفین الطاہرات ثم نقلنا الی صلب عبد المطلب وقسمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد اللہ وجعل النصف فی صلب عمی ابی طالب فخلقت من ذلک النصف وخلق علی من النصف الاٰخر و اشتق اللہ تعالی من اسمائہ اسمًا فاللہ عز وجل المحمود و انا محمد و اللہ الاعلی واخی علیؑ واللہ فاطر و ابنتی فاطمۃ و انہ حسن و ابنای الحسن والحسین وکان اسمی فی الرسالۃ والنبوۃ وکان اسمہ فی الخلافۃ والشجاعۃ فانا رسول اللہ وعلیؑ سیف اللہ

ترجمہ کہا اُس سلمان فارسی نے کہ سنا مین نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا کئی گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمۂ عرش سے کہ تسبیح پڑہتے تھے ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہملوگ اُسکی قبل اسکی کہ پیدا کری اللہ آدم کو چودہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اُس اللہ نے ہم لوگوں کو طرف پشت ہای مردان اور رحم ہای عورات طاہرات کے اور اُسکی

بعد منتقل کیا اُس نے ہملوگونکو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت مین میرے باپ عبد اللہ کے اور ایک پشت مین ہماری چچا ابو طالب کے پس پیدا کیا گیا مین اُس نصف سی اور پیدا کیئے گئے علی نصف آخر سے اور مشتق کیا اللہ نے اپنے اسمون مین سے ایک ایک نام پس خدای عز وجل محمود ہی اور مین محمد ہون اور اللہ آعلی ہی اور بہائی میرا علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو بیٹے میرے حسن و حسین ہین اور میرا نام تہا رسالت اور نبوت مین اور تہا نام اُس علی کا خلافت اور شجاعت مین پس مین رسول اللہ ہون اور علی سیف اللہ ہی

فائدہ۔ اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول مین ۱۹ حدیثین اہلسنت کی مذکور ہین اندیشہ طول کے سبب سے صرف پانچ حدیث پہ اکتفا کیا۔ اور اس عرصہ مین ایک قصیدۂ تاریخی اس کتاب عماد تحقیق کا بابتداء سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے طبعزاد جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی متخلص بہ مجنون کا بذریعہ حمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گذاری اس مقام مین نقل کیا جاتا ہی اور یہ تاریخ ہملو بہت پسند ہوئی کہ نام عماد تحقیق مشرب سنی سے جیسا کہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری سال ابتدائی تالیف اس کتاب کا ملتا ہی سو اُسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علی صاحب کے سنہ ۱۲۹۶ ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا بر آتا ہی اور امید ہی کہ انشاء اللہ تعالے یہ کتاب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین اختتام کو پہونچے۔

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر	

ای سید نامے ... آمو ...	با وصاف علم و عمل اشتہر
... شاہ ... سینہ ... ات	تحسید ائمہ بصدق یقین

بعالم عقائد فضیلت مآب ۔ وجودش بعالم ہدایت نصاب
زگلہای تحقیق گلدستہ بست ۔ بخار الم جان اعدا شکست
بتشحید تحقیق تیغے کشید ۔ جراحت بجانہای اعدا رسید
نگار ید مجنون سنش منجلے ۔ زہی ذو الفقار علی ولے

اور اس عرصہ مین جناب سید محمد حسن صاحب متخلص ندرت نے بھی براہ عنایت چند قطعہ تاریخ بقید ۱۲۹۵ھ ہجری کے بھاگلپور سے ہمارے پاس بھیجا کہ وہ قطعات بھی بنظر شکر گذاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہین۔

قطعہ اول تاریخ فارسی

وحید عصر مولوی وحید الدین ۔ جناب شائق الآداب یا فخر الالقاب
کہ ہست حاوی معقول و جامع منقول ۔ مقر فضل و کمالش ہمہ چہ شیخ و شاب
زبس کہ منصف دل سوز حامی دین است ۔ نمودہ است چو تالیف لاجواب کتاب
حدیث و آیت تفسیر و قول فیصل او ۔ ہمہ بموقع و برجا برای اولی الالباب
چو نام نامی آن نسخہ حد تحقیق است ۔ ممیز حق و باطل کتاب با دخطاب ۱۲۹۵ھ

قصیدہ دوم اردو

جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات ۔ وحید دہر وحید زمان خجستہ صفات
مری شفیق وہ ہین مولوی وحید الدین ۔ خدا ہمیشہ رکھے انکی ذات بابرکات
مدام انکی عنایت ہے میری شامل حال ۔ کتاب بھیجی ہے منجملہ اپنی تصنیفات
ادا ہی شکر عنایت تو ہو نہین سکتا ۔ مگر ہے عرض مری انسے بعد تسلیمات
کتاب آپکی میری نظر سے سب گذری ۔ مین بہرہ مند ہوا دیکھ اسکی مندرجات
ہی کتاب ہے فی الواقع حد تحقیق ۔ کہ جملہ قول صحابہ حدیث اور آیات

مفسرون نی فریقین کی جو کی تفسیر — مورخون نی سیر مین لکھی ہین جو حالات
وہ سب بغور نظر آپنی کی تالیف — ہوی ہین جلسی عیان اہل بیت کی درجات
بمقتضای عدالت بہمین علم و کمال — کیا ہی اُنکی حقیقت کا آپ نی اثبات
خدای عادل و منصف سی ہی یہی امید — برآئین آپ کے جملہ مطالب و حاجات
ہوی جو فکر کہون اس کتاب کی تاریخ — تو آکے ہاتف غیبی نے یہ سُنائی بات
کہ اُس وحید نی تنبیہ گمرہونکے لئے — لکھی کتاب بلاریب یہ سبیل نجات
۱۲۹۵ھ

قطعہ سیوم فارسی

خد تحقیق چون بجد رسید — از بیان شد مولفش خاموش
چون بجستیم سال خاتمہ اش — ختم گردید واہ گفت سروش
۱۲۹۵

اور اس عرصہ مین ایک قصیدہ و تقریظیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بھاگلپور کا پہونچا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدر افزائی اس کتاب خد تحقیق کی فرمائی ہی کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہی کہ اُس سے بھی ایک امید ہدایت گمراہون کی ہوتی ہی۔

قصیدہ

خد تحقیق جو بگرفت علم صدق بدوش — لشکر خصم برآورد ز ہر سمت خروش
شاد بودند رقیبان کہ بکام ما شد — خد تحقیق ندا کرد ز حق گوش بگوش
پردہ بر داشت ز رخ یار و بگفتا اے عقل — رہ تحقیق ہمین ہست تو جانانہ بکوش
حیف باشد کہ کنی پیروی وہم و خیال — خد تحقیق ببین و ز دگر چشم بپوش
فتنہ کردند و بگفتند کہ این ست اجماع — ظن چنین ہست و قیاس ست خرد رفت ز ہوش
جہد کردند و نمودند بسی وضع حدیث — ظلم کردند بحدیکہ ملک شد مدہوش

بر خلاف نبی و رحمت اولاد حسین — نام اسلام و ولی غاشیه کفر بدوش
عیب خود پرده نمودند بتاویل حدیث — هر که حق گفت بخشم آمده گفتند خموش
دین خود کرده مبدل بهوای دنیا — دیگران را صله دادند که این جرعه بنوش
سوختند مصحف و کشتند نبی را اولاد — ظلم ها رفت که کونین برآورد خروش
خون ببارید فلک در ستم آل نبیؐ — سر نهادند بزانو همگی خیل بروش
چاره چه است که هستیم نبیؐ را است — حیف بر دعوی این سلسله دین فروش
ختم کردند بخود شیوه گستاخی را — بهر توهین علی روز و شب هستند بجوش
احمد از معتقدان ست بگفتار وحید — چونکه آزاد شده او حسب سروش
یارب این گوهر یکتای تخلص آزاد — غرق وحدت شود و کسوت حاتمی پوش

فصل ۹۱

بیان‌مین اسباب و سامان مصائب اہلبیت علیہم السلام کے اور اناٹومی یعنے تشریح مین مذہب تفضیلیا اشخاص صحابہ شاہی کے

شعر

ہای جاتی رہی وہ زیبا سے — خاک مین مل گئی وہ رعنا کے

فصل بالاسی جو فضائل اہلبیت کے عیان و نمایان ہین سواب کچھ اسباب مصائب انکے لکھے جاتے ہین کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی حضرت فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہین کی مگر مرضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بھی درخواست کی اور شادی حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ مین مندرج ہے سو تمام مصائب

جو اہلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی از دواج حضرت علی کا ساتھ
حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جب
ایک شخص اسطرحسی دوسرون پر ترجیح دیا جاتا ہی تو عین مقام اور قرینہ محسود ہونیکا
اُس شخص کے ہی چنانچہ فصل ۷ مین اس کتاب جا تحقیق کے ایک حدیث عبد اللہ
ابن عمر کی روایت کی گئی ہی کہ عبد اللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بہ نسبت حضرت
علی کے کہا کہ علی کو تین باتین ایسی تہین کہ اگر اُسمین سے ایک بات بھی ہمکو ہوتی
تو ہم تمام دنیا و ما فیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو
ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگون کا دروازہ
بند کیا سوای حضرت علی کے سیوم یہ کہ حضرت رسول نے بروز جنگ خیبر کے
علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہی کہ شادی حضرت علی کی بہی ایک
منشا حسد کا ہی اور اس حدیث سی کسقدر رذالت حوصلہ عبد اللہ ابن عمر کی
نمایان ہی کہ جن باتون کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست
کہا چکی تہے سو حوصلہ کرنا اُن باتون کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہین گیا ہی اور
حال عطای علم بروز خیبر کا یہ ہی کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ مین اس کتاب کی اسطرحپر
مندرج ہی کہ حضرت رسول نے بروز خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی
شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی ہاتہہ پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہی
اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکہتی ہین پس جب رات گذری تو صبح کو
سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہونچے کہ ہر ایک اُنکا امیدوار عطای
علم کا تہا تب پوچہا حضرت رسول نے کہ کہان ہی علی ابن ابیطالب لوگون نے
کہا کہ اُسکی آنکہین درد کرتی ہین تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بہیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تھوک لگا دیا اُس پیغمبر خدا نے آنکھونمین علے کے
اور اچھی ہو گئے علی جلیسے کہ نہ تھا انکو کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اُس
علے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اسطرح سب یار لوگون کا رات بھر امیدوار
عطای علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کرکے اور اُنکی آنکھون مین
تھوک لگا کرکے انکو علم عطا کرنا صحیح صریح ایک سبب محسود عام ہونے کا حضرت
علے کے ہوا اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ مین مذکور ہی
کہ جس روسے حجۃ الوداع مین دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحۃً
مولا کل مومن و مومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ مین
حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسی کے دی
اور حدیث فصل ۱۳ مین ہی کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیون کے مواخات
یعنے بھائی چارا لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین مین قائم رکھا اور حدیث
فصل ۱۴ اسی احبّ خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہی اور
حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی
خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہی اور حدیث فصل ۱۹ سے
ظاہر کہ انحضرت نے حضرت ابوبکر کو امیر حاج کرکے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر انحضرت
نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہی اور مین علے سے ہون اور ہماری ذمہ کا حق کوی شخص
ادا کریگا مگر خود مین یا علی اور حدیث فصل ۲۱ مین انا مدینۃ العلم وعلی بابھا
مندرج ہی اور حدیث فصل ۲۲ مین ہی کہ حضرت رسول نے بروز جنگ طائف کی
حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن
عم اپنے کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ ہمنے نہین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تھا کہ اس حدیث سی معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور
حضرت علی کے اور چاپن چپڑ کرنا یار لوگون کا خوب سمجھا جاتا ہی اور حدیث فصل
۲۳ مین ہی کہ حضرت علی کا حالت جنب مین بھی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور
خود حضرت نبی کے جائز تھا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگون کا
دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ علی کے اور یہ نسبت
حضرت ابوبکر کے آخر مرض الموت مین اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور یہ
نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ اُنکی دیوار مین کوئی روزن بقدر
ایک ناکہ سوئی کے بھی نچھوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ مین ہی کہ حضرت عباس
شکوہ کرتے ہوی حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہی درمیان ہم ہاشمی لوگ
اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپسمین ملتی ہین تو خوش خوش چہرونسے
ملتی ہین اور جب ہم لوگونسے ملاقات کرتے ہین تو دوسری چہرونسی ملاقات
کرتے ہین کہ جب پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۲۴ سے ظاہر کہ حضرت
عائشہ کو باقرار خود آنکے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تھا اور جنگ اُحد سے
سب صحابیون کا بھاگ جانا اور حضرت علی کا لڑائیمین قائم رہنا ایک قرینہ
قوی خار کھانے کا ہی الغرض یہانتک بسبیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دکھلائیگئی کہ
حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیون سی اہل قریش تماستر الگ تھلگ تھے
اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بھی اس بات سی اطلاع تھی اسواسطی کہ یہ حدیث
فصل ۸۵ مین ہی کہ پیغمبر خدانی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤگی
اور نہین دیکھتی ہین ہم کہ تم لوگ یہ کام کروگے تو پاؤگے اس علی کو ہادی اور
مہدی کہ جو لیجائیگا تمکو صراط مستقیم پہ اور حضرت علی نے دوستی مبارک

حضرت نبی پر چڑہ کرکے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتون کو توڑا تہا بہرحال عزت و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تا حیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائم رہی مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یارون کا بدل گیا اور پہلے چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطی تعمیل وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمر نے حسبکو کتاب اللہ کہکر کے ٹالدیا اور یہ ٹالدینا اُنکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی خم غدیر سے خوب واقف تھے اور حضرت علی کو مبارکباد مولا ہونے کی دیچکی تھی اور بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علی و ابن عباس کفن دفن مین مشغول رہی تو حضرت ابوبکر باہتمام خاص حضرت عمر کے خلیفہ بنادیے گئے اور دلیل یہ قائم ہوئی کہ الائمۃ من قریش اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوب غالب آئی مگر بمقابلہ حضرت علی یہ ایک تقریر محض پوچ و لچر تہی اسواسطی کہ حضرت علی بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز قریشی تھے اور حضرت ابوبکر کا حضرت علی کو کہنا کہ ہم لوگ بطور کارگذار ان کے ہین اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہے اسواسطی کہ یہ بات اگر سچے دل سی کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علی کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تہا اور حضرت عمر نے جو نام چہہ شخصون کا بشمول حضرت علی کے لیا تہا سو اصل بندوبست اُسکا یہ تہا کہ اگر حضرت علی کچہہ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سی کرتے تو حضرت علی موافق حکم حضرت عمر کے بے تکلف مار ڈالی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو حضرت علی خلیفہ قرار پائی تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اُسوقت کے تھے مگر انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے مکہ سی پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

اور جب سنی کہ عثمان قتل ہوی اور علی خلیفہ ہوئے تو تمام علی کا سنکر کے کہا کہ اب
مدینہ میں ہمکو ہماری اقامت نہیں ہی اور وہین سے مکہ کو پھر گئین اور حضرت ام سلمہ کو
تمہارا کہ تم بھی ہماری ساتھ موافقت کرو علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کسقدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تھا تو
مخالفت ہم نکرینگی اور آخر حضرت عائشہ بحمایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
جمل میں بی پردہ آکر کے خود لڑین اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برانگیختہ کیا
سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اسی فساد معاویہ نے تمام باقی عمر حضرت علی کی ملد رکھی اور یہ
ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہین کوی نبی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال مین
دفن کیا گیا حالانکہ کسی نبی سابق کا دفن موقع انتقال مین نہین ہوا بلکہ توریت سے
زمین علیحدہ خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہی اور انجام اس
حدیث بنانی کا یہ ہی کہ حضرت رسول اسی حجرہ عائشہ مین دفن کئے گئے اور اس
ذریعہ سے ابوبکر و حضرت عمر بھی مدفون ہوسے اور حضرت امام حسن نے
جو وصیت کی تھی کہ انکی لاش قریب روضہ مبارک تک پہونچا دیجاوی اور اگر ممکن ہو
تو وہین پر دفن کیجاوی سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضہ
مبارک کے رکھی گئی تو اس لاش پر خوب بارش تیرونکی ہوی اور حضرت عائشہ نے
بعذر ملکیت اپنی بسازش مروان کے اس لاش کو اس جگہ مین دفن ہونی نہین دیا
سو یہ کیا بیرحمی ہی ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ جب خبر فوت
امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اسنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا یعنی تکبیر
خوشی کی پڑہی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کر کے کہا کہ اتبشر بفوت
ابن الفاطمۃ یعنی آیا خوشی کرتا ہی تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ماکبرت شماتۃ ولکن استراح قلبی یعنی ہمنی یہ تکلیہ خوشی کی ازروی
شماتت کے نہین کہی لیکن دلکو میرے اس خبر سے راحت پہونچی غرض حضرت
عائشہ نے جو بنیاد مصائب اہلبیت کی ڈالی تہی سو اسکو معاویہ اور یزید نے
خوب پورا کیا اور شک نہین کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی
تہین مگر ساتہ حضرت علی کے انکو ایک خاص طرحکی خصومت تہی اور ایک
بڑی آفت روزگار تہین جیسا کہ حضرت ابوبکر انکی باپ ایک نیک اور بزرگ
صفات آدمی تہی سو انسی کا پورا عکس یہ تہا کہ حضرت عمر بڑی تیز اور سرگرم تہے
مگر انکی بیٹی حضرت حفصہ بمقابلہ حضرت عائشہ کے ایک نیک بی بی تہین اور
اسی طرحسی کوی بات عداوت کی نسبت اہلبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ
رسول کے جو کہ معاویہ کی بہن تہین نہین دیکہی جاتی ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ جیسے جہوٹی حدیثون کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہ کا تہا اور علماے
اہلسنت پر حیف ہی کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے
تمامتر بر کنار ہین اور ان علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہی کہ ترتیب
خلافت کی جو اتفاقا بلا تجویز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام
ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب افضلیت شیخین کے بہی ثابت کرین
اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہو گیا کہ احادیث وضعی افضلیت اصحاب ثلثہ کو
بہی قبول کرلین اور جسقدر احادیث کہ افضلیت مین حضرت علی علیہ السلام کے
واقع ہین سو انکی معنی بنانی مین کوشش کیجاتی اور اسی وجہ سی وصیت خم غدیر
مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور
حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنای گیی اور یہی حال دوسری حدیثون کا ہی غرض علمای اہلسنت کا تمام بند چھند اس قسم کا ہی کہ جیسی حضرت علی کو بطو۔ ایک بادشاہ بازی شطرنج کے زیچ مین کر رکھا ہی کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہین ہی مگر شطرنج والی اس قاعدی سے واقف ہین کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیچ ہو جاتا ہی تو دوسرے طرف کا مُہرہ اُٹھالیا جاتا ہی سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی مین جنی بنای گیے اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتہادی کے حمایت کی گئی تو ہمکو اپنی بادشاہ کے واسطی ایک مُہرہ اٹھالینی کا اختیار ہوگا سو ہم معاویہ کو اٹھالینگی اور اُسکو نچھور ڈینگے کہ اُسکی ذات سی خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہی کہ اُستی لعنت بر سر منبر حضرت علی پر جاری کر دای چنانچہ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو بصفحہ ۴۷ اور ۴۷۵ حسب ذیل کے مذکور ہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ احنف مذکور در میان خلافت معاویہ کے اشراف لوگونمین بطور ملاقات دربار معاویہ مین حاضر ہوا اسی اثنا مین ایک شخص اہل شام کا بھی اُس محل مین آیا اور اُستی خطبہ پڑھ کرکے خطبہ مین علی ابن ابیطالب پر لعنت کی سب لوگون نے اپنی سر نیچی جھکالئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیرالمومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کریگی اگر آپکی مرضی پاوی تو بیشک یہ سب نبیون پر لعنت کرے خدا سی ڈرو اور تقوی اختیار کرو حضرت علی کا پیچھا اب تو چھوڑ دو کیونکہ اُنہون نی اس جہان سے رحلت کی اب وہ اپنی قبر مین ہونگے وہان تو چین لینی دو اب تمکو اُنکی لعنت کرنے سی کیا حاصل ہی اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔ معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھون پر ٹھیکری رکھتا ہی مین قسم دیتا ہون تجھکو خدا کی کہ تو بھی منبر پر چڑھکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہی تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بجز و شبی یا بجبر احنف نی کہا کہ آپ مجکو معاف رکہئی اسمین آپ کی خیر ہی اُسوقت
معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت و سماجت سے پیش آیا تب احنف نے کہا کہ ای
معاویہ مین انصاف کے کلمی کہتا ہون معاویہ نے کہا فرمای - احنف نے یہ کہا کہ
حمد خدا کو لائق ہی اور درود ہو حبیوا و پر رسول اُسکی کے ای لوگو مجکو معاویہ نے
یہ کہا ہی کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابیطالبؓ اور معاویہ دونون جہگڑی اور آپسمین
لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دون مین سے یہ دعوی کیا کہ خلافت حق میرا ہے
جب مین دعا کرون تم سب آمین کہنا - اب مین کہتا ہون - ای خداوند لعنت
کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر
جوان دونومین سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
اُسپر - آمین کہو ای سامعین - یہ کہکر معاویہ سی کہا کہ مین تو یہ کلمی کہا کرتا ہون کہ چہ
مارا ہی کیون نجاؤن اسمجہسے اور کچہ بہی نہ کہلانا فقط واہ واہ علمای اہلسنت کے
یہ آپ ہی لوگونکا حوصلہ ہی کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے
سمجہین اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہی کہ فعل کافرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی
کرین ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھی اور اگر خود حرام زادہ نہ ہون
تو بوجہ بہای قبول کرلینے زیاد ابن امیہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بہائی
حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجہنے مین ہمکو کیا تکلف ہو سکتا ہی
کہ جو دس اسقراطی بہی یکی از دوازدہ حواریان حضرت مسیح کا تہا کہ جو خود حضرت مسیح کو
پکڑوا دیا اور عزازیل بہی ایک مقربان بارگاہ الٰہی مین سے تہا کہ جسکو طوق لعنت ملا
پس معاویہ بہی بی تکلف اُن ہی لوگونمین سمجہا جاسکتا ہی اور مصائب اہلبیت سے
کہانتک بیان کرین کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک و پیاس پر بوجہ

سوا خذہ یزید پسر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سر انکی گھوڑونکی سمون سے روندی گئی اور سر انکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑھا کر کے یزید کے پاس روانہ کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیرخوارہ تک سوای ایک امام چہارم زین العابدین کے مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد اسکی سلطنت بنی امیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن زدنی سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہی کہ آسمیر فرشتون نے بہی گریہ کیا مگر علمای اہلسنت کو کیا پرواہ مصائب اہلبیت کی ہی کہ اگر چاہین تو یہ نسبت یزید کے بہی مسئلہ خطای اجتہادی کا جاری کرین کہ ہرگاہ معاویہ صحابی تھے تو یزید بہی بطور ایک تابعی کی اور بدلیل حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلوہم کے ایک شخص واجب التعظیم اور مستحق لعن السان کا قرار پا سکتا ہی

غزل از مؤلف

جس کسیکو ہو تم امام نہین | پیر بہی ہو تو اُس سے کام نہین
بہیجو تم آل پر درود وسلام | اسکی خوبی مین کچھہ کلام نہین
اہلبیت نبی پہ جو گذرا | وہ تو موجود ہے تمام نہین
دشمنون کا مقام ہے دوزخ | غیر دوزخ انہین مقام نہین
وہ حدیثین جو جعل و باطل ہین | پیش عالم کچھہ انکا دام نہین
یاد خم غدیر مین مجکو | آرزوی شراب و جام نہین
کربلا کو مجہے بلا لو تم | اس سے بہتر کوئی پیام نہین
خاک در ہوتے ہم کہین یارب | اور کچھہ مقصد و مرام نہین
مولا تیرے حسین ہین آزاد | تو کسی اور کا غلام نہین

اور حال یہ ہی کہ دلاوران عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہرہ دار حضرت رسول
کے نہین تھے اور لوٹ مار پر اُنکی اوقات تھی اور اُسی امید پر مال غنیمت کے
جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب واقف
ہو گئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہین چھوڑا تھا اور
ہر شخص کو اپنی نفع نقصان اور گون بے گون کا خیال تھا یہانتک کہ بعد انتقال
حضرت رسول کے انصار لوگون نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت
حضرت ابوبکر پہ قائم ہوئی تو حباب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کے غل اور
شور مچایا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہونگے
اور پانی اُنکو نہین ملیگا تب حضرت ابوبکر نی حباب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے
خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اسکی بیٹے کو
وعدہ دینے حکومت شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع مین
بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پلیش نہین ہوئی پس حضرت
ابوبکر جو قریشیو نہین ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیون نے اُنکو اپنے
کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری رہی جیسا کہ ملک
فرانس اور امریکہ کا ہی اور اسیطرحکی ایک ریاست بلقب الکٹر یعنی شخص انتخابی کے
علاقہ جات مفصلہ مین ملک جرمنی کے ابتک جاری ہی اور اسی وجہ سی ہم خلفای ثلاثہ کو
غاصب حقیقت حضرت کا نہین سمجھتی ہین مگر یہ بات ہم ضرور کہینگی کہ اگر لوگ حضرت
علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابو عبیدہ
ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت
حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت مین بندرہ ۱۵ پلنش برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ضمن اشعار مفصلہ ذیل مین کیا ہے اور
یہ تضمین اشعار میر حسن دہلوی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا ہے

انھیں کیا [illegible] ہے — مری عقل اس جا پہ حیران ہے
اگر ہے وصیت خلافت تو کیا — وگر ہے خلافت وصیت ہے کیا
وصیت کو مانو خلافت نہیں — خلافت کو مانو وصیت نہین
اور اسپر یہ سمجھا کہ دونو ہین خوب — ہر اک ایک مصرف کا ہی بے عیوب
وصیت کا حاصل امامت کو مان — امامت سے انجام خیر اپنا جان
خلافت سے اسلام ظاہر ہوا — امامت سے ایمان ظاہر ہوا
حکومت خلافت کی تھی تیس سال — حکومت امامت کی ہے بیزوال
شرارت ہے ایمان کی اک طرف — حلاوت ہی ایمان کی اک طرف
معاویہ بدذات سے فرق رہ — علی کی محبت مین تو غرق رہ
نہیں ہے سرا اسکا کوئی جز علے — کہ بھائی کا بھائی وہ ہے کا وصی
ہوئی جو نبوت نبیؐ پر تمام — ہوئی نعمت اُسکے وصی پر تمام
جہان فیض سے انکی ہے کامیاب — نبیؐ آفتاب و علے ماہتاب ہے
علے دین و دنیا کا سردار ہے — کہ مختار کے گھر کا مختار ہے
دیار امامت کے گلشن کا گل — بہار ولایت کا باغ سنبل ہے
علے راز دار خدا و نبیؐ — خبردار سر خفی و جلے
علے بندۂ خاص درگاہ حق — علے سالک رہرو راہ حق
علے ولی ابن عم رسول — لقب شاہ مردان زوج بتول
کہے یون جو چاہی کوئی بیر سے — یہ نسبت علی کو نہین غیر سے

خدا نفس پیغمبرش خوانده است | دگر را فضیلت بہ کس مانده است
یہان بات کی اب سمائے نہین | نبی اور علے مین جدائے نہین
نبی و علے ہر دو نسبت بہم | دو تا و یکے چون زبان قلم
علے کا عدو دوزخی دوزخے | علے کا محب سب جنتی جنتے
نبی اور علے فاطمہ اور حسن | حسین ابن حیدر یہ ہین پنجتن
ہوئی انسے دو جگ کی خوبی تمام | اُنہون پر درود اور اُنہین پر سلام
علے سے لگا تا بہ مہدی دین | یہ ہین ایک نور خدای برین
اُنہون سے ہی قائم امامت کا گھر | کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر
صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہین | حساب عمل سے یہ بیباک ہین
ہوا یان سے ظاہر کمال رسول | کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول
خدایا بحق سینے فاطمہ | کہ بر قول ایمان سے کنے خاتمہ
اگر دعوتم رد کنے ور قبول | من و دست و دامان آل رسول

فصل ۹۲

اس فصل مین بیان امامت کا ہی سو ہم اول اس بات کو لکھتی ہین کہ قران شریف مین استعمال لفظ امام کا کس طرح پر واقع ہوا ہی اور وہ حسب ذیل ہی۔

نمبر ۱ سورہ بقر ۲- آیت ۱۱۸ واذ ابتلے ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم کو اُسکی رب نے کئی باتون مین پھر اُسنی وہ پوری کین فرمایا مین تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا

نمبر ۲ سورہ ہود ۱۱- آیت ۲۰ افمن کان علے بینة من ربه ویتلوه شاهد منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمة ترجمہ بھلا ایک شخص جو ہی

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہونچتی ہی اُسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے
کتاب موسی کی راہ ڈالتے اور مہربانی -
نمبر ۳ سورۃ الحجر ۱۵- آیت ۷۹ فانتقمنا منھم وانھما لبامام مبین
ترجمہ اور یہ دونون شہر راہ پر نظر آتی ہین حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی -
نمبر ۴ سورۃ الاسری ۱۷- آیت ۳ یوم ندعوا کل اناس بامامھم
ترجمہ جسدن ہم بلائینگی ہر فرقہ کو ساتھ اُنکی سردار کے نمبر ۵ سورۃ الفرقان
۲۵- آیت ۷۴ والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا
للمتقین اماما ترجمہ اور وہ جو کہتی ہین ای رب دی ہمکو ہماری عورتون کیطرف
سے اور اولاد کیطرف سی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمکو واسطے پرہیزگارون کے
امام حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب یعنی دہیان سے سونین -
نمبر ۱ سورہ یٰسین ۳۶- آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ماقدموا واثارھم
وکل شیء احصیناہ فی امام مبین ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی ہم ہین
جو جلاتے ہین مردی اور لکھتی ہین جو آگے بھیج چکی اور اُنکے پیچھے نشان رہے
اور ہر چیز گن لی ہے ہمنے ایک کھلی اصل مین حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد
نمبر ۷ سورۃ الاحقاف ۴۶- آیت ۱۱ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ
ترجمہ اور اس سے پہلے کتاب موسی کی ہی راہ ڈالتی اور مہر - رای راقم -
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہین اور نمبر ۱ یعنی سورہ بقر آیت
۱۱۸ سے ظاہر کہ حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۴ سورۃ الاسری

آیت ۷۳ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ پکاری جائینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہی اور امام اور خلیفہ مین فرق باعتبار حیثیت کے ہی کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن مین بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہی یعنے آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پای اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلۂ آدمیون کے ہی کہ وہ امام آدمیون کا پیشوا ہی پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہی مگر کچھ فرق بھی ہی اور وہ فرق یہ ہی کہ خلافت مین کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت مین حکومت ظاہری شرط نہین ہی بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہی کہ جس سے نجات ہو اور حدیث مین واقع ہی انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله و عترتی ولن یتفرقا ابدا حتی یردا علی الحوض یعنی فرمایا رسول خدا نے چھوڑ جاتی ہین ہم درمیان تم لوگونکی دو بھاری چیزین ایک قران دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونون آپسمین فرق نہین ہونگے کبھو یہانتک کہ وارد ہون وہ دونون اوپر حوض کوثر کے پس قران اگر بجای لفظ کے فرض کیا جای تو اولاد رسول بجای معنے اُسکے ہین

	المولفه	

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی اند		قناعت شد بریں توام و برنید مجملها

اور اس مقام مین شعر شاه نعمت الله ولی کا بہت [illegible]

	شعر	

پیشوائی بایدت جستن ز اولاد رسول		پس قدم [illegible]

غرض مسلمان پر واجب ہی کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور [illegible]

دوازدہ امام کی ہماری نزدیک وہی حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی ہی کہ جسمین وعدہ ہی کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اسکا فصل ۵ مین اس کتاب مین تحقیق سے ہوا ہی او شاہ عبدالحق صاحب نے جو اُن خلفای دوازدہ گانہ مین شمار حکومت ظاہری کی لگا کر کے ولید ابن عبدالملک تک حساب کیا ہی سو اس روسی معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہین اسواسطی کہ شاہ صاحب لکھتی ہین کہ خارج ہونا اُن خلفا کا عدل و احسان سے اور اُنکا اہل جور وفساد ہونا کچھ مانع نہین ہی اور ایک امر عجیب یہ ہی کہ سنیان بھی دوازدہ امام کو اسی ترتیب سی قبول کرتے ہین چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین بیان حال اُن دوازدہ امام کا موجود ہی اور خواجہ حافظ شیرازی علیہ بھی ان دوازدہ امام کو منظور کر کے کہتے ہین

شعر

بدشمنان ہمنشین حافظا تو لا کن	نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار

اور اب اس مقام مین ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کیجاتی ہی کہ جس سے اصل منشا اصطلاح دوازدہ امام کا معلوم ہوتا ہی **حدیث** کتاب ابن المویدا لموفق ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذا الحسین علی فخذہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ وھو یقول انت سید بن سید واخو سید ابوالسادات انت امام ابن الامام اخو الامام ابو الائمۃ انت حجۃ بن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی نی کہ داخل ہوی ہم حضرت کے پاس اور ناگاہ حسین تھے اوپر زانو اُس نبی کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونون آنکھون کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اُسکے منہ کو اور وہ نبی کہہ رہے تھے کہ تو سید یعنی سردار ہی اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید لوگون کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا باپ حجتون کا جو نو نکلینگے تیری پشت سے اور نوان شخص اُن لوگونکا قائم ہونیوالا ہوگا اُن لوگون کا۔

ف۔ یہ خطاب حضرت نبی کا بطرف امام حسین کے ہی کہ جو امام سیوم تھے اسواسطے کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہین اور اس تیسرے امام کو ارشاد ہوا کہ تیری پشت سے نو امام نکلینگے پس تین اور نو ملا کر سے کل بارہ امام ہوے اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو بھاٹ لوگ جابجا سناتے پھرتے ہین گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہی اور وہ فقرہ بشان امام حسین کے حسب ذیل ہی۔ امام ہین آپ امام کے باپ امام کے پوت امام سے بھیا رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہی کھویّا آور یہ جو ارشاد حضرت رسول کا ہی کہ نوان امام ان باقی نو امامون کا قائم رہیگا سو اس مضمون سے دوازدہم حضرت امام مہدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہین قابل تسلیم کر لینے کے معلوم ہوتا ہی اور اسکی بحث آیندہ کیجائیگے۔

فصل ۹۳

ذکر امام اول از جملہ دوازدہ امام۔

فصل بالا مین دیکھلایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازدہ امام ہین۔

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶

علی و اولادہ اولہم علی ابن ابی طالب و قد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دوازدہ امام علی ہین اور اولاد انکی اول اُن دوازدہ امام کے علی ابن ابیطالب ہین اور تحقیق کہ سابق مین ذکر اُسکا ہوا۔

تاریخ جدولیہ تصنیف مولوی خادم علیصاحب سندیلوی

پیدائش آپکی تیئیس ۲۳ سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس چھ مہینہ ہی اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجریہ مین ہوی آپ چچازاد بھائی پیغمبر صاحب کے ہین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہین اور پیغمبر صاحب کے اور خلفای ثلثہ کے وقت مین بڑی بڑی شجاعتین کین اپنی خلافت مین نوبت جہاد کفار کی بسبب فساد آپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہنچی اور ۳۵ سنہ ہجریہ مین زینت بخش خلافت کے ہوے تھے آخر بشہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطامہ کے داخل خلد مین ہوے اور آپ اول مسلم صبیان سے اور خلیفہ بنی ہاشم سے ہین اور عمر آپ کی ۶۳ سال کی تھی اور آپ نی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہی جسکا ترجمہ زبان اردو مین یہ ہے

مسلمان مین ہوا ہون سب سے پہلی		دران حالیکہ نابالغ تھا لڑکا

اور نام والدۂ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہی پس حضرت علی مرتضیٰ ماںکی طرفسے بھی ہاشمی ہین اور اپنی دادکیطرفسے بھی اور طلحہ بن عبداللہ نے اول جناب امیرالمومنین سے بیعت کی اور ۳۶ سنہ ہجریہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی اپنی طرفسی عامل و حاکم مقرر کر کے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جمادی الاخر مین جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خیبر ہی اور فریقین سے دس ہزار مرد مقتول ہوی۔ اور ۳۷ سنہ ہجریہ مین جنگ صفین واقع ہوئی عرصہ ۱۰ ادہ رتک

اور شام کیطرف سے ۴۵۰۰۰ ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کیطرف سے ۲۵۰۰۰
ہزار شہید ہوئے اور حلیہ شریف آپ کا یہ ہی کہ گندم گون میانہ قد فراخ چشم کبیر البطن
دراز ریش سینئہ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبسم
بروایت ابن اسعد سے ظاہر ہی کہ فرمایا آپنے کہ نہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر
مجھے شان نزول اسکی اور مکان نزول اور شخص منزل علیہ معلوم تھا اسلئے کہ میرے
ربنے مجھے بخشا تھا قلب فہمیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہی کہ کچھ
آپنے ارشاد کیا پس تکذیب کے اُس قول کی ایک مردنے پس فرمایا کہ مین تیرے اوپر
دعا کرتا ہون اگر ہی تو کاذب اُسنے کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اُسکی حتی کہ نہ
حرکت کی وہان سے کہ جاتی رہی بینائی اُسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے
بہت ہین اس ذخیرہ مین بسبب طوالت کے نہین لکھی گئے اور حیدر بھی لقب
آپ کا تھا اور ذوالفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور انکی
پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے ابن ملجم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم
شدید پہونچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہو آیا تھا۔ فقط
اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمنًا و تبرکًا
نقل ہوتے ہین ساتھ ترجمہ کے

نمبر ۱	الناس من جهة التمثال اکفاء	ابوهم آدم والام حواء

آدمی لوگ ازروی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہین اسواسطے کہ باپ اُن
لوگون کے آدم ہین اور مان اُنکی حوّا ہین

ف آپنے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ ازروی شکل ظاہری کے کفو یعنے

ہمجنس ہین سواس بیانمین کمال بلاغت ہی کہ مشابہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہی وگرنہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ اقسام مختلف کے ہین کہ ایک شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید دوسرا شقی ہوتا ہی اور اسی طرحسی دوسرے صفات مین بہی مختلف ہوتے ہین ۔

نمبر۲ وانما امہات الناس اوعیۃ		مستودعات وللاحساب اٰباء

اور نہین ہین مائین آدمیون کی مگر ظروف اور جاہای امانت درحالیکہ واسطے حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہین ۔

ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کیطرف سے ہوتا ہی اور حسب تین کرسی تک اور نسب تین کرسی کے اوپر ہی ۔

نمبر۳ فان یکن لہم من اصلہم شرف		یفاخرون بہ فالطین والماء

پس اگر ہو اُن لوگون کو انکی اپنی اصل کیطرف سی کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہون پس مٹی و پانی ہی ف یعنی جب اول و آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہی تو کیا فخر کرنا ہی ۔

نمبر۴ وان اتیت بفخر من ذوی نسب		فان نسبتنا جود وعلیاء

اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پس تحقیق کہ نسبت ہم لوگون کی بطرف جود اور علو مراتب کے ہی ف یعنی اگر تم لوگون کو فخر نسبت قریشی ہونیکا ہی تو نسب ہمارا جود یعنے بخشش ہاشمی ہونیکا اور علو مدارج کا ہی اسواسطی کہ قبیلہ ہاشم مین جود اور علو مدارج ہی ۔

نمبر۵ لا فضل الا لاہل العلم انہم		علی الہدی لمن استہدی ادلاء

نہین کوئی فضیلت ہی مگر واسطی اہل علم کے اسواسطی کہ تحقیق کہ وہی لوگ ہا. اوپر ہدایت کے ہین اور جو شخص کہ ہدایت چاہی اُسکی واسطے ہدایت ہین ف یعنی

ساتھ شرف نسب کے ہمکو شرف علم کا ہی کہ خود ہم ہدایت پر ہین اور دوسرونکو ہم ہدایت کرتے ہین یعنے کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و مہدی ہین۔

نمبر۶ وقیمۃ المرء ماقدکان یحسنہ		والجاہلون لاہل العلم اعداء

اور قیمت مرد کی وہ چیز ہی کہ جو نیک بناوی اُسکو ہ در حالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہین

نمبر۷ فقم بعلم ولا تبغ لہ بدلا		فالناس موتی واہل العلم احیاء

پس اُٹھ تو ساتھ علم کے اور نہ ڈہونڈہ تو واسطے اُسکے کوئی عوض ہ کسواسطے کہ آدمی لوگ مردہ ہین اور اہل علم زندہ ہین

ف یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر۱ تغیرت المودۃ والاخاء		وقل الصدق وانقطع الرجاءُ

متغیر ہوگئی دوستی اور اخوت ؤ اور کم ہوگیا صدق اور کٹ گئی امید

ف یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفائے ثلثہ کی معلوم ہوتی ہی

نمبر۲ واسلمنی الزمان الی صدیق		کثیر العذر لیس لہ دعاء

اور سپرد کیا مجکو زمانہ نے ہاتھ مین ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہی اور نہین ہی کچھ اُس عذر کی رعایت **ف** غالباً اشارہ بطرف حضرت ابوبکر صدیق کے معلوم ہوتا ہے۔

نمبر۳ سیغنی الذی اغناہ عنی		فلا فقر یدوم ولا ثراءُ

قریب ہی کہ بی نیاز کریگا مجکو وہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہی اُس دوست کو مجھسی ؤ اسواسطی کہ نہین فقر ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت۔

نمبر۴ ولیس بدائم ابدا نعیمہ | کذالک البؤس لیس لہ بقاء

اور ہمیشہ نہین رہیگا ابد تک آرام و آسایش ہو اور اسیطرح سی سخت حاجت مندی کہ نہین ہے اُسکو بھی بقا۔

نمبر۵ وکل مودۃ للہ یصفو | ولا یصفو من الفسق الاخاء

اور کل دوستی جو للہ ہوتی ہی صاف رہتی ہی اور نہین صاف رہتی ہے فاسق لوگون کی اخوت و محبت۔

نمبر۶ اذا انکرت عہدا من حمیم | ففی نفسی التکرم والحیاء

جب انکار کیا ہمنی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے پس ہماری نفس مین تہا تکرم یعنی انکا برداشت آبرو اور حیا۔

نمبر۷ وکل جراحۃ فلہا دواء | وسوء الخلق لیس لہ دواء

اور کل زخم پس ہی واسطی اُسکے دوا اور واسطی بدخلقی کے نہین کوئی دوا ہی

نمبر۸ ورب اخ وفیت لہ وفی | ولکن لا یدوم لہ الوفاء

اور تہوڑی دوست ایسی ہین کہ وفا کیا ہمنے ساتھ اُنکے وفادار ہین اور لکن نہین ہمیشہ رہتی ہی اُنکو وفاداری۔

نمبر۹ یدیمون المودۃ ما راونی | ویبقی الود ما بقی اللقاء

ہمیشہ رکھتی ہین وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہین وی لوگ مجکو اور باقی رہتی ہی دوستی جب تک باقی رہتی ہی ملاقات چار چشمی۔

نمبر۱۰ اخلاء اذا استغنیت عنہم | واعداء اذا نزل البلاء

لوگ دوست ہوتے ہین جب کہ ہم بی نیاز ہوئے ہین لوگون سے اور دشمن ہو جاتی ہین جب اوترتی ہی کوی بلا۔

نمبر ۱۱ وان غیبت عن احد قلانی		وعاقبنی بمافیه اکتفاء

اور غایب ہوتے ہین ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا ۱۱ اور انجام بد دیتا ہی مجکو ساتھ اُس چیز کے جو کافی ووافی ہی۔

نمبر ۱۲ اذا مارأس اهل البیت ولّی		بدا لهم من الناس الجفاء

اور جب کہ سرداران اہلبیت کے محبت کرتے ہین ظاہر ہوتا ہی اون اہل بیتون پر آدمیون کی طرف سے جفا

غزل دیگر از دیوان حضرت امیر علیه السلام چھاپہ بمبی صفحہ ۱۲۰ خطاب بمعاویہ

نمبر ا محمد النبی اخی وصهری		وحمزة سید الشهداء عمی

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور سسر امیرا ہی ۱ اور حمزہ سید الشہدا چچا میرا ہی۔

وجعفر الذی یضحی ویمسی		یطیر مع الملائکة ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتونکی بیٹا ہماری ماکا ہے

ف اسی روسے لقب جعفر طیار کا

وبنت محمد سکنی وعرسی		مشوب لحمها بدمی ولحمی

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری ۳ اور ملا ہوا ہی گوشت اُسکا ساتھ خون میرے اور گوشت میرے

وسبطا احمد ولدای منها		فمن منکم له سهم کسهمی

اور دو فرزندان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہین اُس دختر محمد سے پس کون شخص ہی تم لوگون مین کہ جسکو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتکم الی الاسلام طرًّا		غلاما ما بلغت اوان حلمی

سابق ہوی ہم تم لوگون سے اسلام مین از روی رغبت کے جس حال مین کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہین پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر۶ واوجب لی ولایته علیکم رسول الله یوم غدیر خُم
اور واجب کیا واسطے میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگونکے
رسول اللہ نے بروز خم غدیر کے

نمبر۷ واوصانی النبی علی اختیار	لامته رضی منکم بحکمی

اور وصیت کی میری واسطے نبی نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطے امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگون کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر۸ الا من شاء فلیؤمن بهذا والا فلیمت کمد الغم
خبردار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اُس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر۹ انا البطل الذی لم تنکروہ لیوم کریهة ولیوم سلم
مین وہ بہادر ہون کہ جسکا انکار تم لوگون نے نہین کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے
شعر دیگر از حضرت امیر علیه السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از
تصنیف حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بلخی شافعی۔

صفحہ۱۴ فویل ثم ویل ثم ویل لمن یلقی الاله غدا بظلمی
پس افسوس ہی اور پھر افسوس ہی اور پھر افسوس ہی واسطے اُس شخص کے جو ملاقات
کریگا خداتعالی کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے۔ اوپر

	مناقب مرتضوی مسند کرصدر	

ورمزی الامام ابوالحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعه بسندہ الی بن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودۃ فی القربی قالوا یا رسول من ھؤلاء الذین
امرنا اللہ بمودتھم قال علیؑ و فاطمۃ و ابناھما

ترجمہ اور روایت کیا امام ابو الحسن بغوی نے بیچ قران اپنے حوالہ کرکے ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول اُس خدا تعالی کا کہ کہہ تو ای محمد کہ نہیں مانگتا ہون میں تم لوگون سے اُس قران پر مزدوری مگر دوستی قرابت دارون کی تب پوچھا لوگون نے ای رسول اللہ کون ہین وی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگون کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگون کے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وی لوگ علی اور فاطمہ اور دو پسران اُن دونونکی ہین

اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکورہ بالا

نمبر ا ھم العروۃ الوثقی لمعتصم بھا	مناقبھم جاءت بوحی و انزال

وی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہین واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ کے درحالیکہ مناقب اُنکے آئے ہین ساتھ وحی اور نزول قران کے

نمبر ۲ مناقب فی شوری و سورۃ ھل اتی	و فی سورۃ الاحزاب یعرفھا التالی

مناقب اُنکے ہین سورہ شوری مین اور سورہ ہل اتی مین اور سورۃ الاحزاب مین کہ جانتا ہی اُن مناقب کو قران کا تلاوت کرنیوالا

نمبر ۳ و ھم ال بیت المصطفی فودادھم	علی الناس مفروض بحلم و اسجال

اور وہی لوگ اہلبیت مصطفی کے ہین پس دوستی اُن لوگونکی اوپر آدمیونکے فرض کی گئی ہی ساتھ بردباری اور افراط اچھی چیزون کے ؎

ایضا از شاعر دیگر

هم القول من اصفاهم الود مخلصا	تمسك فی اخراه بالسبب الاقوی

اہلبیت لوگ وہ قوم ہین کہ جو کوی اختیار کرے اُن لوگونکی دوستی مخلص ہو کرکے تو تمسک پکڑیگا وہ شخص اپنی آخرت مین ساتھ اُس سبب قوی تر کے

هم القوم فاقوا العالمین مناقبا	محاسنها تحکی وآیاتها تروی

وی اہلبیت لوگ وہ قوم ہین جو فوق لیگئے سب عالم پر از روی مناقب کے تو خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہین اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہین

موالاتهم فرض وحبهم هدی	وطاعتهم ود وودهم تقوی

تولا یعنی دوستی اُن لوگون کی فرض ہی اور محبت اُن لوگونکی ہدایت ہی اور طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی ورع یعنی پرہیزگاری ہی اور محبت اُن لوگونکی تقوی ہی۔ اب سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کی خدمت مین عرض یہ ہی کہ اصل مذہب قدیم اہلسنت کا یہ ہی کہ اوپر مذکور ہوا اور آپ لوگ کسوا سطی مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہین اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت سے آپکو کیا فائدہ ہوگا کہ کچھ امید حکومت ملک شام و امید حکومت ملک ری کی باقی نہین ہی اور نہ معاویہ کا کچھ خوف ہے اور نہ اُسکی دستر خوان کا اچھا کھانا ملیگا پس برای خدا انصاف کرکی روح رسول کو راضی کیجئے

فصل ۹۴

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثانی الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا محمد و یلقب بالتقی و السید امه فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه و سلم ولد بالمدینة فی منتصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة و تخلف ستة اشهر و توفی بالمدینة لخمس لیال خلون من ربیع الاول سنة خمسین و قیل سنة تسع و اربعین و کان عمره سبعا و اربعین سنة و دفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہین اور کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہی اور ماں اُنکی فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی ہین اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین نصف رمضان ۳ھ سنہ ہجریین اور خلیفہ رہی چھہ مہینے اور وفات پای مدینہ مین بتاریخ پانچوین ربیع الاول ۵۰ھ سنہ ہجریین اور بعضون نے کہا ۴۹ سنہ ہجریین اور عمر آپ کی تھی سینتالیس ۴۷ برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع مین۔ تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۳۴۴ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگونکا یہ حال ہی اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ باین مضمون لکھا کہ اگر چند شرطین تم مان لو تو مجکو تمھاری اطاعت منظور ہی معاویہ نے مان لین وہ شروط یہ ہین ایک شرط امام حسن نے یہ کی تہی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ مین ہی مجکو دو اور دار بجرد کا خراج جو فارس سی آتا ہی وہ دیا کرو اور حضرت علی کو برا نہ کہا کرو اُسنے یہ شرطین مان لین الا سبّ علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک دونگا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہین مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس مین مجکو یا میری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمھاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہین کہ چار لاکھ درہم آنکے پاس بھجوائے اور خراج دار بجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔

واہ واہ اُسنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجی گا کیا یہ خطای اجتہادی ہی کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل بد سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہین اور حضرت امام حسن علیہ السلام مین صفت علم و حلم اور جود و کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تہا کہ بروایت حافظ ابو نعیم کے بیس مرتبہ اور بروایت کتاب صفوۃ الصفوۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سے پیادہ پا آکرکے مکہ مین حج ادا کیا
مناقب مرتضوی نخرجی صفحہ ۲۸۱

ولیس لمعاویۃ بن ابی سفیان ان یعہد الی احد من بعدہ عہدہ واولادہم بل یکون الامر شوریٰ بین المسلمین ترجمہ اور نہین حق ہے معاویہ ابن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دے کسی کو اپنے بعد اور اولاد اُنکے بلکہ ہوگا وہ امر خلافت کا محول اوپر شور ے کے۔

ف معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ یہ کیا خطای اجتہادی ہی اور چونکہ سنیون کو صرف حمایت معاویہ تک غرض ہے اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ حرف نہین ہی اسواسطی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا مگر چونکہ انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا بزمانہ حکومت معاویہ کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیون کو اہتمام ہی سواسواسطی چند خیالات سنیونکے اس جگہہ پر مذکور ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت مین مذکور ہی کہ فلان شخص نے خواب مین حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی لی برب الکعبۃ یعنی فیصلہ خدا کا ہمارے حق مین ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب مین معاویہ کو دیکھا کہتی ہوے کہ غفرلی برب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی میری قسم ہی رب کعبہ کی سواس قسم روایت خواب سے ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق مین کوئی بات بن نہین پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا حالانکہ خواب ہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہی اور اسطرحکا خواب مطلقاً قابل دلیل کے نہین ہی اور البتہ خدا ہر بات پر قادر ہی مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ معاویہ ایک دشمن خاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مرگیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا معطل ہو کر کے اسطرح بے تکلف مغفرت اُسکی ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ خواب ایک سُنی کا خواب ہی اور آیا حقیت حضرت علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث مین تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق علی کے ہوا اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم برادر خالہ زاد کا میرے ہمکو بہت پسند ہوا کہ یہ دونون فقرے درحقیقت نقیض یکدیگر ہین سو اسطے کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہوا تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہین اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علی کے کیا معنی ہین غرض یہ خواب معاویہ کے دیکھنے کا مطلقًا قابل استدلال کے نہین ہی بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب پریشان ہی کہ جیسا بوستان مین مذکور ہی شعر

ندانم کجا دیدہ ام در کتاب	کہ ابلیس را دید شخصے بخواب

دویم یہ کہ بملاحظہ کتاب استقصار الافحام جواب منتہی الکلام و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مذہب شیعہ کا جسقدر رکہ علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جای سو اُسیقدر غالب تر اور مجال سنیون کا تنگ تر ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس مخمصہ کے سنیونکی یہ عادت اُنکے واسطے خوب محافظ ہی کہ سنیان زمانہ کسی طرحسے تقریر اور بحث پر نہین چڑھتے ہین اور شیعہ بے تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہی اور حق یہ ہی کہ ہم شیعون سے کچھ مقابلہ کسی بات مین نہین کر سکتی ہین اور ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ شیعہ لوگ تا امکان خلفای ثلثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لین کہ آخر درمیان خلفاے ثلثہ اور معاویہ کے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہی کہ اگرچہ کوی شخص ان خلفاے ثلثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائیان اور کج ادائیان ان

تینون صاحبون سی ہوئین بری نہین ہوسکتا ہی مگر بات اسقدر ہی کہ دین اسلام
کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوی بند وبست نہین کیا
اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا ان سبھونکا بہ نسبت اہلبیت کی
ظاہر ہوتا ہی اور باوصف اسقدر جد وجہد کرنے واسطے اشاعت اسلام کے
اگر یہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائین توسوای اسکے کیا بات کہی
جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجئی وہی کہے چور اور ایسی
شیعہ عالم کو ہم جانتے ہین کہ جو خلفای ثلثہ کو مسلمان مان لیتی ہین او فضیلت شیخین کا کیا
ذکر ہے کہ ہم مجرد فضیلت ثابت کرنے مین بھی شیخین سکے بہت تنگ ہین
سوئم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام
کی جو کچھ کہ اقوال امام شافعی وحافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہی سو یہ سب باتین از
قسم کلمات فقرا و تصوف کے ہین مگر تفضیل الشیخین ایک امر شرعی ہی سو یہ خیال
محض ایک مغالطہ و دھوکا ہی اسو اسطی کہ افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کی
قران اور حدیث سی ثابت ہی اور حیف اور افسوس ہی اوپر ایسے خیال کے کہ
جو اعتقاد افضلیت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے
چہارم یہ کہ ایک سنّی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام
کی ایسی نہین ہی کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے انکو تکدر ہو سو یہ خیال بھی
محض ایک دھوکا ہی اسو اسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفای
طبیعت انکے تکدر ہو یا نہو مگر خدای عادل موجود ہی سو یہ لعنت کرانا معاویہ کا
بے انتقام پانے نیکے نہین رہ سکتا ہی۔
پنجم یہ کہ بعض سنیون کا خیال یہ ہی کہ معنی تولّا کے صرف اسقدر ہین کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال انکے دشمنون کا کچھ ضرور نہین ہی مگر ہم سمجھتی ہین کہ تولا بے تبرا کے کیونکر درست ہوسکتا ہی یعنی جب تک کہ معاملات دشمنون اور حریفون کا ذکر اور خیال نہ کیا جاے تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہوسکتی ہی اور یہ فرمائش تو اُس قسم کی ہی جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر کوئلی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگون کے کیا معلوم ہوسکتی ہی جیسا کہ ایک شخص اندہا مادرزاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال مین آسکتا ہی۔

ششم یہ کہ ایک سُنّی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور ہے کہ بجای اُسکی ورد دیڑھنا بہتر ہی سو جواب اس خیال کے اسیقدر کہنا بس ہے کہ اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو برا کہنا کیا ضرور ہی کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے مگر حقیقت حال یہ ہی کہ جو شخص جیسا ہوگا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح پر اُسکا ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتم یہ کہ ایک سنی صاحب نے نام معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے الیکر کے ہنسی کہا کہ ہرگاہ خلافت معاویہ کی ازروی مصالحہ امام حسن کی ہوے تو اب حقیت خلافت معاویہ مین کیا گفتگو ہوسکتی ہی سو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ تسلیم خلافت کی ہرگز ازروی مصالحہ کے صحیح طور پر نہین ہوئی کہ اسباب کو دیکھنا چاہیے کہ کس حالت مجبوری مین حضرت امام حسن علیہ السلام نی بوجہ نہین ہونے اعوان و انصار کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہرگاہ اصل خلافت تیس برس تک اور بعد اُسکی پیشین گوئی حضرت رسول کیواسطی ایک ملک عضوض یعنی ایک بادشاہ گزندہ کے تھی تو کیا

کمال ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنی پر
حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین
اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے —

اشعار مرغوب در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان وفائی شوستری

نہ ہر کس شد مسلمان میتوان گفتنش کہ سلمان شد — اگر او را بدیش مسلمان شد و انگہ مسلمان شد

ولی ذو المنن یعنی حسن آن خسرو خوبان — کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن در امکان شد

نہ حبش باعث جنت نہ بغضش موجب نیران — کہ حبش محض جنت گشت و بغضش عین نیران شد

مگو انصار و یاری داشت آن مظلوم دنیا ور — کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد

زناچاری بیعت داد دست شاہ بی لشکر — چہ یک انسان نبودش یار و در آخر کار شد نیسان شد

مگو بیعت کہ از شمشیر خوردن صعب تر بودش — چہ او با زادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد

مگو سید آب کز آتش بسی زندہ تر بودش — ہمان آبی کز ان سیخ دلش در سینہ بریان شد

دو سبط مصطفےٰ دادند جان ز آب بی آبی — ز بی آبی حسین اما حسن از آب بی جان شد

حسین پیش از شہادت گر نشان تیر شد اما — حسن بعد از شہادت نعش پاکش تیر باران شد

حسین ار گر علی اکبر شد از دست خسان کشتہ — حسن ہم قاسمش پامال از سم ستوران شد

وفائی گر ز غمہایش بگوید تا صف محشر — بیان کے میتواند زان یکی از صد ہزاران شد

فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ — الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابا عبد اللہ
ولقب بالشہید و السید امہ فاطمۃ الزہرا ولد بالمدینۃ یوم الثلاثا الرابع من شعبان سنۃ
اربع من الہجرۃ و فی الصفوۃ استشہد یوم الجمعۃ و قیل الثلاثاء یوم عاشوراء
فی المحرم سنۃ احدی و ستین من الہجرۃ وھو ابن ست و خمسین سنۃ و خمسۃ اشہر کما سیجی

تیسری اُن بارہ۱۲ اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہین کنیت اُنکے ابوعبداللہ لقب شہید اور سید ہے اور ماں اُنکی فاطمۃ الزہرا ہین اور پیدا ہوئے مدینہ مین بروز منگل چہارم شعبان ۴ سنہ ہجری کے اور کتاب صفوۃ مین ہے کہ شہید ہوئی بروز جمعہ اور بعضوں نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور وہ تھی اُسوقت مین بعمر ۵۶ برس پانچ مہینے کے جیساکہ قریب ہے کہ آویگا بیان اُنکا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعۂ کربلا

نمبر۱ غدر القوم وقدما رغبوا		عن ثواب الله رب الثقلین

غدر کیا قوم نے اور منہ پھیرا اون لوگوں نے ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر۲ قتلوا قدمًا علیًا وابنہ		حسن الخیر کریم الابوین

قتل کیا اُن لوگوں نے قبل اسکی علی کو اور اُسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا اور جسکے ماباپ دونون کریم تھے

نمبر۳ حسدًا منہم وقالوا اقتلوا		نقتل الاٰن جمیعًا للحسین

بوجہ حسد کے اُن اہلبیت کیطرف سی اور کہا اُن لوگوں نے مار ڈالو ۳ اب قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر۴ خیرۃ الله من الخلق ابی		ثم امی وانا ابن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق مین سے باپ میرا ہی ۴ بعد اُسکے ماں میری ہی اور ہم بیٹے ہین دونیک تر آدمیوں کے

نمبر۵ فضۃ قد صغت من ذہب		وانا الفضۃ وابن الذہبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سونے سے ۵ درحالیکہ ہم

چاندی ہین اور بیٹے دو سونا کے۔

نمبر۶ من لہ جد کجدی المصطفے	احمد المختار نور الظلمتین

کون شخص ہے کہ اُسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفے کے جو کہ احمد مختار ہے روشنی دونون اندھیرون کے۔

نمبر۷ فاطمۃ الزہراء امی و ابی	قاصم الکفر ببدر وحنین

فاطمہ زہرا مان میری ہین اور باپ میری توڑنیوالی کفر کی ہین جنگ بدر اور جنگ حنین مین۔

نمبر۸ ولہ فی یوم اُحُدٍ وقعۃ	شفت الغل بفض العسکرین

اور اُس باپ کو میری بیچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہے کہ جو کہ شفا دیا پیاس کو ساتھ دبا دینے لشکرہاے طرفین کے۔

نمبر۹ بالاحزاب والفتح معًا	کان فیہا حتف اہل الوثنین

اور بعد اُسکی سورۂ احزاب اور فتح مین ایک ساتھ تھے اُسمین موت اہالی دونون بتونکی

نمبر۱۰ من لہ عم کعمی جعفر	ذو الجناحین اصیل النسبین

کون شخص ہے کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحب دو بازون کا اور اصیل دونون نسب ما اور باپ کا۔

نمبر۱۱ والدی شمس وامی قمر	وانا الکوکب وابن النیّرین

باپ میرا یعنی علی آفتاب ہین اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب ہین اور مین ستارہ ہون اور بیٹا دو نیّر اعظم آفتاب و ماہتاب کا ہون

نمبر۱۲ نحن اصحاب العبا خمستنا	قد ملکنا شرقہا والمغربین

ہم لوگ سیادت کی کملی والی ہین پانچون ہم لوگونکی تحقیق کہ مالک ہوی ہم لوگ پورب کو اُن پانچ آدمیون کے اور دونون پورب اور پچھم کے۔

نمبر۱۳ نحن جبرئیل غدا سادسنا	ولنا الکعبۃ ثم الحرمین

ہم لوگ ایسے ہین کہ جبرئیل کل کو ہوگا چھٹان ہم لوگون کا اور ہم لوگون کا ہی کعبہ اور بعد اُسکے دونون حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر۱۴ امۃ المختار قرواعیننا	فغدا یسقون من کف الحسین

امت نے رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھین اپنی یعنی ہماری قتل سی پس کل کے روز پلای جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے سزادی جاینگے وی لوگ اور چونکہ سنیون کو حمایت یزید سی کچھ غرض نہین ہی بلکہ شرح عقائد نسفی مین یہ عبارت ہی کہ لانتوقف فی لعن یزید واعوانہ وانصادہ یعنی ہم سنی لوگ نہین توقف کرتے ہین لعنت کرنیمین اوپر یزید اور اعوان اور انصار اُسکی سو اسواسطے ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین وگرنہ اگر کتاب عربی اسرار الشہادت کربلا ملا آقاسے دربندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کربلا کے لکھے جائین تو یہ کتاب بہت طویل ہوجای اور کسکو طاقت ہی کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسیقدر لکھنا کافی ہی کہ حضرت عائشہ نے جو بنیاد خرابی اہلبیت کی ڈالی تھی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی پوری طرح پر ختم ہوا کہ واقعہ کربلا مین سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے کوی مرد خاندان نبوت کا نہین بچا اور باقی سب مارے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۷ ذکر امام چہارم

تاریخ الخمیس عربی جلد دوم چھاپہ مصر صفحہ ۲۸۶—

الرابع علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وقیل ابا محمد وقیل ابا بکر ولقب بزین العابدین والسجاد ولد بالمدینۃ سنۃ ثلاث وثلاثین من الہجرۃ وقیل سنۃ ثمان وثلاثین وقیل سنۃ وثلاثین ۸

ام ولد اسمها غزالة كذا فى الصفوة وقال فى شواهد النبوة اسم امه
شهربانو بنت يزدجرد من اولاد نوشيروان العادل انتهى وفى
حيوة الحيوان قال ابن خلكان كانت امه سلامة بنت يزدجرد
اخر ملوك الفرس وذكر الزمخشرى فى ربيع الابرار ان يزدجرد كان له
ثلاث بنات سبين فى زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن
لعبد الله بن عمر فاولدها سالما والاخرى لمحمد بن ابى بكر فاولدها
قاسما والاخرى للحسين بن على فاولدها عليا زين العابدين
فكلهم بنو خالة وهو على الاصغر فاما على الاكبر فانه قتل مع الحسين
وكان على هذا ايضا مع ابيه وهو ابن ثلاث وعشرين سنة الا انه
كان مريضا نائما على فراش فلم يقتل وفى حيوة الحيوان استبقى
تصغر سنه لانهم قتلوا كل من ابنت كما يفعل بالكفار قاتل الله فاعل ذلك
واخزاه ولعنه وتوفى بالمدينة فى الثامن عشر من المحرم سنة اربع وتسعين
وقيل خمس وتسعين ودفن بالبقيع وهو ابن ثمان وخمسين سنة وضريحه هناك
فى قبة معروفة بقبة العباس روى الحديث عن ابيه وعمه الحسن وجابر
وابن عباس والمسور بن مخرمة وابى هريرة وصفية وعايشة وام سلمة امهات المومنين

ترجمہ چوتھے امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت انکی ابو الحسن ہے
اور بعضون نے کہا ابو محمد اور بعضون نے کہا ابوبکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد ہے
پیدا ہوئی مدینہ مین ۳۳ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۳۸ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا
۳۶ سنہ ہجری مین اور ما انکی ام ولد ہین نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوۃ مین ہے
اور صاحب شواہد النبوۃ نے کہا ہے کہ نام انکی ما کا شہربانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد

نوشیروان عادل کے منتہی ہوا قول اُسکا اور کتاب حیواۃ الحیوان میں کہا ابن خلکان نے کہ ماں اسکی سلامت تھی بیٹی یزدجرد آخر پادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زمخشری نے کتاب ربیع الابرار میں کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھیں تین بیٹیاں جو قید ہوئیں زمانہ عمر ابن الخطاب کے پس ایک آنمین سی ملی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوی سالم اور دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوی قاسم اور تیسرے حسین ابن علی کو کہ جس سے پیدا ہوی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین آپسمین خالہ زاد بھائی ہین اور وہ امام زین العابدین علی صغر ہین ہو اسطی کہ علی اکبر قتل ہوی ساتھ حسین کے واقعہ کربلا مین اور یہ علی اصغر اپنی باپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے درحالیکہ انکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر بیمار تھے جو بیچھادن پر پڑے رہتے تھے اور اسیو اسطی قتل نہین ہوئی اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر سن انکی اسواسطی کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اُس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہونچی جیسا کہ یہ کام کیا جاتا ہی ساتھ کافرون کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور رسوا کرے اسکو اور لعنت کری اسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ مین بتاریخ ۱۸ محرم ۹۴ سنہ ہجری کے اور بعضون نے کہا ۹۵ ہجری مین اور دفن کئے گئے جنت البقیع مین بعمر ۵۸ برس کے اور روضہ انکا اُس قبہ مین ہی کہ جو مشہور ہی ساتھ قبہ عباس کے اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثون کی کرتے ہین حسین اپنی باپ سے اور حسن اپنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخرمہ اور ابوہریرہ اور صفیہ اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازدہ امام کو خداوند تعالی نی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہی اسواسطی تیمنا و تبرکا کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور ہم لوگ مسلمانون کا ہی اور یہ کتاب بالتمام دعاؤن سے معمور ہی
دو چار فقری دعای اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہین تا کہ
بلندی خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالی سے
دعا مانگنی چاہیے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
الذی قصرت عن رؤیتہ ابصار الناظرین و عجزت عن نعتہ اوھام الواصفین
ابتدع بقدرتہ الخلق ابتداعا و اخترعھم علی مشیتہ اختراعا ثم سلک بھم
طریق ارادتہ و بعثھم فی سبیل محبتہ لا یملکون تاخیرا عما قدمھم الیہ و لا یستطیعون تقدما الی ما اخرھم عنہ
ترجمہ سب تعریف ہی اس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہی کہ جو کوئی دوسرا اول نہین
ہی کہ جو قبل اسکی ہو اور ایسا آخر ہی کہ کوئی دوسرا آخر نہین ہوگا کہ جو اسکے بعد ہو
ایسا اللہ ہی کہ دیکھنے سے اسکی آنکھین نگاہ کرنیوالونکی قاصر ہین اور صفت کرنے
سی اسکی خیالات صفت کرنیوالونکی عاجز ہین اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو
پیدا کرنے کرکے اور اختراع کیا ان سبھون کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے
کرکے پس چلایا اس خلق کو او پر طریق ارادہ اپنی اور برانگیختہ کیا اس خلق کو اپنی
محبت کی راہ مین درحالیکہ سب لوگ نہین قادر ہین موخر کرنے پر کوی چیز کے کہ جسکو
اللہ نے مقدم کیا انکے واسطے اور نہین قادر ہین مقدم کرنیکو اس چیز کے کہ جسکو
اللہ نے انسے موخر کیا ہی اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدۂ فرزدق کے لکھے جاتے
ہین کہ جسکا قصہ یہ ہی کہ ہشام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے
حج کعبہ کو آیا اور جس وقت طواف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اژدحام
خلایق کے حجر اسود تک نہین پہونچ سکا اور ایک کنارۂ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا تھا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال مین حضرت امام زین العابدین طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پھونچے تو خلقت پھٹ کر کے الگ ہو گئی اور آپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ و جلال کا کون ہی کہ خلقت اسقدر ہیبت اور تعظیم اُسکی کرتی ہی ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کرین تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہین پہچانتے ہین اور اتفاقا فرزدق شاعر بھی اُس مجمع مین تھا سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب مین آیا اور اُس فرزدق کو قید کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہی اور اسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی کی کتاب سلسلۃ الذہب سی خوب نقل کی ہی کہ جو گویا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق کا ہی

نمبر ۱ هذا الذی تعرف البطحاء وطأته		والبیت تعرفه والحل و الحرام
یہ وہ شخص ہی کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پہچانتا ہی اور خانہ کعبہ اُسکو پہچانتا ہی اور حل و حرم اُسکو پہچانتے ہین۔		
نمبر ۲ هذا ابن خیر عباد الله کلهم		هذا التقی النقی الطاهر العلم
یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہی یہ پرہیزگار اور پاک اور طاہر اور سردار ہے		
نمبر ۳ هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله		بجده انبیاء الله قد ختموا
یہ بیٹا فاطمہ کا ہی اگر تو نہ جانتا ہو اُسکو تو ساتھ جد اُسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کی گئی		
نمبر ۴ الله شرفه قدما و عظمه		جری بذاك له فی لوحه القلم

اللہ نے شرف دیا اُسکو قدیم سے اور عظیم کیا اُسکو اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ مین اُسکے قلم جاری ہوا—

نمبر۵ فلیس قولك من هذا بضائره		العرب تعرف من انکرت والعجم

پس نہین ہے قول تیرا کہ یہ کون شخص ہے کچھہ گزند پہونچانیوالا اُسکو اہل عرب پہچانتے ہین کہ جس شخص سے انکار کیا تو نے اور اہل عجم پہچانتے ہین—

شیرہ گر وصل آفتاب نخواہد		رونق بازار آفتاب نکاہد

نمبر۶ مقدم بعد ذکر الله ذکرهم		فی کل بدء ومختوم بها الکلم

مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر اُن اماموںکا ہر ابتدا کے زمین اور کلام ختم ہوتا ہے انکے ذکر پر

نمبر۷ من یعرف الله یعرف اوّلیه ذا		والدّین من بیت هذا ناله الامم

جو شخص کہ پہچانتا ہے خدا کو پہچانتا ہے اوّلیت کو اس شخص کے اور دین کو گھر سے اس شخص کے اور سب لوگ واسطے اُسکی امت لوگ ہین

فصل ستّانوے ذکر امام پنجم

تاریخ الخمیس عربی چھاپۂ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶—

والخامس محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب امّه ام عبد الله فاطمة بنت الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر ولقّب بالباقر لتبقّره فی العلم وهو توسّعه فیه ولد بالمدینة یوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسین من الهجرة قبل قتل الحسین بثلاث سنین واولاده جعفر وعبد الله وامهما ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وابراهیم وعلی وزینب وامّ سلمة توفی بالمدینة سنة سبع وعشرة ومائة وقیل ثمان عشرة وقیل اربع عشرة وهو ابن ثلاث وسبعین سنة وقیل ثمان وخمسین وقیل سبع وخمسین سنة وقبره بالبقیع عند ابیه فی قبة العباس کذا فی الصفوة

ترجمہ اور پانچوین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور ما آنکی عبداللہ کی فاطمہ ہین بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت آنکی ابو جعفر ہے اور لقب اُنکا باقر ہے بسبب تبقر اُنکی بیچ علم کے اور معنی اُس تبقر کے وسعت اُنکی ہے اس علم مین اور پیدا ہوئے وہ مدینہ مین بروز جمعہ ۳۔ صفر ۵۷ھ ہجری تین برس قبل شہادت حسین کربلا کے اور اولاد اُنکی جعفر یعنی امام جعفر صادق او عبداللہ ہین کہ ماد ن دونوںکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہین اور اولاد امام محمد باقر کے ابراہیم اور علی اور زینب اور ام سلمہ ہین اور امام باقر مرے مدینہ مین ۱۱۴ھ ہجری مین اور بعض نے کہا ۱۱۸ھ ہجری مین اور بعضوں نی کہا ۱۱۶ھ ہجری اور اُنکی عمر تھی ۵۷ برس کی اور بعضوں نی کہا ۵۸ برس کی اور بعضوں نی کہا ۶۰ برس کی اور قبر اُنکے جنت البقیع مین ہے نزدیک قبر باپ اُنکی قبہ عباس مین اسطرحپر مذکور ہے کتاب صفوۃ مین فقط اور اس عرصہ مین ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر تصنیف ملا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران مین چھپی ہے بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پہونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہے کہ جو مشتمل ہے اوپر ۶۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہے ۳۶ سطرون پر اور تمام اس کتاب مین معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہین سو پہونچنا اس قسم کتاب نادر کا ایک محض فضل آلہی ہماری حال پر ہے اور اس کتاب سی اس رسالہ حد تحقیق مین کچھ حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائینگی۔

کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس مین ۱۱۸ معجزہ مذکور ہے صفحہ ۳۲۳۔

حدیث بروایت ابو علی محمد فقال اسماعیل عن جابر فلما جابر فقبل یدعیینہ ضمہ

الی صدرہ فقال هکذا اوصانی رسول الله وقال لی یا جابر یولد لعلی بن الحسین زین العابدین ولدٌ یقال له محمد فاذا رایته یا جابر فاقراہ منی السلام واعلم یا جابر ان مقامك بعد رویته قلیل قال فعاش جابر بعد ان راٰه ایاما یسیرة ومات رضی الله عنه

ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام بھونچا تو اور پوچھا اپنی جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نے اور بوسہ دیا درمیان آنکھین اُس امام کے اور ملا لیا اُسکو اپنی سینہ سی پس کہا اُس جابر نے کہ اسیطرح وصیت کی مجکو رسول اللہ نے اور کہا مجکو کہ ای جابر پیدا ہوگا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہ کہلاویگا محمد پس جب دیکھی تو اُسکو ای جابر تو پڑہنا تو اُسکی پاس میری طرفسے السلام علیک اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا مین بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا ہوگا کہا اُس راوی نے — زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ۔

ف یہ روایت سلام بھونچانے جابر کی کتاب روضۃ الصفا مین بھی مذکور ہی اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہی اور اس کتاب مدینۃ معاجز الائمۃ الاثنی عشر مین جو ۱۸ معجزے مذکور ہین سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب معجزے اس کتاب حد تحقیق مین نقل نہین کیئے گئے۔

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی اباعبد الله وقیل ابا اسمعیل وله القابٌ اشهرها الصادق وامّه ام فروة بنت القاسم ابن محمد بن ابی بکر الصدیق وام ام فروة اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قال الصادق لقد ولدنی ابو بکر مرتین ولد بالمدینة سنة ثمانین من الهجرة وقیل سنة ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرة لیلة بقین من ربیع الاول وتوفی بالمدینة یوم الاثنین للنصف من رجب سنة ثمان واربعین ومائة وقبره بالبقیع فی قبة العباس وهو القبر الذی فیه ابوه الباقر وجده زین العابدین وعم جده الحسن بن علی وﷲ دره من قبر ما اکرمه واشرفه واعلی قدره عند ﷲ کذا فی شواهد النبوة وفی الملل والنحل وله خمسة اولاد محمد واسمعیل وعبدﷲ وموسی وعلی **ترجمہ** چھٹی امام جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت آپکی ابو عبدﷲ ہی اور بعضون نے کہا ابو اسمعیل ہی اور آنکو چند لقب ہین کہ مشہور تر انکا لقب صادق ہی اور مان انکی ام فروہ ہین بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر صدیق کی اور مام فروہ کی اسما بیٹی عبد الرحمن ابن ابی بکر کی ہین اور اسیواسطے فرمایا امام صادق نے کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابو بکر نے دو دفعہ کرکے اور پیدا ہوی وہ امام جعفر صادق مدینہ مین ۸۰ سنہ ہجری مین اور بعضون نے کہا ۸۳ سنہ ہجری مین بروز دوشنبہ تیرہ ۱۳ رات باقی رہتی ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶ یا ۱۷ ربیع الاول کے مرے وہ امام مدینہ مین بروز دوشنبہ نصف رجب ۱۴۸ سنہ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع مین اندر قبہ عباس کے ہی اور یہ وہ قبر ہی کہ جسمین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا انکی دادا کے حسن ابن علی ہین پس کیا خوب ہی ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور اعلی ہی قبر اسکی نزدیک ﷲ کے اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوة مین اور

اور کتاب ملل اور نحل مین ہی کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبداللہ اور موسی علی فقط

ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابوبکر نے پیدا کیا ہمکو دو دفعہ کرکے اس عتبار سی ہی کہ ماں انکی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کی یعنی ابوبکر کی پوتا کے بیٹی تھین اور دوسرا رشتہ یہ ہی کہ ام فروہ ماں امام جعفر صادق کی بیٹی اسما دختر عبدالرحمن ابن ابوبکر یعنی ابوبکر کی پوتے کے بیٹی تھین اسطرحپر کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابوبکر کا ساتھ چچازاد بہن اسما بنت عبدالرحمن ابن ابوبکر کے ہوا تھا اور اسطرحپر اظہار نسل دوبارہ از جانب ابوبکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابوبکر پہ ایک خاص طرحکی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو مٹا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہوسکتا ہی اور البتہ اس بات کیواسطے شیعون بڑی ضرورت ہی کہ تقیہ کو جایز ٹھہرادین حالانکہ تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جسطرحپر کہ شیعہ لوگ چاہتے ہین بہت دشوار ہی فقط اور سنی لوگ جو کہتے ہین کہ مجتہد ابوحنیفہ کوفی کو شاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے پاس تماستر صحیح ثابت نہین ہی مگر اسقدر کہ مجتہد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام ہفتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ السابع موسی بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکنی ابا الحسن وابا ابراھیم وقیل غیر ذلک ویلقب بالکاظم لفرط حکمہ وتجاوزہ عن المعتدین علیہ امہ ام ولد اسمھا حمیدۃ البربریۃ ولد بالابواء بین مکۃ والمدینۃ یوم الاحد لسبع لیال خلون من صفر سنۃ ثمان

وعشرین ومائۃ کذا فی شواھد النبوۃ وفی الصفوۃ ولد بالمدینۃ ثمان وعشرین وقیل تسع وعشرین ومائۃ واقدم المھدی بغداد ثم ردہ الی المدینۃ فاقام بھا الی ایام الرشید فلما قدم الرشید المدینۃ حملہ معہ وحبسہ ببغداد الی ان توفی بھا لخمس بقین من رجب سنۃ ثلاث وثمانین ومائۃ وفی شواھد النبوۃ مات فی حبس ھارون الرشید ببغداد یوم الخمیس لخمس خلون من رجب سنۃ ست وثمانین ومائۃ من الھجرۃ وقبرہ ببغداد ویقال ان یحیی بن خالد البرمکی سمہ فی رطب بامر ھارون الرشید

ترجمہ ساتوین امام موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہین اور کنیت اُنکی ابو الحسن اور ابو ابراھیم ہی اور بعضون نے کنیت اُنکی سوای اُسکے بھی کہی ہی اور لقب آپکا کاظم ہی بسبب افراط حلم اُنکی اور بسبب تجاوز کرنے اُنکے اُن لوگونسی جو زیادتی کرتے تھے اس امام پر اور کاظم کے معنی گھونٹنی والی غصہ کے ہین اور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ نام اُنکا حمیدہ بربریہ تھا اور پیدا ہوی ابوا رہین درمیان مکہ اور مدینہ کے بروز یکشنبہ سات رات گذری ہوی ماہ صفر سنہ ۱۲۸ ہجری کے اسطرحسی شواہد النبوۃ مین مذکور ہی اور کتاب صفوۃ مین ہی کہ پیدا ہوی یہ امام مقتم مدینہ مین ۱۲۸ سنہ مین اور بعضون نے کہا سنہ ۱۲۹ ہجری مین اور لی آیا اُسکو مہدی خلیفہ بغداد مین اور پہیر دیا اُسکو بطرف مدینہ کے پس رہی یہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ ہارون رشید تک پس جبکہ پہونچا رشید مدینہ کو اُٹھا لایا اس امام کو ساتھہ اپنی اور قید کیا اس امام کو بغداد مین یہانتک کہ مر گئے یہ امام اُس بغداد مین پانچ تاریخ باقی رہتی ہوئے ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ہجری کے اور شواہد النبوۃ مین ہی کہ مرے یہ امام قید مین ہارون رشید کے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تاریخ گذری ماہ رجب سنہ ۱۸۶ ہجری کے اور قبر اُنکی بغداد

مین ہے اور کہتی ہین کہ یحیی ابن خالد برمکی نے زہر دیا اُس امام کو خرما مین ملا کر کی بسبب حکم ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰ ذکر امام ہشتم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ الثامن علی بن موسی بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن ککنیۃ ابیہ موسی الکاظم ولُقِّبَ بالرضا امہ ام ولد لہا اسماء منہا اروی ونجمۃ وسمانہ وام البنین واستقر اسمہا علی تکتم قیل کانت امہ جاریۃ لحمیدۃ ام موسی الکاظم فرات فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہا ان تھب نجمتہ لابنہا موسی وقال سیولد لہ منہا خیر اہل الارض ولد بالمدینۃ یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الاخر سنۃ ثلاث وخمسین ومائۃ بعد وفاۃ جدہ الصادق بخمس سنین وقیل غیر ذلک ومات ببلاد طوس فی قریۃ سناباد من رستاق وجاذ قبرہ فی قبلی قبر ہارون الرشید فی قبۃ فی دار حمید بن قحطبۃ الطائی وذلک فی شہر رمضان لتسع بقین منہ یوم الجمعۃ سنۃ ثمان ومائتین

ترجمہ — آٹھوین امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین ابن علی ابن ابو طالب ہین اور کنیت اُنکی ابو الحسن ہے مثل کنیت باپ اُنکے موسی کاظم کے اور لقب اُنکا رضا ہے اور ماں اُنکی ام ولد ہین کہ اُنکا چند نام ہے اور بعض اُن نامون مین اروی اور نجمہ اور ام البنین ہے اور قرار پایا نام اُس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ ماں اُس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسی کاظم کی پس دیکھا اوس حمیدہ نے خواب مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اُس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کو واسطے اپنے بیٹے موسی کاظم کے اور فرمایا اس پیغمبر خدا نے اُس خواب مین کہ قریب ہے

کہ پیدا ہوگا اُس موسیٰ کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوئے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۵۳ھ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضوں نے کہا ہی سو اسکی بھی اور مری وہ ملک طوس کے ایک
گانون سناباد مین بعلاقہ رستاق نوجان کے۔ اور قبر اس امام کی سامنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبہ مین بخانہ حمید ابن قحطبہ طائی کے ۔ اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
مین نو تاریخ باقی رہنی روز جمعہ ۲۰۳ ہجری کے فقط۔
ف یہ امام ہشتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہی سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہی اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس مین واقع ہی اور سفر کرنیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسا امام ضامن
کے نام کا جو باندھا جاتا ہی سو وہ آپکے کی نام پر ہی اور آپ کا نام عموماً بلقب امام ضامن
تامن کے مشہور ہی اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسا کے باندھنے سے اعتقاد لوگونکا
یہ ہی کہ وہ سفر اس سفر کرنیوالی کا خیریت اور حفاظت سی طی ہوتا ہی اور جب وہ سفر طی ہوا
تو غربای سادات کو دیا جاتا ہی اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہین کہ امام ضامن کی ضامنی مین سونپا اور
ہمکو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز مین کچھ گفتگو نہین ہی مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہی کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہی اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہی اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہی کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہی اور مزار پر آپ کی بڑی تیاری لاکھون روپیہ کی ہی اور
تمام زائرین اور غربا کو ہمیشہ کہانا اس سرکار سی ملتا ہی اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ مین سے ہین یکی از مریدان خاص

امام ہشتم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہی اور دو شعر فصلہٗ ذیل عموماً واسطے حاجت کی بیرزادون مین پڑہا جاتا ہی اور ہم سب لوگ بھی پڑہتے ہین

بجق خواجۂ معروف کرخی		نگہداری زآفت ہاے چرخی
کہ دربان علی موسی رضا بود		علی موسی رضا ازوے رضا بود

اور اصحاب ثلثہ باعتقاد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سی جو کچھ افضل ہون مگر تمام اولویت اور امامت نسل مین حضرت امیر علیہ السلام کی دیکھی جاتی ہی اور اس مقام مین شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہی

ہوا یان سی ظاہر کمال رسول		کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

فصل ۱۰ ذکر امام نہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا جعفر و ہو موافق للباقر فی الکنیة والاسم ولذا یقال لہ ابو جعفر الثانی ولقبہ التقی والجواد امہ ام ولد اسمہا خیزران وقیل ریحانة وقیل کانت من اہل ماریة القبطیة ولد بالمدینة یوم الجمعة لعشرة ایام خلون من رجب سنة خمس وتسعین ومائة وتوفی یوم الثلاثاء لستة ایام خلون من ذی الحجة سنة عشرین ومائتین فی خلافة المعتصم وقیل مسموما ولکنہ ما صح وقبرہ ببغداد خلف قبر جدہ الکاظم ولکمال علمہ وادبہ وفضلہ زوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل وارسلہا معہ الی المدینة وکان یرسل الی المدینة فی کل سنة الف الف درہم کذا فی شواہد النبوة

ترجمہ نویں امام محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب ہیں اور کنیت آپکی ابوجعفر ہے اور یہ امام موافق ہیں ساتھ امام باقر امام پنجم کے کنیت اور نام میں اور اسیواسطے کہی جاتی ہیں ابوجعفر ثانی اور لقب اُنکا تقی اور جواد ہے اور اُنکی ماں ام ولد ہیں کہ نام اُنکا خیزران ہے اور بعضوں نے کہا کہ ریحانہ اور بعضوں نے کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قبطیہ کے لوگوں میں سے اور پیدا ہوے یہ امام مدینہ میں بروز جمعہ دس دن گذری رجب ۱۹۵ھ ہجری کے اور مرے وہ بروز سنگل چہ دن گذری ذیحجہ کے ۲۲۰ھ ہجری میں بزمان خلافت معتصم کے اور بعضوں نے کہا کہ مرے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہیں ہے اور قبر اُنکی بغداد میں ہے پیچھے قبر اُنکی دادا کاظم امام ہفتم کے اور بسبب کمال علم و ادب اور فضل اُنکی مامون خلیفہ نے بیاہا اُنکو اُنکی صغر سن میں اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کر دیا اس ام الفضل کو ساتھ اس امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کرتا تھا وہ خلیفہ اُس امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس دس لاکھ درہم اسطرح سے مذکور ہے کتاب شواہد النبوۃ میں ——

ف مزار کاظمین عبارت ہے اس مزار واقع بغداد سے کہ جسمیں قبر امام ہفتم موسی کاظم اور امام نہم امام تقی علیہ السلام کی واقع ہے

فصل ۱۰۲ ذکر امام دہم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۳۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی اباالحسن و یقال لہ ابوالحسن الثالث ولقبہ الهادی لکنہ یشتهر بالمتقی امہ ام ولد اسمها سماعہ وقیل امہ ام الفضل بنت المامون ولد الہ[illegible] بسنۃ فی الثالث عشر من رجب سنۃ

اربع عشرة و مائتین و توفی فی زمان المستنصر فی سر من رأی من
نواحی بغداد یوم الاثنین من اواخر جمادی الاخرہ سنة اربع
وخمسین و مائتین و قبرہ فی دارہ التی فی سر من رای وقیل ان
مشهد الهادی بقم ولیس بصحیح وانما الصحیح ان مشهد فاطمة
بنت موسی بن جعفر بن محمد ببلدة قم وقد نقل عن الرضا
انہ قال من زارها دخل الجنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ دسوین امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین بن
علی ابن ابیطالب ہین اور کنیت آپکی ابو الحسن ہی اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہین
اور لقب اُنکا ہادی ہی لاکن وہ مشہور ہین ساتھہ لقب نقی کی اور مان اُنکی ام ولد ہین
نام اُنکا سمانہ ہی اور بعضون نے کہا کہ مان اُنکی ام الفضل بیٹی ماموں خلیفہ کے ہین
اور پیدا ہوی وہ مدینہ مین بتاریخ تیرہوین رجب ۲۱۴ھ ہجرے کے اور مرے وہ
زمانہ خلافت مین مستنصر کے سر من رای نواحی بغداد مین بروز دوشنبہ اواخر
جمادی الثانی ۲۵۴ھ ہجرے کے اور قبر انکی اپنی مکان مین ہی کہ جو سر من رای مین تھا
اور بعضون نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم مین ہی اور یہ بات صحیح ثابت نہین ہی اور
امر صحیح یہ ہی کہ مزار فاطمہ دختر موسی ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم مین ہی اور حضرت امام
علی موسی رضا سی یہ حدیث منقول ہی کہ فرمایا اس امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اُس
مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت مین اسطرح پر مذکور ہی کتاب شواہد النبوۃ مین
ف اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہی کہ اسمین دو امام کا مزار ہی ایک امام نقی امام دہم کا
اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا —

	فصل ۱۰۳ ذکر امام یازدہم	

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۷ و ۱۸۸ الحادی عشر الحسن بن علی
ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق ویکنی ابا محمد و یلقب
بالزکی والخاص والسراج و هو ایضا مثل ابیہ مشہور بالعسکری
وامہ ام ولد اسمہا سوسن و قیل غیر ذلک ولد بالمدینۃ
سنۃ احدی او اثنین و ثلاثین و مائتین و توفی فی سرمن رای
فی سنۃ ستین و مائتین و قبرہ بجنب ابیہ

ترجمہ گیارہوین امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق ہین
اور کنیت انکی ابو محمد ہی اور لقب آپ کا زکی اور خاص اور سراج ہی اور وہ بھی
مثل باپ اپنی مشہور ہین ساتھ عسکری کی اور مان انکی ام ولد ہین کہ نام انکا سوسن
ہی اور بعضون نے غیر اسکا بھی کہا ہی اور پیدا ہوی مدینہ مین ۲۳۱ یا ۲۳۲ ہجری مین
اور مری سرمن رای مین ۲۶۰ مین اور قبر انکی جنب مین اپنی باپ کے ہی۔ فقط
اور خاندان دوازدہ امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہی چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو
پارہ قران شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہی کہ اس تفسیر سے
ایک انتخاب مختصر قول امام ممدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس
جگہ پر ذکر کیا جاتا ہی کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق مین ہی
اور راقم نے اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔
قولہ عز و جل بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام علیہ السلام
اللہ ہو الذی یتالہ الیہ عند الحوائج و الشدائد کل مخلوق عند
انقطاع الرجاء من کل من دونہ و قطع الاسباب من جمیع من سواہ
یقول بسم اللہ ای استعین علی اموری کلہا اللہ الذی لایحق العبادۃ

الا الیہ المغیث اذا استغیث والمجیب اذا دعی قال الامام علیہ السلام
وہو ما قال رجل للصادق یابن رسول اللہ دلنی علی اللہ ما ہو
فقد اکثر المجادلون علی وحیرونی فقال الامام یا عبد اللہ ہل رکبت
سفینۃ قط قال بلی فقال ہل کسرت بک حیث لا سفینۃ تنجیک
ولا سباحۃ تغنیک قال بلی قال فہل تعلق قلبک ہنالک ان
شیئا من الاشیاء قادر علی ان یخلصک من ورطتک قال بلی
قال الصادق فذلک الشیٔ ہو اللہ القادر علی الانجاء
حین لا منجا وعلی الاغاثۃ حین لا مغیث

ترجمہ قول اس اللہ تعالی کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی کہا امام حسن عسکری
علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شئی ہی کہ وقت حاجات اور مصیبت وتنگی کل مخلوق اسکی طرف
رجوع لاتا ہی اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اسکی
ہی اور قطع ہونے اسباب کی ماسوا اسی اور بندہ جو کہتا ہی بسم اللہ سو اسکی معنی یہ
ہین کہ مدد مانگتا ہون مین اوپر تمام امورات اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہین حق ہی عبادت
مگر اسکو اور وہ فریادرس ہی جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرنیوالا ہی جب دعا
کیجای اس سی اور فرمایا امام حسن عسکری نی کہ یہ وہ بات ہی کہ جو ایک شخص نے امام
جعفر صادق سی کہا کہ ای پسر رسول خدا کی بتلای ہمکو کہ اللہ کیا چیز ہی کیونکہ جدل
کرنیوالون نی بہت جھگڑا کیا مجھ سی اور حیرت مین ڈالا ہی مجکو پس جواب دیا امام
جعفر صادق نے کہ ای بندۂ خدا کبھو سوار ہوا ہی تو کشتی پر ابتک کہا اسنی کہ ہان
فرمایا امام نی کہ آیا کبھو وہ کشتی شکست ہوی اسطرح پر کہ وہان پر کوی کشتی دوسری
تھی کہ جو بچاتی تجکو اور نہ تیرنا آتا تھا تجکو کہ غرق سی وہ تجکو بچاوی کہا اس شخص نی کہ ہان

تب فرمایا امام نی کہ آیا متعلق ہوا دل تیرا اسوقت مین ساتھ کسی شئی کے جو کہ قادر ہو خلاص دینی پر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اس شخص نی کہ ہان فرمایا امام جعفر صادق نے کہ شئی وہی اللہ ہی کہ جو قادر ہی نجات دینی پر جسوقت کہ کچھ جای نجات نہین ہی اور قادر ہی فریاد رسی پر کہ جب کوئی فریاد رس نہین ہے۔

فصل ۴۰ ذکر امام دوازدھم

تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹۔

چونکہ تاریخ الخمیس مین بذکر امام دوازدہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند اقوال ہین اسواسطی ہم اسکو اس مقام مین چند حصہ کرکے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہین اور آخر مین ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی ابن محمد بن علی رضا یکنی ابا القاسم ترجمہ بارہوین امام محمد ابن حسن بن علی بن محمد ابن علی رضا ہین اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔

دوم ولقبہ الامامیۃ بالحجۃ والقائم والمہدی والمنتظر وصاحب الزمان وھو عندھم خاتم للاثنی عشر اماما ویزعمون انہ دخل السرداب الذی فی سر من رای وامہ تنظر الیہ ولم یخرج الیھا وذلک فی سنۃ خمس وستین ومائتین وقیل فی سنۃ ست وستین ومائتین وھو الاصح واختفی الی الآن فی زعمھم امہ ام ولد اسمھا صقیل وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک ولد فی سر من رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنۃ ثمان وخمسین ومائتین ترجمہ اور لقب دیا ہی اس امام دوازدہم کو امامیہ شیعی لوگون نی ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعون کے خاتم
ایمہ اثنا عشر ہین اور شیعون کا گمان یہ ہی کہ یہ امام اندر گئی اس سرداب مین کہ جو سرمن رائے
مین ہی اور مان اُنکی منتظر ہین اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام وہان تک اور یہ بات سنہ ۲۶۵
ہجری کی ہی اور بعضون نی کہا کہ یہ بات سنہ ۲۷۵ ہجری کی ہی اور یہ قول صحیح تر ہی اور مختفی
یعنی پوشیدہ ہین یہ امام اسوقت تک اُن شیعون کے گمان مین اور مان اُنکی اُمّ ولد
ہین کہ نام اُنکا صقیل ہی اور بعضون نی کہا کہ سوسن اور بعضون نی کہا کہ نرگس
اور بعضون نی سوای اسکی بھی کہا ہی اور پیدا ہوی یہ امام سُرّ من رأی مین بتاریخ
۲۳ رمضان سنہ ۲۵۸ ہجری کے — سوم وفی جامع الاصول فی اشراط الساعة
وعلاماتها عن ابن مسعود ان رسول الله صلے الله علیه وسلم
قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل الله ذلك الیوم حتے
یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم
ابیه اسم ابی یملاء الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما وجورا
وفی روایة اخری لا تنقضی الساعة حتی یملك
العرب من اهل بیتی رجل یواطی اسمه اسمی اخرجه ابوداؤد
ترجمہ اور کتاب جامع الاصول مین اندر بیان شرائط قیامت اور علامات اُسکی
ابن مسعود سی یہ روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی
مگر ایک روز تو اللہ طول دیگا اُس روز کو یہانتک کہ اُٹھاوی وہ اللہ اس روز مین
ایک مرد کو مجھ سی یا میری اہلبیت سی کہ برابر ہوگا نام اُسکا ساتھ نام میری اور نام اُسکی
باپ کا ساتھ نام میری باپ کے اور بھر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے
جیسا کہ بھر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت مین ہی

کہ نہین ختم ہوگی قیامت یہانتک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے میرے کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میرے روایت کی اسکو ابو داؤد نے

چہارم و قال صاحب الفتوحات المکیۃ فی ذکر المھدی انہ یکون معہ ثلثمائۃ وستون رجلاً من رجال اللہ الکاملین وھذا الخلیفۃ یکون من عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد فاطمۃ اسمہ اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنیتہ کنیۃ جدہ حسن بن علی یبایع بین الرکنین والمقام یبایعہ العارفون باللہ من اھل الحقائق عن شھود وکشف بتعریف الٰہی رجال الٰھیون یقیمون دعوتہ وینصرونہ ھم الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینون علی ما قلدہ اللہ تعالیٰ ثم قال فان اللہ یستوزر طائفۃ خباھم فی مکنون غیبہ اطلعھم اللہ کشفا وشھودا علی الحقائق وھذا الخلیفۃ یفھم منطق الحیوان یسری عدلہ فی الانس والجان

ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر مین مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی ساتھ اسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سی جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت رسول سے اور اولاد سی فاطمہ کے اور نام اسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اسکی مثل کنیت دادا اسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اسکی لوگ کرینگی درمیان رکنین اور مقام کے اور بیعت اسکی کرینگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو پہچانینگے اسکو از روی مشاہدہ و کشف کی ساتھ تعریف الٰہی کے اور مردان خدای لوگ قائم کرینگی دعوت کو اسکی اور مدد کرینگی اسکی اور وہ لوگ وزیران ہونگی کہ جو اٹھاوینگے بار مملکت کو اور اعانت کرینگی اس بات کی کہ تقلید کی اسکی خدانی اور بعد اسکے

کہا صاحب فتوحات نے کہ خدا تعالیٰ او بھیجیگا اُسکو او لیگا اُسکا ایک گروہ سے کہ راز پوشیدہ
اُنکا بیچ غیب مین اُس خدا کی ہی اور اطلاع دیگا اُنکا اُنکا ازروی کشف و مشاہدہ
حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیگا بولی کو حیوانات کی او جاری ہوگا عدل اُسکا انس جن مین۔

تحریر

وفی ذخائر العقبی عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله
علیه و سلم قال للعباس منک المهدی فی آخر الزمان و بسببه الهدی
و به تطفأ نیران الضلالات ان الله عزوجل فتح بنا هذا الامر
و بذریتک یختمه وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله
علیه و سلم الا ابشرک یا ابا الفضل قال بلی یا رسول الله قال ان الله فتح
بی هذا الامر و بذریتک یختمه اخرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی وعن عثمان
قال سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول المهدی من ولد العباس وعن عبد الصمد
ابن علی عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم
یا عباس قال لبیک یا رسول الله قال ان الله عزوجل
ابتدء الاسلام بی و سیختمه بغلام من ولدک
وهو الذی یتقدم عیسی بن مریم

ترجمہ

اور کتاب ذخائر العقبی مین ہی ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا نے عباس
کو کہ تجھسے ہوگا مہدی آخر زمانہ مین اور اُس سے ہیگی کی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ
گمراہون کی بجھائیجائیگی تحقیق کہ خدای عزوجل نے مجھسے شروع کیا اس امر کو اور
ساتھہ نسل تیرے ختم کریگا اُسکو۔

اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ کہا اُسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آیا خوشخبری نہین دون
مین تجکو ای ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہان ای رسول خدا تب کہا اُس رسول نے

کہ خدا نی شروع کیا اس امر کو مجھسے اور ختم کریگا اسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابو القاسم سہمی نے اور روایت ہی عثمان سی کہ کہا اُسنی کہ سنا مین نی رسولخدا کو کہتی ہوی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہی عبد الصمد ابن علی سے بروایت باپ اسکی دادا سے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ ای عباس اور عباس نے کہا کہ ہان ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھسے اور قریب ہی کہ ختم کریگا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد مین سی اور یہ لڑکا وہ ہی جو کہ پہلی آوریگا عیسی ابن مریم سے

ش وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق حتی ینزل عیسے ابن مریم عند طلوع الفجر فے بیت المقدس ینزل الی المہدی فیقال تقدم یا نبی الله فصل بنا فیقول ہذہ الامة امراء بعضہم علے بعض اخرجہ الامام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری فی سننہ

ترجمہ اور روایت ہی جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول اللہ نی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑتا رہیگا حق پر یہانتک کہ اتر ینگے عیسی ابن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس مین کہ اتر ینگی اوپر یعنی بعد مہدی کی تب کہا جائیگا کہ آگی ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑھاؤ ہملوگون کو پس کہینگی وہ عیسی کہ یہ امت امیر لوگ ہین بعض انکی اوپر بعض دوسرون کے۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمرو عثمان ابن سعید المقبری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے ؁

سعہ وعن کعب الاحبار قال یحاصر الدجال المومنین بیت المقدس فیصیبہم فیہا جوع شدید حتی یاکلوا او تار قسیہم من الجوع فبینا ہم

علی ذلک اذ سمعوا صوتا فی الغلس فیقولون ان ھذا الصوت صوت رجل شبعان قال فینظرون فاذا عیسے ابن مریم علیہ السلام قال فتقام فیرجع امام المسلمین المہدی فیقول عیسی علیہ السلام تقدم فلک اقیمت الصلوٰۃ فیصلی بہم تلک قال ثم یکون عیسے اماما اخراخرجہ الحافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد فی کتاب الفتن

ترجمہ اور روایت ہے کعب الاحبار سے کہا اسنے کہ تنگ پکڑیگا دجال مسلمانوں کو بیت المقدس مین پس لگی ایک بھوک سخت بہوا ان لوگون کو یہانتک کہ کھا جائینگے وہ لوگ رودون کو اپنی کمانون کے بسبب بھوک کی پس ہونگے وہ لوگ اسی حال مین کہ ناگاہ سنینگے وہ لوگ ایک آواز کو تاریکی مین رات کے تو کہینگے کہ یہ ایک آواز ہے آسودہ آدمی کی کہا اس راوی نے کہ پس ناگاہ عیسی ابن مریم علیہ السلام ہونگے کہا راوی نے کہ اٹھ جاتینگے عیسی اور لوٹ آوینگے امام مسلمانون کے مہدی علیہ السلام پس کہینگے عیسی علیہ السلام کہ آگے ہو تو اسوسطے کہ تیرے واسطے نماز قائم ہوئی ہے پس امام مہدی نماز پڑہاوینگے کہا راوی نے کہ بعد اسکے ہونگے عیسی ایک دوسری امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نے بیچ کتاب الفتن کے

ہشتم وعبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی وعلی راسہ غمامۃ فیہا ملک ینادی ھذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ اخرجہ ابو نعیم فی مناقب المہدی وعن عوف بن سنبہ قال کنا نحدث انما یکون فی ھذہ الامۃ خلیفۃ لا یفضل علیہ ابو بکر وعمر اخرجہ الدانی فی سننہ وعن محمد بن سیرین قال قیل المہدی خیرام ابو بکر وعمر قال ھو خیر منہما و فی روایۃ و ذکر فتنہ فقال

اذا کان ذلک فاجلسوا فی بیوتکم حتی تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله نعیم بن حماد قال و فی زمن المهدی ترعی الشاة و الذئب و یلعب الصبیان بالحیات و العقارب

ترجمہ اور روایت ہی عبد اللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا نی کہ نکلیگا مہدی درحالیکہ او پر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ اُسمین سی ایک فرشتہ ندا کریگا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہی پس تابعداری کرو تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو ابو نعیم نی بیچ کتاب مناقب مہدی کے

اور روایت ہی عون ابن سفیہ سی کہ کہا اُسنی کہ بہاگ یا خوب یا چرچا کرتے تہے کہ اس امت مین ایک خلیفہ ہوگا کہ نہین فضیلت ہوگی ابوبکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس روایت کو امام دوفائی نی بیچ کتاب سنت اپنی کی اور روایت ہی محمد ابن سیرین سے کہ کہا اُسنی کہ پوچہا گیا اُس سی کہ مہدی بہتر ہین یا ابوبکر و عمر اور اُسنی جواب دیا کہ وہ مہدی بہتر ہی ان دونون سے اور ایک روایت مین ہی کہ ذکر کیا اُس محمد ابن سیرین نی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹہے رہو تم لوگ اپنے گہر و نمین یہانتک کہ سنو تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہوا ابوبکر و عمر سی نکالا ان دونون روایتون کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد نی اور کہا محمد ابن سیرین نے کہ زمانہ مین مہدی کی ایک ساتھ چرینگی بکری اور بہیڑیا اور کہیل کرینگی لڑکی ساتھ سانپون اور بچہو نکی تمہ قال الشیخ علاء الدولۃ احمد بن محمد السمنانی قدس سرہ فی ذکر الابدال و اقطابهم و قد وصل الی الرتبۃ القطبیۃ محمد بن الحسن العسکری و هو انه اذا اختفی دخل فی دائرۃ الابدال

وترقی ستدرّجا طبقة طبقة الی صار سید الاقطاب وکان القطب حینئذ علی بن الحسین البغدادی فلما جاد بنفسه ودفن فی الشونیزیة فصلی علیه محمد بن الحسن العسکری وجلس مجلسه وبقی فی الرتبة القطبیة تسع عشرة سنة ثم توفاه الله بروح وریحان واقام مقامه عثمان بن یعقوب الجوینی الخراسانی وصلی علیه هو وجمیع اصحابه ودفنوه فی مدینة الرسول فلما جاد الجوینی بنفسه جلس احمد کوچک من ابناء عبدالرحمن بن صوف مجلسه وکان توفی فی العجم وصلی علیه وقبورهم لاصقة بالارض غیر مشرفة ولا مبنیة لایعرفها غیرهم وهم یزورونها کل سنة کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ کہا شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ نے بیچ ذکر ابدال و اقطاب اُنکے اور تحقیق کہ پہونچا محمد ابن حسن عسکری درجہ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرہ ابدال مین اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ کرکے یہانتک کہ ہوگیا وہ سید الافذاذ یعنی افذاذ ایک درجہ ہو کہ جسمین آدمی تمام عالم مین یکہ وتنہا ہوتا ہی اور اسوقت مین علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس جب کہ مرگئی وہ قطب اور دفن ہوی شونیزیہ مین تو نماز پڑہی اوپر اُسکی محمد ابن حسن عسکری نی اور بیٹھی اُنکی مقام مین اور قائم رہی رتبہ قطبیت مین اونیس برس تک اور بعد اُسکی انتقال کیا اُس محمد ابن عسکری نی ساتھہ روح وریحان کے اور اپنی جگہہ مین قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی وجمیع اصحاب نی اُسکی نماز پڑہی اُسپر اور دفن کیا اُسکو مدینۃ الرسول مین پس جب کہ مرگئی جوینی تو احمد

کوچک فرزندان سی عبد الرحمن بن عوف کی اسکلی جگہ مین ہوی اور مرگئی وہ جو بیٹے ملک عجم مین اور نماز پڑھی گئی انپر اور قبرین اُن لوگونکی ملصق ہین زمین سے اور نا معلوم ہین اور نہ اُن قبرون پر کچھ عمارت ہی کہ نہین پہچانتا ہی اُن قبرون کو کوئی شخص سوای اُن لوگون کی اور وی لوگ زیارت کرتے ہین اُن قبرون کی ہر سال اسطرحپر مذکور ہے شواہد النبوۃ مین ــــ

وهم وفی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابوبکر الکتانی قدس سرہ النقباء ثلثمائۃ والنجباء سبعون والابدال اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد ثم مسکن النقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال الشام والاخیار سیاحون فی الارض والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث مکۃ فاذا عرضت الحاجۃ من امر العامۃ ابتهل فیها النقباء ثم النجباء ثم الاخیار ثم العمد فان اجیبوا فیها والا ابتهل فیها الغوث فلا تتم مسئلتہ حتی یستجاب دعوتہ

ترجمہ اور زبدۃ الاعمال مین کہا سراج الحرم ابوبکر الکتانی قدس سرہ نی کہ نقیب لوگ تین سو ہین اور نجیب لوگ ستر اور ابدال لوگ چالیس اور اخیار سات اور عمد یعنی ستون چار ہین اور غوث ایک شخص ہی اور مسکن نقیبون کا ملک مغرب اور مسکن نجیبونکا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہی اور اخیار لوگ سیاح ہین زمین مین اور عمد چار گوشونمین زمین کی ہین اور مسکن غوث کا مکہ ہی پس جب کہ پیش آوے کوئی حاجت عامہ خلائق کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف نقبا کی بعد اسکے بطرف نجبا کی اور بعد اسکے بطرف اخیار کی اور بعد اسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا قبول کرین وی لوگ تو بہتر د گرنہ حاجت پیش کیجای غوث سی پس نہین پورا

ہوگا مسئلہ اسکا یہانتک کہ قبول کیجاے دعا اسکی — رای راقم —
اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوئی سوا امر صحیح واقرب الی الذہن ایک یہی
امر ہی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فی شب بیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی ہین کہ جو سرداب سرمن رای مین مختفی ہوی اور بلحاظ انواع قدرت خدا وندی اور
مثال زندہ رہنی حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوی
امر محال وبعید از قیاس نہین ہی اور اس رای کو قوت ایک اس امر سی بھی ہی کہ
خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہی ابتدای حال مین بصراحت
تمام نام حضرت امام مہدی امام دوازدہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہی اور علاء الدولہ احمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب کے ہوتا
ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کر کی مختفی یعنی پوشیدہ ہو جانا انکا قبول
کیا ہی اور اصل بات یہ ہی کہ درحقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہو چکی ہو یا نہین
سو یہ دونون امر تا ظہور امام مہدی کی برابر ہی اور زیادہ گفتگو کرنی اسمین کچھ ضرور
نہین ہی اور غنیمت ہی کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتون مین افضل ہونا حضرت ابوبکر
وعمر سی قبول کیا گیا ہی کہ جو فی شبہ اولاد حضرت علی مشکلکشا سی ہین اور اگر بالفرض
اولاد عباس سی بھی ہون تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر وعمر کا باقی نہین رہا
اور حدیث مندرجہ فصل ۹۲ سی ظاہر کہ حضرت رسول خدا نی حضرت امام حسین امام
سیوم کو اپنی گود مین لیکر کے انکی آنکھون اور منھ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہی بیٹا
سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہی بیٹا امام کا اور بھائی
امام کا اور باپ امامون کا اور تو حجت ہی بیٹا حجت کا بھائی حجت کا اور باپ حجتون کا
کہ جو نو نکلینگے تیری پشت سی اور نوان انکا قائم رہنی والا ہوگا ان نو شخصون سی

سوال۔ حدیث ہی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۵ ذکر چہاردہ معصوم

ہمنے قبل اسکے ایک فصل میں حساب چہاردہ معصوم کا اسطرح پر لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا اور حضرت سیدہ فاطمہ اور دوازدہ امام ملاکر کے چہاردہ معصوم ہیں اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہی مگر باب لطیفہ پنجاہ وسوم لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سی کہ مزار شریف انکا بمقام کچھوچھہ شریف ملک اودہ کی واقع ہی ظاہر ہوتا ہی کہ لقب چہاردہ معصوم کا عبارت ہی چہاردہ امام زادون سے کہ جو کم سنی مین انتقال فرمائی ہین حسب ذیل

۱	محمد اکبر بن علی مرتضی کہ بعمر دو سال کے انتقال کیا	
۲	عبد اللہ ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۳	قاسم ابن امام حسین بعمر	ایضاً
۴	قاسم ابن امام حسن بعمر	ایضاً
۵	حسین ابن زین العابدین امام چہارم بعمر	شش سال
۶	قاسم ابن ایضا بعمر	ایضاً
۷	علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بعمر	ایضاً
۸	عبد اللہ ابن جعفر صادق امام ششم بعمر	سہ سال
۹	یحیی ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بعمر	ایضا
۱۰	صالح ابن محمود ابن موسی کاظم امام ہفتم بعمر	ہفت سال
۱۱	طیب ابن امام موسی کاظم بعمر	ایضا

۱۲	جعفر ابن امام تقی امام نہم بعمر	چار سال
۱۳	جعفر ابن حسن عسکری امام یازدہم بعمر	یک سال
۱۴	قاسم ابن ایضاً بعمر	سہ سال

صلواۃ اللہ علیہم اجمعین

فصل ۲۰ – ا بذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہی دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا مین تا ہرہ کر کے مردانہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہین کیا اور حقیقت مین خوب سمجھا کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہین ہی ہم الفلاسفة حقا یعنی یہی لوگ درحقیقت فلسفی ہین اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازدہ امام مین جانتی ہین مگر ہم سمجھتی ہین کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہین اور یہ دوازدہ امام سا تھہ درجہ امامت کی ولی بھی ہین مگر نبی نہین اور ولی لوگ نہ نبی ہین نہ امام مگر بعد دوازدہ امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہین اور آیت ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون کی مصداق ہین غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہی کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہی اور بمقتضای آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین کی دیکھا جاتا ہی کہ خدا کی طرف سی اُن لوگون کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری نہین ہین بل احیاء ولکن لا تعلمون یعنی کہ وی لوگ زندہ ہین مگر تم لوگ نہین جانتے ہو اور ہم ادن لوگون کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہین کہ حل مشکلات و رفع حاجات ادن لوگون سے برابر جاری ہے اور اکثر لوگون کی تعلیم باطنی و فیض روحانی مزارات شریف سے اونکی ہوی ہی اور کیونکر نہو کہ یہ لوگ پیر دادر نام لیوا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولی مشکلکشا علی علیہ السلام کے ہیں اور دوازدہ امام اور سیدہ معصومہ کو جان و دل سے مانتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو تماستر مانتے ہین اور تمام اقوال کو اُن لوگونکے حق جانتے ہین اور اگر مسئلہ وحدت وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ مین نہ آوے تو اُس سے بطلان اُس مسئلہ کا نہین ہوسکتا ہے کہ وہ سب باتین مقولین کی از قسم حال کے ہین نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتے ہین کہ جب ہم اس حال مین پہونچین تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور جب کمال انسانی یہ ہے کہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کے ارصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی مین آوین تو البتہ اُس آدمی کے قول و فعل مین قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا کہ اگر لوہا آگ مین ڈالا جاوے تو وہ لوہا سرخ ہوجائیگا اور کام بھی آگ کا مثل جلانے وغیرہ کے دیگا مگر خود آگ نہین ہوجائیگا اور خوب ہے قول الرب رب و لو تنزل والعبد عبد و لو ترقی کا یعنی خدا خدا ہے اگرچہ تنزل کرے اور بندہ بندہ ہے اگرچہ ترقی کرے اور اہل دل لوگون نے جو کچھ کہ سمجھا اور بوجھا ہے سو اہل علم ظاہری کے وہم و خیال سے تماستر باہر ہے مگر علم باطن ایک امانت خدائی ہے کہ آنرا کہ میدہند میدہند و انرا کہ نمیدہند از وے میستانند

علم ظاہر سربسر قیل است و قال	نہ از و کیفیتی حاصل نہ حال
پای استدلالیان چوبین بود	پای چوبین سخت بے تمکین بود
گر باستدلال کار دین بدے	فخر رازی رازدار دین بدے

اور یہ شعر مولانا روم کا دربارۂ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہے

اولیاء راہست قدرت از آلہ	تیر جستہ باز گردانند ز راہ ؎
از برون طعنہ زنی بر بایزید	وز درونت ننگ میدارد یزید

اور اولیاء اللہ میں جو کیفیت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہے سو اس مقام میں یہ شعر مولانا روم کا بہت درست ہے

چون پری غالب شود بر آدمے	گم شود از وے صفات مردمے
چون پری را این چنین قانون بود	خالق خود آن پری را چون بود

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی میں ایسا ہے کہ اس سے حقیت دین اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہے کہ جب اس دین محمدی میں ایسے ایسے مردان خدا ہیں تو البتہ یہ دین حق ہے اور حق یہ ہے کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدی میں نہیں ہوتا تو ایک عالم اس دین سے باہر ہو جاتا شعر

اولیاء هست قدرت از اله تیر جسته باز گردانند ز راه

اور معنی ولی کے یہ سمجھ میں آتے ہیں کہ ولی لوگ بعد دوازدہ امام کے ایک خاص لوگ ہیں آئندہ کتب صوفیہ میں جو کہ درجات اقطاب و اوتاد و اخیار و افراد و محدثین وغیرہ کا ہے سو اس بات کو وہی لوگ جانتے ہونگے اور ہم اسمیں زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے ہیں تا درستائی نداری مگر اسقدر بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب سلسلہ اولیا کا حق ہے تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہوگا اور اس جگہ پہ ذکر بعض اولیاؤں کا کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سے حسب ذیل کیا جاتا ہے

اول حضرت معروف کرخی مادر و پدرش ترسا بودند چون بمعلم فرستادندش استاد بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہو اللہ الواحد ہر چند معلم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او میگفت یکی ہر چند استادش میزد سود نداشت یکبار سخت بزدش معروف بگریخت و او را باز نمی یافتند مادر و پدرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردمی وی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد **دوم** جنید بغدادی کہ یہ ایک ولے

بڑی درجہ کے تھے مثل منصور حلاج کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود راقم حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تصرفات و کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک شرف الدین علیہ الرحمۃ بہار و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ سے کچھ کچھ شریف سے ہوا ہے سو اس کتاب مین کچھ تفصیل انکی بسبب طوالت نہین ہے اور اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ زبان ہماری بیان مین قدرت و تصرف ان لوگونکی قاصر ہے اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین بہاری علیہ الرحمۃ کا انتقال ۷۸۲ ہجری مین ہوا کہ جو مادہ تاریخ اسکا شرف ہے اور انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ ۸۰۸ ہجری مین ہوا اور دربارہ لقب ولی کے درمیان سنی و شیعی کے صرف ایک خلاف لفظی ہے اسواسطے کہ جس معنی سے کہ ہم سنی لوگ ولی کو قبول کرتے ہین اسکو شیعی لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ جناب ملا سید مرتضی و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور زہد و تقوی انکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل اولیاء اللہ سمجھتی ہین و لا مشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین ہے۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکھف آیت ۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا ترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھی میری رب کی باتین بیشک دریا نبڑ چکے ابھی نہ نبڑین میری رب کی باتین اور اگر دوسرا بھی لادین ہم ویسا اسکی مدد کو۔ سورۃ الکھف آیت ۱۱۰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا و لا یشرک بعبادۃ ربہ احدا ترجمہ تو کہہ مین بھی ایک آدمی ہون جیسی تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب کے سو کرے کچھ کام نیک و سا جھا نہ رکھے اپنی رب کی بندگی مین کسیکا اور تفسیر محی الدین عربی مین بعد عبارت قبل ان تنفد کلمات ربی کے کیا خوب وجہ اسکی لکھی ہے لکونہا غیر متناہیۃ و امتناع فناء المتناہی بغیر المتناہی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہین اور غیر متناہی کا انتہا ہونا اور یہ بات ممتنع ہے کہ متناہی پورا آتے ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

بشنو از نی چون حکایت می کند ۔ از جدائیہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ۔ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ۔ باز جوید روزگار وصل خویش
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ۔ لیک کس را دید جان دستور نیست
سر پنہان است اندر زیر و بم ۔ فاش گر گویم جہان برہم زنم

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

جہان متفق بر الہیتش ۔ فرو ماندہ در کنہ ماہیتش
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار
توان در بلاغت بسحبان رسید ۔ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید
کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند ۔ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند
رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ۔ بر عارفان جز خدا ہیچ نیست
توان گفتن این با حقائق شناس ۔ ولی خوردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسمان و زمین چیستند ۔ بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند ۔ بگویم گر آید جوابت پسند

که ها مون و دریا و کوه و فلک
پری آدمی زاد و دیو و ملک

همه هرچه هستند ازان کمتر اند
که با هستیش نام هستی برند

چو سلطان عزت علم بر کشد
جهان سر بجیب عدم در کشد

میر حسن شاعر دہلوی

وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر
اُسی کے یہ ذرہ ہین شمس و قمر

نہین اُس سے خالی غرض کوی شی
وہ کچھ شی نہین اور ہر اک شی مین ہی

نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین
ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین

تامل سے گر کیجیے غور کچھ
تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ

اُسی گل کی بو سی ہی خوشبو گلاب
بھرے ہی لیے ساتھ دریا حباب

پر اُس جوش مین آ کے بہنا نہین
سمجھنے کی ہی بات کہنا نہین

ذات خداوند تعالی کی عجب طرحسی عیان مین نہان اور نہان مین عیان ہی کہ کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہین کر سکتا ہی اور ہر فرقہ مین ہزارون عالم و کامل جستجو مین مسئلہ توحید کے گذر گئے مگر سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین لگا اور ظاہر ہی کہ آدمی ایک شی حادث اور محدود علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہی جیسا کہ کیڑا جو اندر گولر یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوای اُسکے کچھ نہین جانتا ہی سو اسیطرحسی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیای ماورای اسباب ظاہری کو نہین سمجھ سکتا ہی مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہی کہ ہر آدمی ذیہوش کے دل مین ایک میل طبیعی واسطی رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہی اور یہ بات سمجھ مین آتی ہی کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سراسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہی وجود سی ایک شی قادر مطلق و صاحب ارادہ ذی شعور

و ہمواز رحم و کرم کی خبر دیتا ہی یعنی کہ یہ سب دنیا و ما فیہا بخودی خود نہین ہی بلکہ صاف
معلوم ہوتا ہی کہ وجود ان سب چیزونکا جو ہمکو معلوم ہی اور جو ماورای ہماری علم کے
ہی بالضرور بذریعۂ ایک ہیولا اکبر کے ہی اور آدمی کو جو عقل دیگئی سو اُسی عقل سے
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہین ہی بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی کو
جو تصرف و قدرت افعال نیک و بد کی دیگئی ہی سو ہر آدمی اپنی افعال کا جوابدہ
و ذمہ دار ہی اسواسطی کہ تمیز نیک و بد کی اُسکو دیگئی ہی اور یہ سب کرشمہ عقل کا ہی
اگر عقل نہین ہوتی تو کیا ہوتا اچھی گو یا بات یہ ہی کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات
جہاز رانی وغیرہ کی کہان سی کرتے اور عقل یہانتک ہدایت کرتی ہی کہ جب عالم حادث ہے
تو بمقابلہ اُسکی ایک ذات قدیم ترا سے بنے ہوگی کہ جو اُسکی ساتھ کوئی دوسری چیز
نہین ہوگی اور صرف ایک ذات اُسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہی کہ فلاسفہ
دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس پھوس کے سمجھتے رہی سو وہ درحقیقت بطور گھاس
پھوس کے گذر گئے اور اُنسے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع مین نہ آیا اور خلاف
اُنکی انبیا و دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو اُنسے بیشمار خرق عادت مثل عبور
دریای نیل و رسزای فرعون و فرعونیان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور

ابتک انواع خرق عادات مردان خدا سے ہوتے ہین **بیت**

خم و خمخانہ با مہر و نشان است ۔ ہنوز آن ابر رحمت درفشان است

پس ہلوگون کو اسیقدر کافی و وافی ہی کہ ہلوگ بھی وجود خداوند تعالی کو حسب ہدایت
و تعلیمات اُنکی قبول کرلین اور جملہ کتب سماوی اس بات مین متفق ہین کہ خلقت تمام
زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہوجا اور ہوگیا
سورۃ البقر آیت ۱۱۱ بدیع السموات و الارض و اذا قضی

امرا فانما یقول له کن فیکون ۔ اللہ پیدا
کرنیوالا آسمان و زمین کا ہی اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہدیا کہ ہوجا
اور ویسا ہی ہوجاتا ہی اور جب تمام موجودات ایک وقت مین کچھ نہین تھا اور انکا کچھ
اسباب و مادہ کسی دوسری جگہ مین رکھا ہوا نہین تھا تو البتہ صرف اُسی الملک ذات سہی
یہ سب ظہور رہی تو اسیواسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہی اور ہر گاہ صفات الٰہی عین
ذات الٰہی کے ہین تو یہ لفظ کن کی بہی عین ذات الٰہی ہی الغرض مسئلہ و اعتقاد وحدت
وجود کا بہت حق و درست ہی اور فقرۂ اول صحیفۂ کاملہ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام
سے بہی تائید اس مسئلہ وحدت وجود کی ہوتی ہی اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
یعنے سب تعریف ہی اُس اللہ کو جو کہ ایسا اول ہی کہ اُس سی اول کوئی چیز نہین تہی اور
اس اللہ آخر کو کہ اُس سے آخر کوئی چیز نہین ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان مین ہی تائید الٰہی اسی رای کی ہوتی ہی وفی الاحد
البناء لا رفعہ تبدی اللہ فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار مین بنا دنیا کی ہوئے
اسواسطی کہ اُس روز اتوار مین خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوا
خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہین ہی بلکہ صرف ایک ذریعہ ظہور خداوند تعالی کا ہی
مگر بات یہ ہی کہ جب خدا تعالی عالم شہود مین جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
افعال نیک و بد و عذاب و ثواب کا قائم کیا تو ہمکو اُسی اعتبار سی فرق ہر نیک و بد کا
سمجھنا چاہیئی اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سی تمامتر محو و سہو کر دینا ضرور ہی
اور جب تک ہمکو حواس باقی ہی تب تک کچھ ہی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہین
کرنا چاہیی ہان درجہ فنا فی اللہ مین بسبب کمال یاد و استغراق کے بہو نچکر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصور حالت کے عالمت بے خودی مین زبان سے نکلی تو وہ دوسری بات ہوگی یہ امر بھی قابل ذکر اعتقاد کے ہے کہ بات از روی انتہی درجہ فنا فی اللہ کے ہے جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا انا احمد بلا میم یعنی مین احمد ہون بلا میم کے یعنی احد ہون اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ شقشقیہ مین فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق انا الا عظم یعنی مین نہایت رحیم اور مین نہایت احسان کنندہ اور مین روزی رسان ہون۔ جمونکین مادران کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جای تو صاف بات یہ ہے کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت مسیح و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگون کو ان دونون بزرگوارون پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور یہ شعر امام شافعی کا بہت حسب حال ہے

کفی فی فضل مولانا علی وقوع الشک فیہ انہ اللہ

یعنی فضیلت مولی علی مین صرف یہ امر کافی ہے کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہے اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہین ہے کہ ہرگاہ از روی حقیت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہے اور تمام وجود ماسوی اللہ کا صرف ایک شان ظہور اس خدا کی ہے تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہین ہوگا کہ یہ حضرت علی ایک مظہر کامل ذات الہی کے ہوئے بیت

یہان بات کی اب سمائی نہین ہم علی کو خدا نہین جانا	خدا تو علی مین جدا اسکے نہین پر خدا سے جدا نہین جانا

اور اشعار عربی مفصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہین۔

قیل لی قل فی علی مدحۃ ذکرہ یخمد نارا موصدۃ

اور بعض نسخہ جات مطبوعہ اور مجلد دوم خطبہ مین یہ شعر موجود ہے

ترجمہ مجھسے کہا گیا کہ کہہ تو ایک مدح بشان علی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہی آتش طبق بطبق کو دوزخ کے

قلت لا اقدم في مدح امرئ

ذكر بمحمد ناداً موصدة

مین نے جواب دیا کہ نہین اقدام کرونگا مین مدح مین ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ بھٹک گئے یہانتک کہ عبادت کی اسکی ف اس جگہ مین صرف دو شعر پر اکتفا کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے صفحہ ۵۰۸ تک چھپے ہین مگر اتفاق سے پہلے شعر قلت لا اقدم کا اصل معہ ترجمہ کے وہان پر غلط چھپا اور یہ شعر ہی علاوہ تھا ہی اس بیان سے خوش نہون کہ جب سب کچھ وہی ایک ذات اللہ کی ہو تو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب آخرت سی نجات ہوئی اسواسطے کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجودیکا مطلب وحدت مادہ فرقہ دہریہ کے نہین ہی کہ جو معاویہ بعد مرنے لئے تمام فنا ہو جائیگا کیونکہ معاویہ نے اس عالم شہود مین اگرکے بغاوت ناحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کرایا اور حضرت امام حسن سے خلافت بجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا کو برخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کراتا ہوا مر گیا تو اس عالم شہود کا مقتضی یہی ہی کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ شرح معنی قل ہو اللہ اور فقرہ اول سورۂ اخلاص کے حسب تفسیر محی الدین عربی معہ ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قرآن شریف قل ہو اللہ احد۔ کہہ تو وہ اللہ ایک ہی۔ تفسیر قُلْ اَمْرٌ مِنْ عَيْنِ الْجَمْعِ وَارِدٌ عَلَى مَظْهَرِ التَّفْصِيلِ لفظ قل کی ایک صیغہ امر ہی ذات جمع سے کہ جو وارد ہوتی اوپر ذات مظہر تفصیل کے یعنی قل بجای قولوا کے ہی یعنی کہو تم سب

لوگ اور واحد ہونا صیغہ مفرد کا خطاب کرکے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی
کہ ذات حضرت رسول کی ایک شان ظہور تفصیل کلی کی ہی — ھو عبارۃ عن الحقیقۃ
الاحدیۃ الصرفۃ ای الذات من حیث ھی بلا اعتبار صفتہ لا یعرفھا الا ھو
لفظ ھو کی عبارت ہی حقیقت احدیت محض یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار
کسی صفت کے کہ نہیں جانتا ہی اسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہی
واللہ بدل منہ و ھو اسم الذات مع جمیع الصفات دل بالابدال
علے ان صفاتہ تعالی لیست بزائدۃ علے ذاتہ بل ھی عین الذات
لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولھذا سمیت سورۃ الاخلاص لان
الاخلاص تمحیص الحقیقۃ الاحدیۃ عن شائبۃ الکثرۃ کما قال
امیر المؤمنین علیہ السلام کمال الاخلاص لہ نفی الصفات
عنہ لشھادۃ کل صفتہ انھا غیر الموصوف وشھادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ
اور لفظ اللہ کی بدل ہی اس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہی ساتھ جمیع صفات کے
جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ صفات اس اللہ تعالی کے
کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہیں ہی بلکہ وہ صفات عین ذات اسکی ہین اور نہین
کوئی فرق ہی مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسیواسطی نام اس سورت کا سورۂ اخلاص ہوا
اسواسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہی شائبہ کثرت سی جیسا کہ
کہا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہ کمال اخلاص کا واسطی اس خدا کی نفی کرنی ہی
صفات کی اس خدا سی اسواسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہی اوپر اس بات کے
کہ وہ صفت غیر ہی موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہی اس بات پر
کہ وہ موصوف غیر ہی صفت سی و ایاہ من عنی من قال صفاتہ تعالے

لا هو و لا غیرہ ای لا ھو باعتبار العقل و لا غیرہ بحسب الحقیقۃ اور اُسی قول حضرت علی کو مراد لیا اُس شخص نے جو کہ بات کہی کہ صفات اس اللہ تعالیٰ کے نہین۔ ھُوَ یعنی وہ ہی اور نہین غیر اُسکا ہی یعنی لا ھُوَ ہی باعتبار عقل کے نہین غیر اُسکا ہی بحسب حقیقت کے۔ واحد خبر المبتدء اور لفظ احد کی ترکیب مین خبر ہی ھُوَ اللّٰہ مبتدا کی۔

والفرق بین الاحد و الواحد ان الاحد ھو الذات وحدھا بلا اعتبار کثرۃ فیہا ان الحقیقۃ المحضۃ التی ھی منبع العین الکافوری بل العین الکافوری نفسہ و ھو الوجود من حیث ھو وجود بلا قید عموم و خصوص و شرط عروض و لا عروض و الواحد ھو الذات مع اعتبار کثرۃ الصفات و ھی الحضرۃ الاسمائیۃ لکون الاسم ھو الذات مع الصفۃ فعبر عن الحقیقۃ المحضۃ الغیر المعلومۃ الالہ بھو وابدل عنہا الذات مع جمیع الصفات دلالۃ علی انہا عین الذات وحدھا فی الحقیقۃ و اخبر عنہا بالاحدیۃ لیدل علی ان الکثرۃ الاعتباریۃ لیست بشیء فی الحقیقۃ و ما ابطلت احدیتہ و ما اثرت فی وحدتہ بل الحضرۃ الواحدیۃ ھی بعینہا الحضرۃ الاحدیۃ بحسب الحقیقۃ ککون القطرات فی البحر مثلا

اور فرق درمیان احد و واحد کی یہ ہی کہ احد وہی ایک ذات ہی بلا اعتبار کثرت کی اس ذات مین اسی حقیقت محضیہ سے جو کہ وہ چشمہ منبع ہی چشمہ کافوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کافوری ہی یعنی وہ ایک وجود ہی۔ من حیث وجود بلا قید عموم و خصوص اور بلا شرط عروض و لا عروض کے اور واحد ایک ذات ہی ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات کے ایک صفت اسمائیہ ہی بسبب ہونے اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کے پس تعبیر کیگئی اُس ذات کی ایک ایسی حقیقت محضیہ سی کہ جو غیر معلوم ہی مگر خود اُسکو ساتھ خود اپنی اور

بدل ذات کا ہوا ساتھ جمیع صفات کے واسطی دلالت اسکی اسبات پر کہ وہ صفات
حقیقت عین ذات اسکے ہیں اور نہ دلگنی اُن صفات سی ساتھ احدیت کے
نظر دلالت کرنے اسکی اس بات پر کہ [illegible] اعتباری درحقیقت کچھ شی نہیں ہیں اور یہ
کثرت اعتباریہ [illegible] باطل کرتی ہر اسکی احدیت کو اور نہیں کچھ اثر کرتی ہر اسکی حقیقت
میں بلکہ وہ شئونات [illegible] حقیقت اُن احدیت کے ہیں مانند ہم قطرات کے دریا میں مثلاً

ز دریا موج گوناگون [illegible]		ز بیچونی برنگ [illegible]
گہی در کسوت لیلی [illegible]		گہی در صورت مجنون بر آ[illegible]

[illegible] احدیت باری تعالیٰ

سورۃ الکہف آیت [illegible] فمن کان یرجوا لقاء [illegible] فلیعمل عملا صالحا
ولا یشرک [illegible] احدا **ترجمہ**
[illegible] کی پس چاہئی کہ وہ کری عمل نیک اور
نہ شریک [illegible] میں اپنی رب کی ۴۱ سورہ فصلت آیت ۵۴
الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط ترجمہ
خبردار ہو کہ تحقیق اوی لوگ شک میں ہیں ملاقات سی رب اپنی کی خبردار ہو کہ تحقیق
کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ۶ سورۃ الانعام آیت ۳۱ قد خسر الذین کذبوا
بلقاء اللہ حتی اذا جاءتہم الساعۃ بغتۃ قالوا یاحسرتنا علی ما
فرطنا فیہا وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم الا ساء ما یزرون
ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگوں نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو رب اپنی کی یہانتک
کہ جب آگیا روز قیامت یکایک ناگہانی تو کہینگے وی لوگ ای واحسرتا کہ ہم لوگوں نے
[illegible] کیا اُس امر میں اور وی لوگ اٹھاوینگی اپنی بوجھوں کو اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو

کہ برا ہوگا وہ بوجہا اُٹھانا الم سورۃ انعام آیت ۵۵ اتواتینا موسی الکتاب تماما علے الذین احسن و تفصیلا لکل شئ و ہدی و رحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون **ترجمہ**

اور بعد اسکی دی ہمنی موسی کو وہ کتاب کہ جو پوری ہی واسطے اس شخص کے جو کہ نیک کام کرے اور تفصیل ہی واسطی ہر شی کے اور ہدایت و رحمت ہی کا شکی وی لوگ ساتہہ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاوین ۵ سورہ یونس آخر آیت ۴۶ قد خسر الذین کذبوا بلقاء اللہ وما کانوا مھتدین **ترجمہ**

تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگون نی جو کہ جھوٹھلایا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہوئے وی لوگ راہ پانیوالی فقط اس جگہ مین باستدلال ثبوت رویت باریتعالی کی صرف اوپر نقل پانچ آیتون کی اکتفا کیا گیا اسواسطی کہ مضمون ان سب آیتون کا ایک ہی ہی کہ ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان مین جو نشان دیگر اٹھارہ آیات کا ہی سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہین کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ البتہ مضمون خدا کی دیدار اور محمد مصطفے کی شفاعت کا بہت درست ہی کہ واسطی دیدار خدا کی بسیاری آیات قران مین موجود ہین اور جو علما کہ دیدار خدا سی منکر ہین سو یہ انکار انکا بنظر عدم قابلیت بصر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہین کہ فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہین ہی مگر بموجب وعد اللہ حق کی یعنی کہ وعدہ خدا کا حق ہی اور بملاحظہ آیات صریح قرانی کے ہمکو تمامتر ایمان اوپر لقاے رب کی ہی اور ہمکو کیا معلوم ہی کہ بعد مرنے کے روز قیامت مین ہمکو کسطرح پر قابلیت دیدار خدا یتعالی کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہی کہ خدا سب بات پر قادر ہی اور وعدہ اُسکا سچا ہی اور اصل یہ ہی کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا التفات ... [illegible]

کچھ دشوار نہین ہی بلکہ اس دیدار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہی کہ آخر اپنی اصل تک پہونچینگی سے
ہر کسی کو دور ماند از اصل خویش ؛ باز جوید روزگار وصل خویش ؛

فصل ۱۰۹ دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ

سورہ بقر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة
من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین
فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس
والحجارة اعدت للکافرین وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات
ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار کلما رزقوا منہا من ثمرة
رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابہا ولہم فیہا ازواج
مطہرة وہم فیہا خالدون ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقہا

ترجمہ اور اگر ہو تم لوگ کچھ شک مین بنسبت اُس چیز کی جو کہ اُتاری ہین نی اوپر بندہ اپنی کی پس
لاؤ تم ایک سورة مثل اُسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والون کو سوای خدا کے اگر ہو تم سچے
سو اگر یہ کام نہ کر سکو اور ہرگز نہین کر سکوگی تو ڈرو اُس آگ سی کہ جسکی چھپٹیان آدمی اور
پتھر ہین کہ جو تیار کی گئین ہین واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول اُن
لوگون کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اصلاحت کی کہ اُنکی واسطی ہین جنتین کے
جنکے نیچی بہتی ہین نہرین اور جبکہ روزی دیجای اُنکو اُن باغون سی ایک روزی تو کہین
وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ روزی دی گئی ہملوگ ساتھ اُسکی قبل اسکی اور روزی
دیجائیگی اُنکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور اُنکو جوروان پاک ہین اور وے
لوگ رہینگی اُن جنتون یعنی باغونمین ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل دینی سی مچھر کے
یا اس سے بھی زیادہ ــــ

فاتقوا النار التی — والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشر طباعهم المصروفة عن الروح القدسی الروحانی والنسیم الذوقی الرحمانی المحرومة عن لذة برد الیقین وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات الحسیة واللذات البدنیة الممنوعة بما ضریت به والفت مع بقاء حنینها الیه وولهها ورسوخ هیأت التعلق بالامور السفلیة ومحبة الاجساد الارضیة فیها التی هی سبب استیقاد نیرانها

ترجمہ پس ڈرو تم آگ اوس سے جو کہ مراد ساتھ آگ کے جلنا اُن لوگوں کا ہے ساتھ تیزی نفوس انکے اور شرارت طبیعتوں انکی کہ جو پھر گئی ہیں روح قدسی روحانی اور نسیم ذوقی رحمانی سے کہ جو محروم ہیں لذت ٹھنڈک سے یقین کے اور سلامتی دار القرار سے کہ جو کٹ گئی ہیں بسبب محبوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہیں اُس چیز سے کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنے حزن اور شوق اُسکے اور نقش کرجانی ہیئت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب اشتعال اُسکی آگ کا ہے — وقودها الناس والحجارة — ای الامور الجاسیة السفلیة الصامتة التی تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها فی نفسهم وسجنت نفوسهم بمیلهم الیها کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احد حجرا حشر معه وکیف لا وقد رکزت صورته فی نفسه بالمحبة بحیث صارت قلبه صورته

ترجمہ جسکا ایندھن اُسکی آدمی اور پتھر ہیں یعنی امور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیای دون کے جو کہ صامت یعنی ایستادہ ہیں کہ جنکے ساتھ وے لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کی پس جم گئیں صورتین ان چیزون کی انکی نفسون مین اور انکی نفوس مقید ہوگئی
ایسا کہ رغبت انکی بطرف ان چیزون کی ہیسا کہ فرمایا ہی رسول خدا نے کہ حشر آدمی کا ہوگا ساتھ
شی محبوب اپنی کی یا شناخت کی اگر کسی تہہ پرگ ہوگا محبت لکن اس بات کی تہری تو حشر اسکا ہوگا ساتھ
اس تہہ کی اور یہ تو تب ہو کہ کہ گئی ہو صورت اس شی محبوب کی اسکے نفس مین اسطرحپر کہ
ہوگئی صورت دل کی اسلی عین صورت اس محبوب کی ــ ۳۳ وبشر الذین
امنوا وعملوا الصالحات ان لہم جنات تجری من تحتہا الانہار بالصانع
وعملوا مایصلحہم للجنۃ بمقتضے عملہم بتوحید الافعال
ان لہم مرادا تہم ومشتہیاتہم فوق ماتصوروا وتمنوا التنکیر
الجنات والجنات الجاریۃ من تحتہا الانہار ابہی واطیب مایکون
من مقام والذ واحلی مایکون من مرام لاہل الدنیا فہی لنفوسہم
من جنتین الدنیا واصفی منہا بحسب المعاد الجسمانی فانہ حق کما ستعلمہ ترجمہ اور بشارت دے
تو اے رسول ان لوگونکو کہ جو ایمان لائی نیک کام کئی ساتھ ہیا تکی انکی واسطی جنتین ہین یعنے
باغ سب ہین کہ جنکی نیچی بہتی ہین نہرین یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
کام کئی نیک بقدر ان کہ مستحق ہوین جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید فعال
کی بشارت دے اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات انکی ملینگے بالاتر اس سی کہ جو تصور
و تمنا کیئے تھے بوجہ نکرہ لانے جنات کی درحالیکہ وہ جنتین کہ جنکے نیچے بہتین ہین
نہرین روشن تر و خوب تر ہیں اس سے کہ جو کسی مقام مین ہو اور لذیذ تر اور شیرین تر ہو
اس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا پس وہ جنتین واسطی نفوس انکی از قسم جنات دنیا
کی ہین اور اس سے صاف ہین بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہے جیسا کہ آیندہ تو جانیگا ــ
۳۴ ــ کلما رزقوا منہا من ثمرۃ رزقا قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل فی الدنیا
زیادہ ــ

فانها مالوفهم وانوابالرزق متشابها وبقلوبهم هی مقاماتهم کالتوکل مثلا وروضات عالم القدوس التی تنشاء من کل مرتبة منها انهار علوم تنفع السالکین علیه تنفع المعطشین المشتاقین والثمرات هی الحکم والمعارف

ترجمہ جب جبکہ روزی دی جائین اُن باغون سی ایک پھل سی ساتھ ایک روزی کے توکہین وہی لوگ کہ یہ وہ چیز ہی کہ جو روزی دیے گئے ہم لوگ قبل اسکی دنیامین کسواسطی کہ وہ دنیا ایک شی مالوف ومرغوب انکی ہی اور دیے جائین وہی لوگ ساتھ اوس روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل اور واسطی قلوب ان لوگون کے وہ باغات انکی مقامات ہین مثل توکل کے مثلا اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ سی پیدا ہوتی ہین نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو پیاس والون اور مشتاق لوگونکی اور ثمرات یعنی پھل سب وہ حکمتین اور معرفتین ہین

ف اگرچہ تاویلات صوفیہ کے ایام طالب العلمی مین بلقب شطحیات صوفیہ یعنی کلمات خلاف شرع کے بولیجاتی ہین مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوتا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم ہوتے ہین اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہین اور تمامتر ہمت انکی اس بات مین مصروف ہی کہ تمام اعتراضات وتوہمات غیر لوگونکی مندفع ہون چنانچہ اس تاویل سی دوزخ وبہشت وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگونکا کہ دین اسلام مین بیان دوزخ وبہشت کا ازروی الم ولذت کیفیات جسمانی کے ہی تمامتر دفع ہوگیا کہ ملا محی الدین عربی تعبیر دوزخ وبہشت کی حسب تصریح بالا کی الم ولذت کیفیات روحانی سی کرتے ہین اور یہ تعبیر قریب قریب خیال فلاسفہ کے ہی کہ جو وہ لوگ یہ سمجھتی ہین کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اسکی نہین پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلاف اُسکی اگر روح دنیا سی فارغ وآزاد گئی تو اسکو آرام رہیگا اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ ذکر دوزخ وبہشت کا

جسقدر چیزکہ قرآن مین ہی وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگون کے ہی کہ مثلاً آگ سی ہملوگ ڈرتے ہین اور باغ وغیرہ سی مسرور و محظوظ ہوتے ہین سو باعتبار اُسی عادت کے بنظر جسمانی ہملوگون کے یہ عذاب و ثواب لفظ آگ و باغ وغیرہ سی تعبیر کیئے گئے اور اسی طور پر توریت وغیرہ مین بھی تعبیر عذاب دوزخ کی بلفظ ہیل فائر یعنی آگ دوزخ کی ہی اور اصل یہ ہی کہ ہرگاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک و بد اپنی افعال کے ہین تو البتہ کسی طرح جزا و سزا اپنی افعال نیک و بد کی پاوینگے پس اگر تعبیر اُس عذاب و ثواب کی الفاظ آگ باغ وغیرہ سی نہو تو کیا طور امید و بیم ہملوگو نکا ہوگا اور دیکھا جاتا ہی کہ خود قران شریف مین بذکر جنت و نار کی جابجا لفظ مثل کی بسیاری ایات مین ہی چنانچہ اس جگہ پر دو آیتین مفصلہ ذیل بتائید اس بات کی نقل ہوتی ہین —

اسورۃ الرعد آیت ۳۵ مثل الجنۃ التی وعد المتقون تجری من تحتہا الانہار اکلہا دائم وظلہا تلک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافرین النار ترجمہ مثل اُس جنت کے کہ جسکا وعدہ پرہیزگارون کو کیا گیا یہ ہی کہ بہتی ہین نیچے سے اُنکی نہرین اور خوراک و سایہ اُنکا دایمی ہی اور یہ عاقبت ہی اُن لوگونکی کہ جو پرہیزگاری کی ان لوگون نے اور عاقبت کافرون کی آگ ہی — ۲ سورۃ محمد آیت ۱۶ مثل الجنۃ التی وُعد المتقون فیہا انہار من ماء غیر اٰسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین ترجمہ مثل اُس جنت کی کہ وعدہ دی گئی پرہیزگار لوگ یہ ہی کہ ہین اُسمین نہرین آب غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودھ سی ہین کہ نہین متغیر ہوا ہو مزا اُسکا اور نہرین شراب سے ہین کہ جسمین لذت ہی پینی والون کو —

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگون کے قرائین

جابجا دیکھا جاتا ہی یہانتک کہ آیت ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلاً [illegible]
کی واقع ہی یعنی کہ اللہ نہین شرم کرتا ہی مثل مارنی سی مچھر وغیرہ کی اور آیت مفصلہ ذیل سے
بھی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہین۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴۱
مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا
وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت
ترجمہ مثل اُن لوگون کی کہ جو بنالیا سوای اللہ کے ولی اپنا مانند مثل مکڑی کے ہی
کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزور ترین گھرونکا ہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہی فقط
اور توریت وغیرہ میں جو مذکور ہی کہ خدا آگی آگی بنی اسرائیل کے چلا اور پارہ ابر مین
نیچی اوترا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور
ہین سو یہ نسبت اُسکی رای علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی
ہی کہ یہ سب بیان بنظر فہمایش ہملوگون کے حسب عادات ہم سبھون کی ہی اور بہین نظر
مسلمانان انگریزی دان سی امید ہی کہ بملاحظہ بیانات دوزخ و بہشت وغیرہ مندرجہ
قران کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہین ہی غزل حافظ

امروز شاه انجمن دلبران یکی است	دلبر اگر ہزار بود دلبر آن یکی است
من بہر آن یکی دل و دین داده ام بباد	عیبم مکن که حاصل ہر دو جہان یکی است
سودائیان عالم پندار را بگوی	سرمایه کم کنید که سود و زیان یکی است
خلقی زبان بدعوی عشقش کشاده اند	ای من غلام آنکه دلش با زبان یکی است
حافظ بر آستانه دولت نهاده سر	دولت در آن سرست که با راستان یکی است

فصل ۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ بنی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصے الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا اپنی بندہ کو ایک رات مین مسجد حرام سی مسجد اقصیٰ تک کہ جو مبارک کیا ہمنی گرداگرد کو اُسکی تا دکھلا ئین ہم اُسکو اپنی نشانیان تحقیق کہ وہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی اسری ای انزھہ عن اللواحق المادیہ والنقائص التشبیھیۃ بلسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیۃ الذی لا تصرف فیہ اصلا لیلا ای فی ظلمۃ الغواشی البدنیۃ والتعلقات الطبیعیۃ لان العروج والترقی لا یکون الا بواسطۃ البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لیگیا یعنی پاک کیا اوسکو لواحق مادیہ اور نقصانات تشبیہ سے ساتھ زبان حال تجرد وکمال کے مقام عبودیت مین کہ جسمین کچھ تصرف وتخییل نہین ہرگز ایک رات مین ای بیچ تاریکی پردہ ہای بدنیہ اور تعلقات طبیعیہ کے اسواسطی کہ عروج وترقی نہین ہوتی ہے مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام ای من مقام القلب المحرم عن ان یطوف بہ مشرک القوی البدنیۃ ویرتکب فیہ فواحشھا وخطایاھا ویحج عنہ القوی الحیوانیۃ من البھیمیۃ والسبعیۃ والمنکشفیۃ سواء نا افراطھا و تفریطھا بحر زھا عن لناس الفضلیۃ

ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سی مشرک قوی بدنی کا اور مرتکب ہو اُسمین فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کی اور بہت کری اُس دل سی بھی قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہون بدپان افراط و تفریط

کی اسکی بسبب ننگے ہونے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی ھو مقام الروح الابعد من العالم الجسمانی بشھود تجلیات الذات وسبحات الوجہ و تذکر ما ذکرنا ان تصحیح کل مقام لایکون الا بعد الترقی الی ما فوقہ

ترجمہ مسجد قصی تک جو کہ وہ مقام روح کا ہی جو کہ دور تر ہی عالم جسمانی سے ساتھ شہود تجلیات ذات اور عظمت ہای وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو ہمنی ذکر کیا کہ تصحیح ہر مقام کی نہین ہوگی مگر بعد ترقی الی ما فوق کے فقط

غرض کہ حسب تفسیر محی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہی اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ یہ معراج بخواب ہوا تہا اور معاویہ کی روایت ہی کہ یہ معراج بخیال ہوا تہا غرضکہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدیگر ہونا انکی خیالات کا ظاہر ہی ہر چند کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک سوتن حضرت عائشہ کا تہا پس کیا خوب ہوتا کہ جو حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک سوتن کے اس معاویہ کے ساتھ بھی ہی عداوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علی کے ایک داماد حضرت خدیجہ انکی سوتن کے تھی اور ہماری رای یہ ہی کہ یہ معراج جو بجسم یا بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہی اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش اس بات کی ضرور نہین ہی کہ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین

اس بات پر شاہد و ناطق ہی کہ اصل امر و حکم الہی صرف اسقدر ہی کہ عبادت اللہ کی کیجاوی خالص کرکے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس انگریزی دان مسلمانان پر کچھ فرمایش اس بات کی نہین ہو سکتی ہی کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پڑہی ہوتی ہین فرمایش قبول کر لینے معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱ شق قمر

سورۃ القمر پارہ ۲۷ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ترجمہ

قریب ہوئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ تفسیر بیضاوی روی ان الکفار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فانشق القمر وقیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤید الاول انہ قرئ وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من آیات اقترابہا انشقاق القمر

ترجمہ روایت ہے کہ کفار نے سوال کیا حضرت پیغمبر خدا سے واسطے ایک نشانی کے پس پھٹ گیا چاند اور بعضوں نے کہا کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قریب ہے کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے اور بتائید قول اول کے یہ بات ہے کہ قرات میں آیا ہے وقد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ یعنی تحقیق کہ پھٹ گیا قمر اے قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سے قریب ہونے قیامت کے پھٹ جانا قمر کا فقط

غرضکہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق قمر کا منجملہ علامات قرب قیامت کی ہے اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات سے ہے اسواسطے زیادہ تفتیش اس مسئلہ میں بھی ضرور نہیں ہے

فصل ۱۱۲ شق صدر

سورۃ الانشراح الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک ترجمہ آیا نہیں کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیری اور اتار لیا ہمنے تجھسے تیری بوجھے کو جسنے کہ توڑا تھا تیری پیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہمنے تیرے ذکر کو

تفسیر بیضاوی معہ ترجمہ

الم نشرح لک صدرک آیا نہیں کھولا ہمنے واسطے تیری سینہ کو تیرے الم نفسحہ حتی وسع مناجاۃ الحق ودعوۃ الخلق وکان غائبا حاضرا آیا نہیں کھولا ہمنے اس سینہ کو یہانتک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کرنیکی دی درحالیکہ تو خلق سے غائب تہا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھہ متوجہ نہین تھی
اور تو خود اُن لوگونکی پاس حاضر تہا او الم نفسخہ بالودعنا فیہ من الحکم وازلنا عنہ
ضیق الجہول او بما یسرنا لک تلقی الوحی بعد ما کان یشق علیک
یا کیا نہین کہولا ہمنی اُس سینہ یہ ساتھہ اُس بات کی کہ ودیعت کی ہمنی اُس سینہ مین حکمت
کی باتونسی اور دور کیا ہمنی اُس سینہ سی تنگی وضیق جہالت کو یا ساتھہ اُس بات کی کہ ہمنی
آسان کیا تجہکو قبول کرنا وحی کا بعد اسکی کہ یہ قبول وحی کرنا تجہپر شاق تھا وقیل
انہ اشارة الی ما روی ان جبریل اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی صباہ او یوم المیثاق فاستخرج قلبہ فغسلہ ثم ملأہ ایمانا وعلما
لعلہ اشارة الی نحو ما سبق اور بعضونے کہا کہ یہ انشراح صدر کا ایک اشارہ ہے
طرف اُس روایت کے کہ آئی جبرئیل حضرت رسول خدا کی پاس ایام طفولیت مین اُنکی یا بروز میثاق
معراج یا الست بربکم کے اور نکالا اُنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بھرا اُسکو
ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہو بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اُسکا
یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط
غرضکہ یہ مسئلہ شق صدر کا بہی بطور شق قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہو اور
ہر شخص کو تکلیف قبول کرلینی ان باتون کی نہین دیجا سکتی ہو اور واسطی ثبوت رسالت کے
پیشین گوئیہای سابق واخلاق نبوت آپ کے کافی ہین —

فصل ۱۱۳ اصل مسلک صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہمسے کیا ہو سکتا ہو کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہو اور اُسمین باتین
بہت بہت نازک ہین کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ا[illegible] قدم ایک رہجاتا ہو مگر
تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہو کہ [illegible] سی ہو اور سی

طریقہ سے کے لوگوں کی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہے کہ مسلمانی در کتاب و مسلمانان درگور اور عشق توحید و یاد الہی کی اسقدر ہے کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ خیال نہیں رہتا ہے بیت

قرب اور اوصال سے گویند تو درو گم شو دوصال این ست بس	وصل اور اتحال سے گویند خود مباش اصلا کمال این ست لیس

مسئلہ وحدت وجود ان لوگوں کا بہت حق ہے مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا کرکے تابعدار میں اُس خدا کی رہیں تو ہم لوگوں کی واسطی اسیقدر بہت غنیمت ہے اور تمام کمالات انسانی گویا اسی دو فقرونمین منحصر ہین اول حب الدنیا راس کل خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطئیات کی ہے کہ اگر محبت دنیا کی دل مین مرتسخ ہو اور اُس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہین ہوسکتی ہے بیت

نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست ؛ لیک او را عون ما را عون نیست

فقرہ دوم ترک الدنیا راس کل حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات کی ہے کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہوسکتی ہے اور اور دنیا کی تعلقات مین سے تعلق زر و مال و زن فرزند کا ایسا قوی نہین ہے کہ جیسا تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہے یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہین کہ اپنا خیال کسی طرحکا باقی نہین رہے اور کیا خوب ہے وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طرحسی کہتے ہین کہ پیار کرو اپنی دشمنون کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اسواسطی کہ جب تک تم اپنی دشمنون کو مثل اپنی کے پیار نہین کروگی تب تک کامل نہین ہوگی کہ دوستون کو تو حیوانات بھی پیار کرتے ہین پس کیا کمال ہوا اگر تمنی اپنی دوستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ پیار کرنے کا دشمنون کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہین ہوسکتا ہے الغرض جہ

فیض علیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازدہ امام کو پہونچا اور انکی طفیل سے اولیاء اللہ بھی اس کاسہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے حسب قول وللارض من کاس الکرام نصیب یعنی کریموں کی پیالہ سی زمین کو بھی کچھ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہے بیت

گر خوری جرعہ زساغر غم جام جمشید را ز سفے بر ہم

فصل ۱۴۷ مسلک شیعہ

الدین و الملک توامان یعنی دین و بادشاہت دونون ہمزاد ہین پس جسطرح کہ خلافت ثلثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور استیصال خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثین بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئین سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تہا کہ سوای مذہب اہلسنت تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کے اس دین اسلام مین اور کوئی دوسرا مذہب نہین ہوتا اور اسی اسلام مین مذہب اسی قسم سنیونکا ویسا ہی ہے جیسا کہ مذہب عیسائیان مین مذہب رومن کاتھولیک کا ہے مگر الحق یعلو و لا یعلی یعنی حق غالب رہتا ہے اور مغلوب نہین ہوتا ہے سو اس وجہ سی اعتقاد افضلیت اہل بیت و ائمہ دوازدہ گانہ نی دو جگہ سی سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو ببرکت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سی واقف ہوئی دوم فرقہ شیعونکا کہ شیعہ لوگ بزور قوت علمی و راست بازی کی بطرف خاندان نبوی کے ہو گئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی کوئی امر حادث و نوایجاد نہین ہے کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن یاسر و ابوذر غفاری و حضرت اویس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام نی اس فرقہ کو بلفظ شیعتنا

یعنی بلفظ ہماری شیعون کی یاد فرمایا ہی اور علی بن المنذر تابعی و ابوالصلت ہروی تابعی راویان حدیث کا شاہ عبدالحق صاحب نے اپنی شرح مین مشکوۃ المصابیح کے شیعی ہونا قبول کیا ہی اور شک نہین ہی کہ ابتدای حال مین درمیان شیعہ و سنی کے کچھہ تعصب نہین تہا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑھتا تہا غرضکہ یہ فرقہ شیعہ کا دین اسلام مین ویسا ہی ہی جیسا کہ مذہب عیسائی مین پراٹسٹنٹ نکلا ہی غرض تمام بنیاد مذہب شیعہ کی ادبیہ علم و راست بازی سے ہی کہ اصل حالات خلافت وغیرہ کو معلوم کرکے بطرف امر حق کے ہوگئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مین جو کچھہ جواب مطاعن وغیرہ کا لکھا ہی سو کوئی جواب بغیر تسکین ایک شخص ثالث کے نہین ہی اور اس فرقہ شیعہ کا اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہی اور وجہ اسکی یہہ ہوئی کہ امام لوگ اپنی اصل وطن مدینہ سے نکالے گئے انہین ملکون مین شہید و مسموم ہوئی یا بمرگ طبعی انتقال کیا چنانچہ مزارات شریف ان لوگونکی نجف اشرف و کربلای معلی و بغداد و سامرہ و مشہد مقدس مین واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس حملہ تاخت و تاراج سے قوم ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایای فارس کو منشار حفاظت فارس کا صدمہ اتراک و رومی سے جانتی ہین اور چونکہ یہ مذہب شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہی سو اسیواسطی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ مذہب شیعہ کی زمانہ تالیف مین شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیان سے موخر تر ہین اور یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بقوت سلطنت کی نہین پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیان تھے مگر بات یہ ہی کہ یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان مین بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی مین وہی مذہب سنی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی امیہ وغیرہ کی
جاری ہوا تہا سوا اسیطرح بلا تجویز و غور ثانی کے قائم رہگیا اور ایک خاصہ مذہب
شیعہ کا یہ ہی کہ اس مذہب مین تمامتر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہی یعنی مثلاً اگر حکم
ظاہری بنسبت امتناع سماع وراگ رنگ کی پایا تو پہر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہین ہی
کہ کسی طرحپر گانا سننا حلال بنایا جای مگر شیعون کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجہنا
اور انکو برا بہلا کہنا ہماری نزدیک برا تعصب معلوم ہوتا ہی چنانچہ چند شیعیان
عالم وغیرہ کو اس تبرا وغیرہ سی کچھ علاقہ نہین ہی اور بی تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہان
اسلام سی قبول کر لیتی ہین اور ہم سمجہتی ہین کہ یہ تعصب منافق و کافر سمجہنے کا بہی اسی
وجہ سی ہی کہ اس فرقہ مین تاویل و رعایت اور اغماض ور لحاظ ہر جانب جیسا درست کا
کچھ نہین ہی یعنی جو بی اعتدالیان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکہین گئین سو
اسی طرح یہ یکبارگی حکم قطعی و قہم نادانی ہونیکا لگا دیا اور بطرف احادیث مناقب
صحابہ و دیگر حالات زہد و تقوی انکی لحاظ نہین کیا حالانکہ احادیث مناقب کا
ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہی اسواسطی کہ یہ بات سمجہ مین آتی ہی کہ اگر کچھ
احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شان مین نہین ہوئی تو کس امید پر یہ سب فاقت
ان لوگونکی تہی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دربارہ سب
طعن ان اصحاب کی دیکہا نہین جاتا ہی اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا
کہ ہمکو ابوبکر نے دوبارہ پیدا کیا صریح دلیل اس بات کی ہی کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو
بسبیل خوشی خاطر و ابتہاج کی بیان کیا ہی اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو
لکہنا کہ ابوبکر و عمر جیسے تہے اور عثمان اگر اچہا آدمی تہا تو ان الابرار لفی نعیم
و اگر برا آدمی تہا تو ان الفجار لفی جحیم دلیل اس بات کی ہی کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلثہ سے کچھ زیادہ تر سیر نہیں تھا اور اس تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوا سے سعد او وسلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزاران اصحاب ایک تہمہ محروم از احترام و اکرام و داخل منافق و کافر کے ہوگئے اور اسیواسطی سلسلہ حدیث کا مذہب شیعہ مین کچھ درست نہین رہتا خود حضرت رسول کے کمتر پہونچتا ہی کہ انتہای سلسلہ اکثر احادیث کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہی اور ایک نقصان عظیم مذہب شیعہ مین یہ ہی کہ زہد و تقوی کی لوگ مثل جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہین مگر مذاق فقر و تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور مذہب شیعہ مین نہین ہی اور اسیواسطی سلسلہ فقر و تصوف کا خوب مرغوب معلوم ہوتا ہی کہ ساتھ اہلبیت دوازدہ امام کے تمامتر گرویدہ ہین اور اپنی کسب و ریاضت باطنی مین منصروف ہین

شمار ۱۳ - اقسام سنیان

جن کا بنیاد مذہب یہ ہے کہ احادیث ... اور حدیثون کا حال یہ ہی کہ بہت احادیث بروایت مروان ... و معاویہ و عمرو ابن عاص عبداللہ ابن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ ایسی لوگونکی کتب صحاح ستہ مین موجود ہین کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہلبیت و اولاد سیدہ فاطمہ سی علیحدہ و فرق رہکر کے بانی مبانی خلافت ثلثہ وغیرہا کے ہوئی اسواسطی عدد و احصا فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہی اور ہم صرف بذکر چند فرقہ ہای نامی سنیان کے اکتفا کرتے ہین اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہی کہ حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکر کے قول افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہی اور فضیلت حضرت علی کی انکی خیال مین باعتبار ثم ثم کے اخیر درجہ مین ہی اور چونکہ فضیلت اصحاب ثلثہ کے بغیر توہین و تنقیص شان علی کے نہین ہوسکتی ہی اسواسطی طرح طرح سی

اس تعوہن مین اہتمام کیا گیا اور حدیث وصیت خم غدیر اور اللّٰھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ اور آیت لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ
اور دیگر احادیث وآیات سی چشم پوشی واجب ہوگئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ
باقی نہین رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اُسکا اجرای سب ولعن کا نسبت حضرت
علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہین ہی کہ جسکے واسطی یہ سنیان معاویہ سی برہم ہون اور
بہمین نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تر یہ ہی کہ معاویہ
ویزید بہی ایک حساب سی داخل خلفای دوازدہ گانہ کے ہوکر کے یہ سلسلہ خلافت
دوازدہ گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہونچایا جاتا ہی اور اس حساب سے
سلسلہ دوازدہ امام کا بہی خورد برد ہو گیا اور اگرچہ ظاہرا خلافت حضرت ابوبکر
کی اجماع پر قائم کیجاتی ہی مگر حدیثون سی اصل باہتمام اس بات کا بہی ہی کہ جس سے
خلافت حضرت ابوبکر کی ازروی نص احادیث قران کے بہی ثابت ہو جای غرض
یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہی ۔ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ۔ یعنی جسطرحسی کہ
ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اُسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگواران
وپیشوامان اس فرقہ سنی کے ہین اور کمال یہ ہی کہ معنی مولی وآل وعترت وآل عبا و
اہلبیت وغیرہ کی اسطرح پر بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید پنجتن پاک و دوازدہ امام
باقی نہین رہی غرضکہ یہ لوگ بی شبہ داخل خوارج ونواصب دشمنان دوازدہ امام
کے ہین ۔ دوم فرقہ وہابیان آمین بالجہر و رفع یدین وغیرہ کا ہی کہ عوام لوگ مثل شطرنجی بات
وغیرہ کی اسین زیادہ تر دیکہی جاتی ہین اور پیر وپیغمبر انکی نگاہ مین کچھ زیادہ تر وزن نہین
رکہتی ہین اور ہر بات مین شرک وکفر انکی منہ مین رکہا ہوا ہی مگر چونکہ یہ فرقہ قران وحدیث
کیطرف متوجہ ہی سو اس وجہ سی انکو امید ہوتی ہی کہ رفتہ رفتہ قران وحدیث وسیر

و تواریخ دیکھتی ہے فرقہ قائل عظمت و جلالت خاندان نبوی کا ہو جاوے یعنی اس
فرقہ کا راہ راست پر آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہے اور اسیواسطے
اس فرقہ کی ہمکو کچھ تکرار و بحث نہایت ہے سوم ایک فرقہ سنیون کا ہے کہ جو فرقہ اول سے
نکلا ہے اور یہ لوگ وہ ہین کہ جو اور اعزاز صواب سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعداد
علمی و انصاف طبیعی کے قائم و ثابت نہین ہین اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات
کی اور مختلف اقوال کے ہین ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل الشیخین کا اگرچہ درست ہو مگر
تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہین ہے کہ چند امور مین حضرت علی افضل ہین دوم
یہ کہ افضل و مفضول قرار دینا کچھ ضرور نہین ہے ۔ حسب شعر نظامی

گہر خر چہار اند و گوہر چہار — فروشندہ را با فضولی چہ کار

سوم یہ کہ معاویہ پر لعن اللسان چاہئی یعنی برا بھلا کچھ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ
دوازدہ امام کا بھی درست ہے اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی گئی
اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ اور کچھ لیاقت دار بھی ہین چہارم ایک
عقیدہ تفضیلیہ راقم حروف کا ہے کہ حضرت علی ازروی حدیث غدیر خم کے اوسی
طرح پر مولی خلفای ثلثہ کے ہین کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولی خلفای ثلثہ کے
ہین اور خلفای ثلثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت ساتھ حضرت علی کی نہین ہے اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ
بلافصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہین اور
خلافت ثلثہ جو برخلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کیطرف کچھ التفات
کرنا ضرور نہین ہے کہ خود حضرت علی نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا اور انکی پیچھے نماز پڑھا کئی
اور ان تینوں خلافتوں مین مشورہ دیا کئی اور فیصل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ
لعن اللسان کا جو بہ نسبت معاویہ کے بڑی حکمت سی قائم کیا ہے کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آیندہ خلفای ثلثہ تک کوئی خراش تراش نہین پہونچی گی ور اس حکمت سی معاویہ ایک چوبہرا سفیون کا قائم ہوا ہی سو ہم یہ بات سمجھتی ہین کہ یہ مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل بنسبت خلفای ثلثہ کے قابل استعمال کرنے کے ہی اور ہم دیکھتی ہین کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت کچھہ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلا پابندی مصالح ملک داری کے نہین تہی جیسا کہ بزمان خلافت حضرت عثمان کے جسطرح کہ عمالان جفا پیشہ بنی امیہ کی تمام ملک مین بھر گئی تھے سو حضرت علی نے ایکبار گی حکم معزولی اُن عمال کا جاری کرنا چاہا اور کہا کہ ہم واسطی ایک ساعت کی بھی ان عمالان جفا پیشہ کو بحال نہین کہ سکتی ہین پس تما ستر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفا پیشہ لوگونکا نہین ہو سکا غرضکہ تمام معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ الحب للہ و البغض للہ کے تہا اور زمانہ سازی کے سی انکو کچھہ علاقہ نہین تہا غرضکہ خلافت ثلثہ جسطرح کہ قائم ہوئی سو اس بات مین بڑے حکمت الٰہی تہی کہ اس ذریعہ سی اسلام خوب پھیلا اور یہ بات بھی قابل لحاظ کی ہی کہ بوقت ان خلفائی ثلثہ کے کوئی بندوبست جانشینی انکی پسران کا نہین ہوا اور ان خلفای ثلثہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ کچھ ادب بھی تہا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہی کہ النظر الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃٌ ہی یعنی کہ محبت سی نظر کرنا طرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہی اور بہ نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہی کہ کان عمر یتعوذ باللہِ من زمانٍ لیس فیہ علیٌّ یعنی عمر پناہ مانگتی تھے ایسے زمانہ سی کہ جسمین علی نہوں اور یہ بھی ایک قول عمر کا ہی ھُوَ مَوْلَایَ وَ مَوْلیٰ کُلِّ مؤمن یعنی وہ علی مولی میری ہین اور مولی کل مومن کے غرضکہ یہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے چاہئی نہ بہ نسبت معاویہ کے کہ جو حضرت علی پر برسر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اُسکو کیونکر چھوڑ دینگی اور یہ مسئلہ

خطای اجتہادی کو بھی صرف بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے جاری کرسکتے ہین کہ غالباً یہ خلافت یعنی بر خلاف وصیت خم غدیر کے براہ نیک نیتی اجرای دین اسلام کے ہوگی اور تفضیل حضرت علی کا حال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جای تو یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ شخص حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہے نہ یہ کہ شیخین کی تفضیل کا قائل ہے اور ہر چند خطاب امیرالمومنین کا ایک ایجاد حضرت عمر کی ہے مگر جب حضرت امیر یا جناب امیر کہتی تو حضرت علی سمجھے جاتے ہین اور جب کہتی کہ فلان شخص مناقب پڑھتا ہے تو یہی بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ شخص مناقب حضرت امیر کے پڑھتا ہے اور وجہ اس اطلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۶ عدم جواز سب ولعن بر صحابہ

سب ولعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہب شیعہ کا ہے کہ اسکی جوابدہی بذمہ خود اُن لوگونکی ہے اور ایک عالم شیعی نے ایک تحریر چار ورق رو و پشت کی بذکر انواع روایات کی ہماری پاس بھیجی ہے کہ جس سے وہ عالم شیعی سب و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہین مگر چونکہ یہ کتاب حد تحقیق صرف باثبات افضلیت عام تمام دوازدہ امام کی ہے اور شیعون سے کچھ بحث نہین ہے اسواسطے کچھ ضرورت نقل روایات عدم جواز تبرا کی اس کتاب مین معلوم نہین ہوئی اور شیعون کی خدمت مین ہم صرف یہ بات کہسکتے ہین کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبر خدا ہے سو خلفای ثلثہ نے کچھ حرب ساتھ حضرت علی کے نہین کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سے آخر کو توبہ کی پس اگر آپ کو شوق تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطے اس صرف بچے معاویہ حاضر ہے کہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجملاً سر دشمنا اہلبیت لعنت باد کہا جای تو ہم خود شریک اسبات کی ہین کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عند اللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہے

فصل ۱۷ کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہے کہ جس وجہ سی لقب امام کا
درحقیقت مخصوص دوازدہ امام کا ہے ہان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جای
تو وہ دوسری بات ہی جیسا کہ تسبیح کے دانون مین سی ایک دانہ کو سری پر کے
اور ہر نماز کے پیش نماز کو بہی امام کہتی ہین اور آیت ۳۔ سورۃ الاسرے
یوم ندعو کلّ اناس بامامھم سے یعنی خداوند تعالی کہتا ہے کہ جسدن کہ ہم
بلاوینگی ہر ادمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت مین
معنی امام کے صرف پیشوا کی ہین اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بہی نہین ہے
پس اہلسنت مین جو کہ استعمال لقب امام کا اوپر امام اعظم ابو حنیفہ کوفی و امام شافعی
و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارزہ بازار ہی سو استعمال
مین اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگونکی کچھ جای تعرض نہین ہے مگر
کمال ادب یہ تہا کہ بہ نسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کی
اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہین اور مجتہد کا حال
یہ ہے کہ المجتھد قد یخطی و قد یصیب یعنی مجتہد کبھو خطا کرتا ہے اور کبھو برسر ثواب
ہوتا ہے اور لقب امام کا بہ نسبت دوازدہ امام کے ایک دوسری بات ہے کہ اسکی
مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۸ نصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزین ہین یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت
و معاد اور ملا عبد الرزاق بن علی بن حسین لاہجی نے باب سوم مقالہ سوم مین اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہے اور اسمین جو کچھ رائی حضا شرح المقاصد کی لکھی ہے کہ مقصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدون بیعت اگرچہ فاسق باشد علی الاظہر منعقد شود خلافت برای او سویہ امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت سی ہو گی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ نبی اور اجتک بلقب خلفای مروانیہ وغیرہ کی بولیجاتی ہین مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک دوسری چیز ہے کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی یکی بعد دیگری امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ امامت کا تا زمان امام صاحب العصر مہدی علیہ السلام کے قائم و بحال ہیگا اور بحث خاص اُس فصل کتاب حا تحقیق کی یہ ہے کہ آیا نصب امام کا خداتعالی پر واجب ہے یا نہین اور شیعہ لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالی پر واجب قرار دیتی ہین باین دلیل کہ لطف اوس خدا پر واجب ہے اور نصب امام کا ایک لطف ہے مگر ہم سمجھتی ہین کہ غائت و غرض نصب امام کی یہ ہے کہ لوگ ہدایت پاوین سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہین ہے اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُسپر واجب نہین تھا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرح سے اور کسی بات مین مجبور نہین ہے بیت

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس
غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۱۹ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہین اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہین سو اصل بات یہ ہے کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیا تک نہین ہے مگر ہر گاہ فریقین سنی و شیعہ کے اِس بات کی قائل ہین کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہین اور بی شبہ پاک تھی تو اُنکی معصوم کہنی مین ہمکو کیا عذر ہو سکتا ہے اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ معصومین علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگون کے ہے

اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنی کتب مین لایا ہے أنَّ عثمان صَلّی بالنَّاسِ بِمِنًی اَربَعًا فانکر الناسُ علیہ فقال ایُّها الناس اِنّی تَأهَّلتُ بِمَکّۃَ مُنذُ قَدِمتُ وَاِنّی سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وآلِہٖ وسلم یقول مَن تَاَهَّلَ بِبَلدَۃٍ فَلیُصَلِّ صَلوۃَ المُقِیمِ فیہما اخرجہ احمد عن عبد اللّٰہ بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن ابیہ وغیرہ عن غیرہ پس اصلا اشکال نہ رہا اس صورت مین باجماع علما چہار رگانہ واجب ہے - **آٹھوان طعن** عثمان بن عفان نے بیت المال سے بہت سی زمین کے قطعے اور جاگیرین اپنے یارون اور مصاحبون کو دین اور مسلمانون کے حقوق تلف کئے **جواب** حضرت عثمان نے اپنے یارون اور رفیقون کو اجازت دی تھی کہ جہان افتادہ زمین پاوین امین زراعت کرین اور جو زمین کہ آباد اور مزروعہ تھی کسی کو نہ دی چنانچہ تاریخ کی کتابین موجود ہین ویران زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کشایش روزی کا سبب ہے - زمین کے ہزارون جریب افتادہ رہتے ہین کیا فایدہ نہ اس سے سرکار مین محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فایدہ پاوے - جب ملک آباد ہووے اور جابجا کشت وکار ہوا کرے چور اور رہزن اور فسادی لوگ معطل اور بیکار رہا کرتے ہین - اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے یمن سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور زراعتین چھوڑ کے آئے ہین ہمکو اس نواح مین زمین دیجیئے تا ہم جہاد کفار کے لئے حاضر رہین اور نوبت بنوبت غزا کے لئے نکلین تب حضرت عثمان نے انکو فارس کے مقابلے مین جو صوبہ کہ زور وقوت طلب کرتا تھا اور اس مین بڑے سرکش زمیندار تھے جگہ دی اور اس زمین کو آباد کیا اور وے اپنی زمین وزراعت جو چھوڑ کے آئے تھے اسکے عوض مین حدود اور قطعات بتلائے اور بعضے صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کردیا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرموت مین تھی انسے لیکے اسکے بدلے مین ان لوگون کی زمین دلوائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ مین تھی لیکر اس کے عوض مین انکو دوسری زمین دی جبکہ امور باہم تراضی کی طور پر واقع ہوئے طعن وملامت کی جگہ نہین **نوان طعن** سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی مذمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نکرکے چھوڑ دیا **جواب** یہہ سب کذب صریح اور بہتان ظاہر ہے یہہ بات لوگون پر بھی پوشیدہ نہین کہ طلحہ وزبیر و بی بی عایشہ صدیقہ ومعاویہ وعمرو بن العاص نے جو طلب قصاص مین جنگ وپیکار کیا کیا وہ قصاص اسی عثمان مظلوم کی - یا دوسرے عثمان متخیل وموہوم کی ہے - سنی وشیعہ ہر دو کی تاریخین تو موجود ہین اور صحابہ نے تو ان سے بلوہ دفع کرنے مین مقدور بھر قصور نہ کیا اور جہان تک امکان تھا کہنے اور کلام سے انکو سمجھایا جب صحابہ کا سمجھانا ان ظالمون کی عقل مین نہ آیا صحابہ نے حضرت

عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی اور بڑے جد وجہد سے منع فرمایا تب
صحابہ نے لاعلاج ہو کے خاموش رہے۔ اور باوجود اسکے حضرت عثمان کی خدمت مین بالالتزام پہنچا نے اور اُنسے تنگی دور
کرنے آخر تک حیلے اور تدبیرین کرتے تھے اور زید بن ثابت سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہوے سب
انصارون نے حضرت عثمان سے کہا اِنْ شِئْتَ كُنَّا اَنْصَارَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ اور عبداللہ بن عمر سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ
لیکے آئے اور سب کے سب کہنے لگے کہ یا امیرالمومنین جنہون نے آپ پر بلوہ کیا ہے یہہ وہی لوگ ہین جو ہمارے ضرب
شمشیر سے مسلمان ہوے اور ہماری تلوار کا خوف ابھی ان کے دل مین باقی ہے انکی یہہ سب گستاخی اور بلند پروازی
اس سبب سے ہی کہ وے کلمہ پڑہتے ہین اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دین ہم انکو حقیقت حال
پر آگاہ کر دیتے ہین اور انکی بھولی ہوی حالت پھر انکو یاد دلاتے ہین حضرت عثمان نے کہا کہ ازبراے خدا یہہ بات مت کہو
اور فقط میری جان بچانیکے لئے اسلام مین کشاکشی نہ ڈالو۔ اور حسنین کریمین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر
بن ربیعہ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر مین حاضر تھے جب بلوائیون نے ہجوم کرتے ان بزرگون
نے پتھر اور لکڑی سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوے کو دفع کر دیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلامون
کی ایک فوج کثیر حاضر تھی یہان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت مین بلوایون کو زیر وزبر کر دیتے انہی غلامون نے سب
با ہتھیار ہو کے حاضر ہوے اور بکمال آہ وزاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہین کہ خراسان سے آفریقہ تک
کسی نے ہمار تروار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرما دین اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا تھوڑا ذائقہ ہم چکا دیتے ہین کیونکہ
اُن شریرون نے باتون سے رستی پر نہین آتے ہین اور انکو اسبات کی استغنائی انگی ہے کہ کلمہ کی حرمت کے سبب سے
کوئی ہمارا متعرض نہین ہوتا ہے اسیواسطے وہ راہ پر نہین آتے ہین اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہین
گنتے ہین حضرت عثمان نے یہہ سنکے فرمایا اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپسے یہہ ہتھیار ان
دور کرو اور اپنے گھرون مین بیٹھ جاؤ تمہارے بیسے جسنے ہتھیار دور کرے اسکو مین آزاد کیا ہون [۵۲] واللہ لَئِنْ اُقْتَلُ قَبْلَ الدِّمَاءِ
اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقْتَلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ یعنے میری شہادت تو مقدر ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مجھے اس کی بشارت دی ہے اگر تم بلوائیون کے ساتھ قتال کرو گے مین تو یقیناً مارا جاؤنگا پس اس مین کیا حاصل کہ
قتل وخون بھی واقع ہووے اور مدعا بھی کرسی نشین نہووے اور تواریخ فریقین مین ثابت ہی کہ حضرت امیر بھی اپنے لڑکون
کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قنبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے
لڑکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیون کے مزاحم ہون۔ جب اہل بلوا ہجوم لاتے تھے یہہ اولاد صحابہ سنگ

رہو ہے اسنے ساتھ جنگ کر کے دفع فرماتے تھے یہان تک کہ حضرت امام حسن خون آلودہ ہوے اور محمد بن طلحہ اور قنبر
اسنے مجروح تھا جب بلوائیوں کو دروازے سے آنا ممکن نہوا انکے گھر کے پیچھے سے بعضے انصار کے گھر ونکو منہدم کر کے
... اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب نہج البلاغت جو شیعہ کے اصح الکتب سے ہے اس
... اسی کتاب مین حضرت امیر سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا وَاللہِ لَقَدْ دَفَعْتُ عَنْہُ اور نہج البلاغت کے
شارحوں سنہ فاطبہ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہی کہ ان دنون جب حضرت امیر سنہ عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف
تشریف لے آتے بلوائیون کو چابک سے مار کے دور کرتے اور ان پر لعن وستم بھی فرماتے تھے پس اہل ایمان کا کام نہین
کہ حضرت امیر کے ان معاملات کو نفاق اور ظاہر و باطن کے مخالفت پر حمل کرین اسی جگہہ کوی منافق ہی جانے تا بحکم
اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جناب پاک کے ساتھ کرے نعوذ باللہ منہا ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؎ اور اگر بالفرض والمحال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت
مین کوفے مین جو خطبے پڑہا ہر ان خطبون مین قاتلان عثمان کو دفع کرنے کے باب مین کس لئے قسم کہاتے ہوتے اور حضرت
عثمان کی شہادت کے بعد کس لئے آواز بلند سے فرماتے ہوتے کہ اِنَّمَا مَثَلِیْ مَثَلُ عُثْمَانَ کَمَثَلِ اَثْوَارٍ ثَلَاثٍ
کُنَّ فِیْ اَجَمَۃٍ اَبْیَضَ وَاَسْوَدَ وَاَحْمَرَ وَمَعَھُنَّ فِیْھَا اَسَدٌ وَکَانَ لَا یَقْدِرُ فِیْھِنَّ بِشَیْءٍ لِاِجْتِمَاعِھِنَّ
عَلَیْہِ فَقَالَ لِلثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَالثَّوْرِ الْاَحْمَرِ لَا یَدُلُّ عَلَیْنَا فِیْ اَجَمَتِنَا ھٰذِہٖ اِلَّا الثَّوْرُ الْاَبْیَضُ
فَاِنَّ لَوْنَہٗ مَشْھُوْرٌ وَلَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکُمَا فَلَوْ تَرَکْتُمَانِیْ اَکَلْتُہٗ وَصَفَتْ لَکُمَا الْاَجَمَۃُ فَقَالَا
دُوْنَکَ فَکُلْہُ فَاَکَلَہٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَیَّامٌ قَالَ لِلْاَحْمَرِ لَوْنِیْ عَلٰی لَوْنِکَ فَاتْرُکْنِیْ اٰکُلِ الْاَسْوَدَ
فَقَالَ دُوْنَکَ فَکُلْہُ ثُمَّ قَالَ لِلْاَحْمَرِ اِلَّانَ اٰکُلُکَ فَقَالَ دَعْنِیْ اُنَادِیْ ثَلَاثًا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادٰی ثَلَاثًا اَلَا اِنِّیْ
اُکِلْتُ یَوْمَ اُکِلَ الْاَبْیَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَوْتَہٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّیْ ھِنْتُ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ
اور یہہ قصہ شہرت اور تواتر مین اس حد کو پہنچا ہی کہ فریقین کی تواریخ مین مذکور و مسطور ہی کسیکو انکار کی جگہہ نہین - اور عبد اللہ بن
سلام نے ہر دن علی الصباح بلوائیون کے پاس جا کے کہتے تھے کہ لَا تَقْتُلُوْہُ یعنے مت قتل کرو اس کو کیونکہ اسکے قتل کے بعد

بہت سے فتنے وفساد برپا ہو جائینگے - اور حذیفہ بن الیمان جو حضرت کے صاحب اسرار اور کو منافقوں کا علم حاصل تھا
یعنے منافقوں کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی انکے حق میں اس علم کی گواہی دی ہے سو حذیفہ ہمیشہ حضرت عثمان
کے قتل سے تحذیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لائق انکے دفن میں جو تاخیر ہوئی وہ اک
فساد عظیم کا سبب تھا جو انکے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رو دیا تھا انہی اوباشوں اور بلوائیوں نے سر پر بہانی
ورائے تھے اسلئے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے - آخر شب کے وقت جب اہل بلوا سو گئے حضرت کے اعوان حکیم بن
حزام ومسور بن مخرمہ وجبیر بن مطعم وابو جہم بن حذیفہ بدری ونیار بن مکرم وعمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو شہید
کے مانند انہیں کے خون آلودہ کپڑوں سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا - جبیر بن مطعم نے انکے جنازے کی
امامت کی - اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی از انجملہ حسن بصری اور مالک جو امام مالک کا جد ہے - اور ملائکہ بھی آسمان
کے عرض میں ان کے جنازے پر حاضر ہوئے چنانچہ حافظ دمشقی نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے

يَوْمَ يَمُوْتُ عثمان يُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلٰئِكَةُ السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عُثْمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ
عَامَّةً قَالَ عُثْمَانُ خَاصَّةً اور اس روایت کی موید ابن ضحاک کی روایت ہے جو سہم بن خنیس سے لائی ہے وَكَانَ
مِمَّنْ شَهِدَ قَتْلَ عُثْمَانَ قَالَ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا قُلْتُ لَئِنْ تَرَكْتُمْ صَاحِبَكُمْ حَتّٰى يُصْبِحَ مَثَّلُوْا بِهٖ
فَانْطَلَقْنَا بِهٖ اِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَمْكَنَّا لَهٗ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاهُ فَغَشِيَنَا سَوَادٌ
مِنْ خَلْفِنَا فَهِبْنَاهُمْ حَتّٰى كِدْنَا نَتَفَرَّقُ فَاِذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ لَا رَوْعَ عَلَيْكُمْ اُثْبُتُوْا
فَاِنَّا جِئْنَاهُ لِنَشْهَدَهٗ وَكَانَ ابْنُ خُنَيْسٍ يَقُوْلُ هُمُ الْمَلٰئِكَةُ

اور حضرت عثمان کی ہجو اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افترا اور بہتان ہے اب اہل سنت کی روایتیں سننا چاہیے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ عَلٰى بِرْذَوْنٍ
وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ مِنْ نُوْرٍ تَعَمَّمَ بِهَا وَبِيَدِهٖ قَضِيْبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنِّيْ اِلٰى رُؤْيَاكَ بِالْاَشْوَاقِ وَاَرَاكَ مُبَادِرًا فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَتَبَسَّمَ وَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

أنجيء بها في الجنة ... وقد بعثنا إلى الوليمة فأتانا ... ولذلك ... حسين ...

اور ابو منصور ... بہت سے محدثین سے ہے اور ... کو معتبر جانتے ہیں کتاب

... اور حضرت امام حسن کا ... مشہور اور صحیح الروایت

... عن حسن بن علي قال ما كنت لأقاتل بعد رؤيا رأيتها

رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله ... واضعاً يده على العرش ورأيت

أبا بكر واضعاً يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وآله ورأيت عمر واضعاً

يده على منكب أبي بكر ورأيت عثمان واضعاً يده على منكب عمر ورأيت ما دونه

فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان يطلب الله به وروى ابن السمان عن قيس بن عباد

قال سمعت علياً يوم الجمل يقول اللهم إني أبرأ إليك من دم عثمان ولقد طاش

عقلي يوم قتل عثمان وأنكرت نفسي وجاؤني للبيعة فقلت ألا أستحيي من الله

أن أبايع قوماً قتلوا رجلاً قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أستحيي من رجل تستحيي منه

الملائكة وإني أستحيي من الله أن أبايع وعثمان قتيل في الأرض لم يدفن بعد فانصرفوا

فلما دفن رجع الناس يسألونني البيعة فقلت اللهم إني مشفق مما أقدم عليه ثم جاءت

عزيمة فبايعت قال فقال أمير المؤمنين فكأنما صدع قلبي وروى هو أيضاً عن محمد بن الحنفية

إن علياً قال الجمل لعن الله قتلة عثمان في السهل والجبل وعنه أيضاً إن علياً بلغه أن عائشة

تلعن قتلة عثمان فرفع يديه حتى بلغ بهما وجهه فقال أنا ألعن قتلة عثمان لعنهم الله في

السهل والجبل مرتين أو ثلاثاً وروى هو عن عبد الله بن الحسن بن الحسن عليهم السلام قد ذكر

عنده قتل عثمان فبكى حتى بلّ لحيته وعن جندب قال دخلت على حذيفة فقال لي ما فعل

الرجل يعني عثمان فقلت أراهم قاتليه فمه قال إن قتلوه كان في الجنة وكانوا في النار

میں اہل بیت کرام سے اقوال حضرت عثمان کے قتل اور قاتلوں کے باب میں ہیں۔ اور حذیفہ کی بھی مسلم
حدیث نبوی شیعہ کے پاس بمعارف الحدیث ہے کہ ان کی کتب میں موجود ہے ما حدثنا کہ
حذیفہ قصہ ثقہ اور اگر تمام صحابہ و تابعین جو حضرت عثمان کے قتل سے مغموم ہوئے اور ان کے بہشتی ہونے
پر اور ان کے قاتلوں کے دوزخی ہونے پر جو گواہی دی اور یہ مقدمہ جو نقل صحیح سے ثابت ہے گر
ہم ذکر کریں کئی دفتر مبسوط چاہیئے۔ اور ان روایات مشہورہ متعددہ سے ثابت ہوا کہ تین روز تک
بلا دفن ان کی نعش پڑی رہنا محض دروغ و افترا ہے اور سب تواریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ
اجماع مورخین سے ان کی شہادت جمعہ کے دن عصر کے بعد ذی الحجہ کی اٹھارھویں کو واقع ہوئی اور
بلاشبہ ان کا دفن بقیع میں شنبہ کی شب میں ہوا اور جب پیغمبر برحق و رسول الصادق کسی کے
حق میں بلا حصول دخول جنت کی قطعی بشارت دی ہو اور وہ حدیث ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچی ہو پھر استشہاد
کی کیا حاجت رہی مناسب یہی ہے کہ ہم اسباب کو مختصر کریں۔ وَفِیمَا ذُکِرَ کِفَایَةٌ وَ
لِأَهْلِ بَصِیرَةٍ هِدَایَةٌ وَالْهَادِیْ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

تیسری اور چوتھی جورو تک پہونچیں

فصل ۲۲ الواطت با زوجہ

سورۃ البقر آیت ۲۲۳ - نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انّی شئتم وقدموا لانفسکم واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ وبشر المؤمنین

ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مسٹر جارج سیل تمہاری جوروان ہین کھیتی اسلئے تم جاو اپنی کھیتی کو جسطرح جیسے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو تمہاری جانون کو اور ڈرو خدا سی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کروگے اس سے اور خوشخبری دو مسلمانون کو فقط اور دیکہا جاتا ہی کہ مسٹر جارج سیل نے ترجمہ انی شئتم کا جو اسطرح کیا ہی کہ جسطرح چاہو سو اسکی حاشیہ مین یہ بات لکھی ہی کہ جسطرح چاہو گے معنی یہ ہین کہ اپنی جورون کے پاس جاؤ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر کر اور آگے سی یا پیچھی سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شئتم کو بمعنی کیفما شئتم کے لیا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی تمام اطمینان ہی اور بروایت مسٹر جارج سیل زروی تفاسیر جلال الدین و یحیی زمخشر کی بہی معنی معلوم ہوتے ہین اور صاحب تفسیر بیضاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہی مگر فرقہ شیعہ نے جو تمامتر تابع الفاظ ظاہری کا ہی یہ معنی مراد لیا ہی کہ انّی ظرف مکانی ہی پس معنی یہ ہونگی کہ جہان پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھی سے اور اسی انّی ظرف مکانی کے روسے مسئلہ جواز وطی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہی مگر جواب یہ ہی کہ جب عورت کی تشبیہ ساتھ کھیتی کے دیگئی تو کھیت مین کھیتی کیجائیگی نہ کہ گڑہا گوڑہی مین اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہوگا ۔

زمین شور سنبل بر نیارد ٭ درو تخم عمل ضائع مگردان

اور اس سے زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ مین کچھ ضرور نہین ہی اسواسطی کہ صاحب جامع عباسی بست باب نہم بابیا دہم مین بدیل بست وہفت مکروہات جماع کی ستر ہوان مکروہ عبارت ذیل سی لکہا ہی ہفدہم دخول کردن دربس زنان ومالک کنیزکی از علماے سنیان است بعین رفتہ وبعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس روسی کوئی تکرار ساتھہ شیعہ کے باقی نہین رہی اور ہمکو علوم ہوتا ہی کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہی سو یہ رای اقرب الی الصواب ہی اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہی اور شک نہین ہی کہ خصوصًا انہین مسائل یعنے تقیہ اور لعن بہ خلفائ ثلثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر نی مذہب شیعہ کو بہت بدنما کر رکھا ہی

فصل ۲۳ باغ فدک

باب بست وششم مجمع البحرین مین جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایہ ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرج ہی کہ کچھہ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اس کتاب مین صرف ایک خلاصہ مختصر سے اکتفا کیا جاتا ہی کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نی دعوی باغ فدک کا از روی ہبہ کے کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن نی شہادت دی اور حضرت ابوبکر نے ایک نوشتہ واگذاشت کا لکھدیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی بوجہ شوہر ہونیکی مقبول نہین ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہین ہی اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہوکر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے از روے غضب کے عہد کیا کہ پھر وہ حضرت ابوبکر سے بات نہین کرینگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تاحیات اپنی پھر کوی بات حضرت ابوبکر سی نہین کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابوبکر آنکی جنازہ پر نہ آوین چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسیقدر تھا جو کہ لکھا گیا
اور اب اسیقدر امر قابل لحاظ کے ہی کہ اس دعوی مین کوی شکل دو فریق کی نہین ہی کہ
اسمین حاجت گواہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعوی حضرت ابو بکر ایک خلیفہ وقت کے
پاس پیش ہوا کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی تو صرف اسیقدر امر کافی تھا
یا نہین کہ حضرت ابو بکر بطور خود از روی تحقیقات سرزمین بقدر دلجمعی اپنے اس دعوی
ہبہ کو تحقیق کرتے اور یہ امر بھی قابل لحاظ کے ہی کہ حضرت فاطمہ سے کوی دعوی دروغ
اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تھی یا نہین اور اسطرحکا سلوک جو عام لوگونسی
ہوتا ہی ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تھا یا نہین اور الزام غضب دلانے حضرت
فاطمہ کا اور پر حضرت ابو بکر کے عاید ہوتا ہی یا نہین — بات رہجائیگی اور وقت نکل جائیگا
اور یہ کیا عجیب بات ہی کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہون مگر بزمان خلافت
حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کسقدر زور ہوتا ہی
کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد
فاطمہ کے واگذاشت کیا اور معذرت مین بحق ابو بکر و عمر کے صرف یہ بات کہی جا سکتی ہی
کہ ان لوگون نے خود کوی تصرف نہین کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے
محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت مین بطرف اس
باغ فدک کے التفات نہین کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہی کہ جب ایک بار شہادت اونکی
نامقبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت اُنکی پھر اوسطرف متوجہ ہو سکتی تھی بلکہ یہ التفات
نہین کرنا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضامندی و دل خستگی کی اُنکے ہے

فصل ۲۴ عقد ام کلثوم

باب پنجاہ و ہفتم مین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کی

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بجوالہ روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہی اور
کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی اور اصل یہ ہی کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا
ہم پر اسقدر شاق و گران ہی کہ تمامتر تفصیل کا ہمکو تحمل نہین ہی بہرحال خلاصہ عقد
ام کلثوم کا اسقدر ہی کہ حضرت ام کلثوم دختر حضرت فاطمہ کی بعمر شش سال کے تھین
کہ خلیفہ دوم نے بحیلہ حدیث کل نسب و سبب و صہر ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی
وسببی وصہری کے اُس دختر شش سالہ سی بایام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب
اس حدیث کا یہ ہی کہ فرمایا رسول خدا نی کہ کل نسب سبب وصہر کٹ جائیگا بروز قیامت کے
مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہر یعنی توسل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے
اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ مین بڈھا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی
نہین ہی بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہی اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیرسن
ہی تو یہ بند وبست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس چچیرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود
رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑھا دین اور اُس دختر شش سالہ کو خلیفہ
دوم نی اپنی زانو پر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ
اپنی گھر جا کر کے کھے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہی غرضکہ یہ دونون
قصے باغ فدک و عقد کلثوم کے پُر از غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم مافی الصدور کے
یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہی ہم نہین کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت دلی حضرت عمر کے
کیا تھی یعنی دراصل واسطی نجات اپنی یہہ نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھے یا
بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تھا اور
یہ استعمال لفظ ستم کا ہمنی اس جہ سی کیا ہی کہ کیا حضرت عمر بہ نسبت اپنی اس بات کو
پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑھی سی بولایت چچیری بھای

انکی بیاہی جاتی۔ پس تم اسی بات کو کہتی ہین کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غیر کے روا رکھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہین کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق کا ہی کہ ایک آئینہ ہی تمام اخلاق نیک و بد کا اور ظاہرا یہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا درحقیقت ایک بدلا ہی اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوئین تہین اور یہ ارادہ بخوبی تمام بدلا اُس بات کا ہی ہی کہ حضرت عمر رضی نے درخواست اپنی شادی کے کی ساتہ حضرت فاطمہ رض کے کی تہی اور اُسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر گئے انکی مقابلہ مین حضرت عمر نے شکست کہائی تہی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک امر کہ فی الواقع کسی طرح پر شادی حضرت عمر کی ساتہ بیچاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہین سو تمامتر تصفیہ اس امر کا دشوار معلوم ہوتا ہی اسو سطی کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہی کہ شادی حضرت عمر کی ساتہ حضرت ام کلثوم کے ہوئی اور یہ کہ زید پسر و زینب دختر دو اولاد بہی ہوئی جو کہ یہ دونون ایک ہی روز مین مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے جو ہمنی زبانی پوچہا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتہ ام کلثوم کے حقیقت مین ہوئے یا نہین تو مولویصاحب نے ہمکو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم سے وصال نہین ہوا اور صاحب رسالہ الہامیہ کی رای یہ ہی کہ درحقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا ساتہ حضرت ام کلثوم دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہین ہوا تہا بلکہ بات یہ ہی کہ حضرت علی کے پاس دو بیٹیان تہین ایک ام کلثوم دختر حقیقی انکی از بطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے اور دوسری ام کلثوم دختر حقیقی حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی بطن سے اسماء بنت عمیس کے کہ جو اسماء بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تہی اور اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتہ اپنی حضرت علی کے گہر مین لائے تہے سو درخواست شادی کے

حضرت عمر کی در اصل ساتھ اُس اُم کلثوم دختر ابو بکر کے ہوئی تھی اور صاحب رسالا الہامیہ
نے منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہے کہ ہر گاہ حضرت عمر کا استدعائے
شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سنیہ کے تھا تو بیشک یہ استدعا
سنہ ہجریہ مین ہوی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و سہ سالگی کے سنہ ۲۳ ہجریہ مین انتقال کیا تھا
اور انتقال حضرت فاطمہ ض کا سنہ ۱۱ ہجریہ مین ہوا تھا پس ضرور ہے کہ سنہ بیس ہجری مین
بوقت استدعای نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا
کہ حمل محسن کا جو ساقط ہوا تھا سو حضرت ام کلثوم اُس سے پیشتر پیدا ہوئی تھین اور
کتب سنیہ مین ہے کہ بوقت استدعای حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش
سال کے تھا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسرے
ام کلثوم بنت ربیبہ حضرت علی کی مادر دختر حقیقی حضرت ابو بکر کی تھی ورنہ ہم نہین سمجھ سکتے ہین
کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا سنہ ۲۳ ہجریہ مین ہوا
تو اتنی زمانہ قلیل مین متولد ہونا ایک پسر زید اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم دختر
حضرت علی سے کیا معنی رکھتا ہے الغرض ای ہماری اس بات پر قرار پکڑتی ہے کہ ہر گز شادی
خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر از بطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہین ہوئی تھی

فصل ۱۲۵ شرائط امامت و وجوب قرات

امامت نماز سے غرض یہ ہے کہ نماز جماعت سی ہو وفی الجماعۃ رحمۃ یعنی جماعت
مین رحمت ہے اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہے کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص
مین جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہین تو اُس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتی
ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی
ہے اور ایک دوسرے کا حال دریافت کرکے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

وبد تعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہی اور ایک بڑا فائدہ یہ ہی کہ اس ذریعہ
سی غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ مین باسانی
تمام جمع ہو جاتے ہین اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہی اور
کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا اور نفرت امرا و علما وغیرہ کی اشخاص فروتر
سی اُنکی کچھ کم ہو جاتی ہی کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ مین جمع ہوتے ہین کہ جہان سب
لوگ ایک طور پر حاضر ہوے ہین اور سب لوگون کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
خداوند عالم کے ہی اور اس رواج عام جمعہ و جماعت سی آبادی مسجد کی ہوتی ہی مگر
مذہب شیعہ مین اسقدر شرائط امام کے کثرت سی ہین کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہین
کر سکتا ہی جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
صاحب کے حاصل نہو اور ایک آدمی گو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر
اُس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع مین نہین کر سکتا ہی سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
کہ جنکو ملیہ امامت کا ملا ہی بہت کم ہین اور سوای مساجد امرای شیعہ کے اور کسیے
دوسری جگہ مین کمتر دیکھے جاتے ہین اور اسی وجہ سی مسجدین امرای شیعہ کی حسب
دلخواہ آباد نہین ہین اور اس امر امامت نماز مین مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
معلوم ہوتا ہی کہ جہان پر موقع ادای نماز بجماعت کا ہو تو اسیقدر بس ہی کہ ان اشخاص
حاضرین مین سے جو شخص باعتبار تقوی و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
نماز پڑہا وی سو اس وجہ سی مسجد سنیون کی اور خصوصًا مسجد وہابیون کی خوب آباد
رہتی ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ سید رہتی ہوی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نامناسب ہے
اور جاننا قرات کا عقلاً بہت ضرور ہی تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحت سے
ادا ہون مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہی کہ بغیر صحت قرات کی اصل نماز

دار است نماز کی نا جائز ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اشہد کے اسہد پڑہتے تھے اور
وہی اسہد انکا پسندیدہ تر تھا —

فصل ۱۲۶ عہدہ مجتہد

ہرگاہ قران و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہین تو تخصیص نامزد
کرنے ایک شخص کے بلقب مجتہد کے کس مطلب سے ہی اور اگر کوئی رای مجتہد کی کسی
شخص عالم غیر مجتہد کی نظر مین بر سر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدین
اپنی اس رای پر بر سر خطا کا پابند ہو اور کیا معنے ہین اس قول کے کہ مات المجتہد
مات الفتوی یعنی مرا مجتہد تو مر گیا فتوی اُسکا حالانکہ مرجانا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز
باعث مرجانے فتوی کی نہین ہی اسواسطے کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہی کہ ایک رای مجتہد
مردہ کی صائب تر ہو رای سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہوگا جب اختلاف درمیان مجتہد
مجتہدان زندہ مقامات لکھنو کربلا وغیرہ کے ہان درجہ مجتہدان لکھنو وغیرہ کا صرف
بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجہا جاے تو اسمین کچھہ مضائقہ نہین ہی اسواسطے
اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسب رای امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہی
اور کچھہ حکومت ابو حنیفہ کو نہین پہونچتی ہی مگر ہم سنتے ہین کہ حکومت مجتہدان زندہ کی
حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہی سو اس بات کی بہی کوی وجہ
ہمارے خیال مین نہین آتی ہی

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھہ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بہی ضرور معلوم ہوتا ہی
سو از روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکھن کے
معلوم ہوتا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہین

اور بلقب غوث اعظم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کی مشہور ہین

رباعی

آن شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین است	در اصل سیادت چہ صحیح النسبین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلۂ اوست	از جانب ما در دُر دریای حسین است

اور اس مقامات دستگیر مین نسب نامہ انکا حسب ذیل ہی شیخ عبد القادر جیلانی پسر سید نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد اللہ عبد الکریم ابن یحیی الزاہد ابن محمد ابن داؤد ابن موسی ابن عبد اللہ ابن موسی الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن مثنی ابن حسن مجتبی ابن علی مرتضی غرضکہ اس وسی درمیان پیر دستگیر حضرت مولی مشکلکشا علیہ السلام کی واسطہ گیارہ پشت کا ہے

قطعہ ولادت و تعداد عمر و سال وصال

محی الدین کہ انوار جمالش	ز عرش و کرسی از سہ تا بہ ماہی است
تولد عاشق و کامل سنینش	وصالش دان ز معشوق الہی است

اور ہمکو معلوم ہوا کہ سادات قصبہ ... ضلع گیا کی اولاد سی انہین سید عبد القادر جیلانی کے ہین ــ اور نفحات الانس مین تصنیفے ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حال نسب حسنی الحسینی ہونیکا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات و خرق عادات کی مندرج ہین اور ہمکو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ د. جبہ شیخ وقت ہونیکے مشتہر ہوئے ہین اور کیا وجہ ہی کہ شیعون کو کچھ سوء اس بزرگ سی ہی مگر افواہا سنا گیا ہی کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جداہ کا یعنی کہ حسین مارے گئی ساتھ تلوار اپنی دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج ہی مگر یہ بات بھی سنی جاتی ہی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین درحقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہین ہی اور ہمنی کسی کتاب مین نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ کے نہین دیکھا ہی اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین مین ہو تو ہم یہی حکم لگا دینگی کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو گے اسواسطی کہ سید ہو کے ایسا فقرہ انکی منہہ سی کیونکر نکل سکتا ہی کہ اس فقرہ سے تو خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہی یعنی امام حسین علیہ السلام جو یزید کی وجہ سے مارگئی سو یہ امر کہنا کہ اپنی دادا کی تلوار سی مارگئی تو صاف مطلب اُسکا یہ ہوا کہ جیسا دادا نے کیا تھا سو اسکا بدلا پایا - اور ہم سنتی ہین کہ غنیۃ الطالبین مین شاید یہ ذکر بھی ہی کہ روز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہئی سو یہ فقرہ بہی ایک عجیب فقرہ ہی اور اتفاق کی بات یہ ہی کہ ہمنی اُس کتاب غنیۃ الطالبین کو اتبک نہین دیکھا ہی اور اسیواسطی ہم کچھ لا و نعم نہین کہہ سکتی ہین اور شاید علاوہ مراتب مذکورہ بالا کے اور بہی کچھ وجوہات سو کی شیعون کو ہون کہ جس سے ہمکو اطلاع نہین ہی اور شعر مفصلہ ذیل سے بہی شیعون کا سو رساتھہ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہی - شعر

دسوین نہ کبھی حضرت شبیر کی سوجھی ۔۔۔ گیارہوین سو بہی تو بڑی پیر کی سوجھی

فصل ۲۸ از زیارت کربلا وغیرہ

بہت سنی صاحبان موسم حج مین حج حرمین کو جاتے ہین مگر زیارت کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ سے محروم رہتے ہین اور شاید قول انکا یہ ہی کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا از روی حدیث کے منع ہی مگر یہ عذر محض ناکافی ہی اسواسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجمیر و پاک پٹن وغیرہ بہی تین منزل سی بڑھکر کے ہین پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجمیر وغیرہ کو کیونکر جاتے ہین اور حدیث مین جو تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہوگا سو مجرد نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہین ہی اسواسطی کہ طرق روایت کو دیکھنا چاہئی کہ متواتر یا حسن یا
غریب منقطع یا مرسل ہی اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہی اور ہم یہ پوچھتی ہین
کہ آیا کربلا جا کر کے موقع ظلم شامیان شاقیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کربلا کو
ملاحظہ و غور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال مین خلاف مرضی جناب حضرت
نبوی کے ہوسکتا ہی اور کیا یہ بات ممکن نہین ہی کہ جسطرح کہ بمبئی و عدن وغیرہ ہو کر کے
حج حرمین کو لوگ جاتی ہین سو اسیطرحسی کربلا وغیرہ بہی ہو کر کے مکہ کو جائین تو اس
حال مین وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بہی طی ہو جاتا ہی اور ہمارا اعتقاد
تو یہ ہی کہ زیارت کربلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوٰۃ کے اصل
حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہئی اور اصل یہ ہی کہ یہ نہین جانا سنیان کا زیارات
کربلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبی کی ہی اور کیا عذر
اسکے ہین کہ بعد حج کے سود لینا جائز ہو مگر زیارات کربلا وغیرہ کی جائز نہین سمجھی جاوے
اور اگر یہ عذر ہو کہ کربلای معلی و نجف اشرف وغیرہ مین شیعہ لوگ رہتی ہین سو یہ عذر بہی
فضول ہی اسواسطی کہ سوای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے
اندر عملداری بادشاہ روم کے ہین اور کسیطرح پر وہان تبرا نہین ہوسکتا ہے

فصل ۹۲ مرثیہ خوانی و تعزیہ داری

مرثیہ عبارت ہی نقل حالات مصائب سید الشہدا خامس آل عبا امام حسین کربلا علیہ السلام
سی کہ ان حالات کو یاد کرکے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہی اور اتنی بڑے
مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہی کہ جیسے فرضاً عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت
مسیح و بدسلوکیہای یہود ان کو متروک کرین اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرثیہ
انتقال حضرت رسول کے مروی ہین پس مرثیہ خوانی سے بہاگنا دلیل اس بات کی ہی کہ

آن پر منحصر کرنا ... نہین یہ مصائب کربلا کچھ وزن نہین کہتی ہین یا یہ کہ معاویہ و یزید
اور انکی تواتع کی ... کیا ن سے ز ... خلاف مصلحت مذہب سُنی کی ہی کہ مرثیہ خوانی سُنی سے
شیعیان کا سا ... لازم آتا ہی اور فعل شیعون کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید اونکی
... حدیث مین سُنی صاحبون کے عرض یہ ہی کہ یہ واقعہ کربلا کا ایک
... درمیان شیعی و سنی کا ہی کہ شہید کربلا نواسہ رسولخدا کے آخر مقبول فریقین
ہین اور اس سید مظلوم نی معاویہ سی کچھ مخالفت بہی نہین کی ہی پس انکی حالات سنی
مین کیا پیچ و تاب کہانی کی ضرورت ہی اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ مین مضامین لغو اکثر
مندرج رہتی ہین سو اسقدر احتیاط بس ہی کہ صرف مرثیہ ہای مضامین راست کو سنین
اور دیکہی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن پہلواری ایک سُنی مذہب کے
آدمی ہین مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدۃ المجالس حالات کربلا کی لکہی ہی اور البتہ یہ
کتاب اس قابل ہی کہ عموماً عشرہ محرم مین پڑہی جای اور اس جگہ پر ایک رباعی اُس
کتاب کی تیمناً و تبرکاً نقل ہوتی ہی رباعی

مسلم ہی وہی جو ہو فدای شبیر	جان اپنی کرے تندہرای شبیر
مسلم کی پیروی کرینگے مسلم	کافر ہی جسی نہین ولاے شبیر

اور تعزیہ داری کا حال یہ ہی کہ تعزیہ یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہای وجہ
کی ہم کچھ تائید نہین کر سکتی ہین کہ البتہ کچھ بنیاد ان سب رسومات کی شرع مین نہین ہی
اور اگر کوئی شخص بجوش محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھ سرزنش بہی ہم نہین
کر سکتی ہین۔ حافظ

سخن درست بگویم نمی توانم دید	کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم
گدای میکدہ ام لیک وقت مستی بین	کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

چو غنچہ با لب خندان بیاد مجلس شاہ	پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ	مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم

فصل ۱۳۰ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہی کہ رمضان نمی کشد تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہی کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز بیچ یہ ہی کہ دن بھر روزہ رکھ کر کے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہین ہی مگر یہ التزام مالایلزم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہی کہ اس سے رواج کثرت حفاظ قران کا مسلمانوں مین ہو گیا اور تاریخ واقدی سے معلوم ہوتا ہی کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بھر نماز و تلاوت قران مین مصروف تھی سبحان اللہ کیا با ہمت یہ لوگ تھی

فصل ۱۳۱ کلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علی کے ہو ولی کل مؤمن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہی تو اس بات کی کہنی مین ہمکو کیا عذر ہی شعر سند سنی شیعہ ملا جانین ہم سانچ بات بتاوینگی ۞ گورسی اٹھکی بن پوچھی علی علی دوہراوینگے

فصل ۱۳۲ بعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہین

اول مسئلہ روزہ افطار کرنیکا ہی کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہین اور سنی لوگ بمجرد غروب آفتاب بلا شمول در آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہین اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹون کا ہی اور دونون فریق کے

پاس اصول آیت قرانی وہی ایک آیت ہی اتموا الصیام الی اللیل کے یعنی روزہ تمام کرو رات تک اور اس ترجمہ مین بھی کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ بحث صرف اسقدر ہی کہ اصول سنیان کا یہ ہی کہ اگر غائت جنس ما قبل یعنی مغیا سی نہو تو مابعد حرف غائت کا ما قبل سی خارج سمجھا جاتا ہی اور چونکہ رات جنس روز سی نہیں ہی اسواسطی روزہ سی رات خارج ہی اور اصل بات اسقدر ہی کہ روزہ در اصل نام ہی دن بھر کے فاقہ رہنی کا مگر شیعون نے جو کہ شمول کچھ رات کا داخل کر لیا تو اسمین کیا مضائقہ شرعی ہی بلکہ یہ فعل ایک احتیاط کا ہی مسئلہ دوم مرافق دہونیکا ہی کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی کہنی چھوڑ کر کے وضو مین ہاتھ دہوتے ہین اور سنی لوگ مرافق دہو لیتی ہین اور یہ اختلاف بھی فضول و رائگان ہی کہ اس مسئلہ مین فریقین خلاف مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہین حالانکہ آیت اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق کے مقبول طرفین ہی یعنی جب ارادہ نماز پڑھنے کا کرو تو دہوؤ تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور ہم تو یہ سمجھتی ہین کہ مرافق یعنی کہنیون کو بھی داخل دہونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا کہ افطار روزہ مین کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہین مسئلہ سوم غسل و مسح پاون کا سو اصل آیت قرانی اسطرح ہی اذا قمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وامسحوا برؤسكم وارجلكم الى الكعبين یعنی جب ارادہ نماز پڑھنی کا کرو تو دہوؤ تم لوگ منھون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو اور اپنی پانوون کو ٹخنیون تک اور یہ ترجمہ موافق شیعون کے ہی اور ترجمہ سنیون کا اسطرح ہی کہ دہوؤ تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہنیون تک اور مسح کرو اپنی سرون کو اور دہوؤ تم اپنی پانوون کو ٹخنیون تک سو یہ ترجمہ سنیون کا محض بی سیاق ہی اسواسطی کہ جب منھ اور ہاتھ دہونے کے بعد حکم مسح کا سر سی شروع ہوا تو بی شبہہ سیاق عبارت کا

یہ جانتا ہی کہ پانوون کا حکم عطف ہی اوپر مسح سر کے اور لطف یہ ہی کہ سنیان ارجلکم
کے لام کو کسرہ بھی دیتی ہین مگر تاویل یہ ہی کہ یہ کسرہ از قسم جرّ جوار کے ہی اور قرات
سنیان مین ارجلکم کا لام مفتوح بھی پڑھا جاتا ہی تو اس حالت مین بھی کلام فی سیاق
رہتا ہی اسواسطی کہ اگر پانون دہونا منظور تہا تو یہ عبارت کیا دشوار تہی فاغسلوا
وجوهکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین وامسحوا برؤسکم یعنی دھو ڈالو منہکو
اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہنیون تک اور اپنی پانؤن کو ٹخنیون تک اور مسح کرو اپنی سرونکو
اور البتہ یہ عذر سنیون کا مقبول ہوسکتا ہی کہ وضو مین دہونا پانون کا ابتدای زمان
اسلام سی حرمین مین ایک طرح پر جاری ہی سو جواب اسکا شیعہ لوگ بھی کہہ سکتی ہین
کہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ سی منقول ہی بہرحال ایک
شیعی سے انکی یہ وضع ہمکو بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانون دہو کرکے وضو کرتے تھے
اور آخر وضو مین مسح پا کرتے تھے **مسئلہ چہارم** نجاست مردہ کہ شیعون کی نزدیک
مردہ نجس ہی اور چہونا اسکا محض ناجائز ہی اور یہی منشاء ایجاد مردہ شوئی کا ہی اور ہمکو
معلوم ہوتا ہی کہ جب روح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خاکی بلا روح کو ہم کہانتک
پاک کہہ سکتی ہین مگر شک نہین ہی کہ اسقدر سختی شیعون کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہی اور
ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ ہم اپنی ہاتھ سی دہونا ایک مردہ قوم رذیل کا بھی ایک خدمت
باسعادت اپنی سمجھتی ہین کہ انجام کار اپنا معلوم نہین ہی **مسئلہ پنجم** حرمت خرگوش
کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتی ہین اور سنی لوگ حلال جانتی ہین تو اس
اختلاف حلال و حرام مین احتیاط اس بات کو مقتضی ہی کہ جانب حرمت کی اختیار کیجاے
اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کم ہی کہ خرگوش کو بالضرور حلال بناوین خصوصاً اس حال
مین کہ طرز منہہ اور لڑ لڑا گوشت ہونا اسکا ایسا ہی کہ اسکو مشابہت ساتھ بلی وغیرہ

کی بہت ہی اور ہم نہین سمجھتی ہین کیونکر گوشت خرگوش کا کہایا جاتا ہوگا مسئلہ

ششم علم فرائض مین مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجاد سنیون کی ہی کہ جسکا نتیجہ

یہ ہی کہ اگر ایک سنی ایک دختر اور ایک برادر زادہ چھوڑ کر مرجای تو آدھا بیٹی کو اور آدھا

برادر زادہ کو پہونچیگا اور کچھ وجہ وراثت عصبہ کا ثابت ہی سے پیدا نہیں ہی مگر شک نہین ہی

کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دور اندیشی سی نکالا گیا ہی کہ اگر حضرت رسول خدا کی وراثت حضرت

فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پہونچی تو اسمین نصف حق حسب ابن عباس وغیرہ

بنی اعمام کا تہا یعنی دعوی کل باغ فدک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہین ہوسکتا ہی اور ہم

کیا بیان کرین کہ اس مسئلہ عصوبت نی کسقدر پریشانی ڈال رکھی ہی کہ بھتیجا آدہا حق

عصوبت کا لیکر کے اُس ایک بیٹی صلبی شخص متوفی کو کس کس طرحسے دبایا چاہتا ہے

اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لاولد ہوئی تو اس بھتیجے کو گویا تمام متروکہ بے تکلف خود زندگی مین

اُس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہی اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ

مین فریقین مختلف ہین کہ حد و احصا اُسکا حیثیت اس کتاب سی باہر ہی اور بہین نظر صرف

اوپر ذکر چند مسائل مذکورہ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعون کا کثیر الوقوع ہی کہ الحق

دائر بین الا ربع یعنی حق دائر ہی درمیان ائمہ اربعہ سنیان کے سوا کثر مسئلہ شیعہ

لوگون کا ایسا ہی کہ کسی نہ کسی امام ابو حنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے

فصل ۱۳۳ صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہمارے نزدیک بقول صلوا علیہ و آلہ کی سلام و درود بھیجنا حضرت علی و تمام دوازدہ

امام پر واجب لازم ہی اور کچھ عذر سنیان کا قابل سماعت نہیں ہی ۵

گر لکھی یہ حدیث نبوی سے	بے صل علی نام علی بے ادبی ہے

فصل ۱۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ ذکر چند قولون کا کتاب تذکرۃ الاولیا می فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہوتا ہی۔ اول اس کتاب کا باب اول بذکر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاباً اسطرح پر ہی۔ آن سلطان ملت مصطفوی آن برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوہ دل اولیا جگر گوشہ سید انبیا آن ناقد علی آن وارث نبی آن عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود وسخن طریقت بیشتر او گفتہ است و روایت بیشتر از و آمدہ ہست کلمہ چند از آن او بیاورم کہ ایشان ہمہ یکی اند نہ بینی کہ قومی مذہب او دارند مذہب دوازدہ امام دارند یعنی یکے دوآزدہ است و دوازدہ یکی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدوہ جملہ مشائخ بود و اعتماد ہمہ بروی بود و مقتدای مطلق بود ہم الٰہیان راشیخ بود و ہم محمدیان را امام و ہم اہل ذوق را پیشرو بود و ہم اہل عشق را پیشوا ہم عبّاد را مقدم بود و ہم زہاد را مکرم ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی اللہ عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض راقم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کرین کہ فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود دوآزدہ امام و اہلبیت سے ساتھ کس جوش و تپاک کے اقرار ہی اور مثلا عبدالحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا رائگان ہی۔ دوم عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بندد کہ اہلسنت و جماعت را با اہلبیت چیزے در راہ است۔ راقم حروف۔ اہلسنت مین اکثر ایسی لوگ بھی ہین کہ انکو ساتھ اہلبیت کی کچھ خلش نہین ہی۔ سوم در خیال باطل ماندہ ست آن کہ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ایمان دارد و بفرزندان او ندارد۔ راقم حروف۔ ہمکو نہایت عجب ہی اس بات پہ کہ پیغمبر خدا کو قبول کرکے قران و عترت حدیث الثقلین سے علیحدہ و فرق رہنا کیا معنی رکھتا ہی اور یہ کیا ایمان ہی ... [illegible]

بیشتر بیعت کردند و از ... ترسیدند — راقم حروف — امام شافعی پر کچھ موقوف
نہیں ہر زمانہ میں اہل حدیث نسائی وغیرہ کی جماعت محبت اہلبیت کی افراط سے عقوبت سے بہت لوگوں کی
جان گئی ہے اور اب بھی وہ ... موجود ہے مگر بقول لارڈ بیکن کے رگ وہی ہے مگر خون وہ
نہیں ہے اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہے کہ ہر شخص اپنی آزادانہ دے سکتا ہے تا اینکہ اگر
ایک شخص لامذہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا لکھے تو اس سے کچھ تعرض حکام
کو نہیں ہے بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہے کہ جو شخص چاہے سو تردید قول اس دہریہ کی کرے
نتیجہ انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمد را میدانی وزرای او را بجای خود
باید شناخت و صحابہ را بجای خود باید دانست و فرزندان او را ہمچنین تا سنی پاک باشی —
راقم حروف عجب وزرا ہیں کہ سلطنت سے خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج
کر دیا مگر کیا کیجئے کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت و وزرا کو بمجبوری قبول
کر کے جائز رکھا الراقم

خلافت کو نہیں گر مان لیتی تو کیا کرتی	کہ انکا ظلم سہنے کو بنا سارا گھرانا ہے
اُسی کی ہیبت سے تو ہم ہی مان لیتی ہیں خلافت کو	ہوا اسلام شائع واقف اس سے اک زمانہ ہے

ششم ابو حنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کدام فاضلتر است گفت از
پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ —
راقم حروف — یہ قول ابو حنیفہ کا محض خبط و لغو ہے اس واسطے کہ حضرت عثمان کو بذیل
جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے اس واسطے کہ حضرت
عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑی تھے اور بذکر زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا
بی معنی ہے اس واسطے کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ
دختر چار عورتوں کو سیدۃ النسا کا لقب دیا گیا ہے اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نهین ہے۔ دوم یہ کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ بقانیون مین دونون مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہین اور آپسمین شادی بیاہ بہی جاری ہے اور محبت و تعظیم اہلبیت و دو ازدہ امام مین فریقین ہمداستان ہین تا اینکہ مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزاہد ملا جلال وغیرہ کے خود اپنی سر پر گھڑا شربت کا لیکر کے عشرہ محرم مین امام باڑہ تک لاتے تھے اور انکی مرثیہ کا ایک شعر مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہے ثم اقررتم وانتم تشهدون ثم انتم هؤلاء تقتلون یعنی تس پیچھے تم لوگون نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو تب پہر تم لوگ انہین لوگون کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابوالحسن صاحب فرد سجادہ نشین پھلواری کی ایک مرثیہ بہی انکی کتاب کلیات فرد مین موجود ہے اور شعر مفصلہ ذیل بہی انکا ہے

یا علی کیست کہ او بندہ احسان تو نیست	بندہ نسبت کہ اندر خط فرمان تو نیست

اور جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدۃ المجالس واقعات کربلا کی بفضلہ تعالی اسوقت تک اسی اعتقاد قدیم پر جی و قائم ہین مگر بالفعل گل دیگر شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال کرکے توہین و تنقیص شان علی مین اہتمام تام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب مولوی سید نورالحسن خانصاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

الٰہی این چہ غوغا صبح و شام است	سواد پٹنہ گویا ارض شام است
یکی را او بیان فضل شیخین ؛ ؛	بتوہین علے صد اہتمام است
معاذ اللہ ازین بے راہ رفتن	علی مرتضے آخر امام است

اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ بحث تفضیل الشیخین من کل الوجوہ و من بعض الوجوہ کی شروع
ہوگئی اور فضل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب
سید نجم الدین حسن صاحب قبلہ [illegible] بہاری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر پای اور ایک کتاب
بڑی شور و شور سی باسم اسوۂ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان
علی کے دست بدست پہونچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوۂ حسنہ تمام احادیث
سی معمور ہی اور لوگونکی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہمکو ضرور معلوم ہوا کہ
اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قران و حدیث و تواریخ سی کیجای اور احادیث
موضوعہ و غیر موضوعہ کا فرق دکھلایا جای اور ہمنی اس کتاب اسوۂ حسنہ وغیرہ کو
ابتک قصداً نہین دیکھا ہی تاکہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہو اور
ہماری تحقیق مین تفضیل الشیخین ایک جعلی و بی بنیاد بات ہی کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے
کچھ مقابلہ نہین ہی کہ حدیث مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ ہی اور ہم کیا بیان کرین
کہ اس فساد عقیدہ سی کیا کیا آفات و بی برکتی پٹنہ و قصبہ پھلواری کو خوار و خارستان
کر رہی ہی خدا کرے کہ وہان کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائین مصرعہ
بہار آئی الٰہی چمن پری ہو جای — سوم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگرچہ مخالف سنیان
معاویہ شاہی کے ہی تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ یہ
سنیان اس کتاب سی بنظر جنگ احد کے تمامتر فرار کرتے ہین اور شیعہ لوگ بفحوای
خذ ما صفا ودع ما کدر کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہین
اور ہمکو امید ہی کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہمکو انسی اختلاف ہوا ہی تردید ہمارے
رای کی لکھینگے مگر سنیان معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہین ہوتی ہے
اسواسطی کہ سنیون کو عموماً کتاب پڑھنے سے نفرت ہی اور ایکبارگی جاہل لٹھ

ہو گئی ہین چہارم یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فرض ہون تو یقینا اسمین سے
معلومات ہماری دس حصہ تک بھی نہین ہونگی اور ہمین سے ایک حصہ بھی ہم لکھ نہین سکی ورنہی صرف
بقدر ضرورت پر اکتفا کیا گیا اگر در خانہ کس است یکحرف بس است پنجم یہ کہ مذہب و مسلک طریقہ صوفیہ
صافیہ کا بہت پاک صاف ہی کہ یہ لوگ بیاد الٰہی و محبت رسول و خاندان رسول مین مصروف ہین
اور تمام جھگڑا و فساد کو متکلمین پر چھوڑ دیا جای **حافظ**
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو ٭ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہین

	مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۱	جاد تحقیق بمشرب بستی ۱۲۹۴ھ	سال ابتدای تالیف	خود مولف کتاب ہذا
۲	افضال صفدری ۱۲۹۶ھ	سال اختتام کتاب	خود مولف
۳	ہدایت الطریق و باب الاشفاق و التحقیق ۱۲۹۵ھ	سال وصول کتاب	جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب حسینی چشتی بھاگلپوری

اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا تاریخ لیا گیا ہی اسواسطی کہ یہ حرف تا بجای ہای ہوز کی ہی اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجۂ فصل ۸۱ مین مندرج ہی

	مادۂ تاریخ	سال	نام تاریخ گوینده
۴	کیا خوب ہی باغ ارم ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب اور یہ تاریخ فصل ۶۵ مین مندرج ہے
۵	مرحبا غالب ہو ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	سید اقبال حسین صاحب یہ تاریخ فصل ۶۵ مین مندرج ہی
۶	منقبت حیدر کرار کی ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید مہدی حسین صاحب
۷	زہی ذو الفقار علی ولی ۱۲	سال اختتام کتاب	جناب سید مظفر علی صاحب بلگرامی تخلص مجنون یہ تاریخ فصل ۹ مین ہی
۸	ممیز حق و باطل کتاب لاجواب ۱۲۹۵	سال وصول کتاب	جناب سید محمد حسین صاحب تخلص ندرت فصل ۹۰ مین ہی

۹ لکھا کتاب بلا ریب سبیل نجات ۱۰ ختم گردید واہ گفت سروش ۱۲۹۵	سال وصول کتاب سال وصول کتاب	ایضا فصل ۹ مین ہی ایضا

اور علاوہ تاریخہای مذکور الصدر مندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حال مین وصول ہوی ہین حسب ذیل ہین — اول

از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت مین ہین اور ممتاز و عالم و طبیب بہی ہین

یہ آل عبا کی مناقب مین ہی	فضائل مین ہی اور مصائب مین ہی
جناب وحید زمان نے لکھا	رسالہ یہ حال مذاہب مین ہی
سراپا ہی انصاف طبع وحید	وہ مقبول درگاہ واہب مین ہی
بنیز د جہان علم و دین وحید	نہین ریب انکی مراتب مین ہی
نہ کیونکر پسند جہان ہو کتاب	ائمہ کے فضل و مناقب مین ہی
لکھی مین نے تاریخ ختم کتاب	یہ تحقیق باب مشارب مین ہی ۱۲۹۴

دوم از جناب ایضا

واہ وا باب اصول دین مین	مولوی صاحب نی کی تدقیق خوب
از سپہ تاریخ اغاز کتاب	شور ہی لکھا حد تحقیق خوب ۱۲۹۴

سوم از جناب ایضا

چکایا دین کا صدر الصدور نی جھگڑا	تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا
لکھی ہی مین نی یہ ختم کتاب کی تاریخ	عجیب فیصلہ شرع صدر اعلی کا ۱۲۹۵

چہارم از جناب ایضا

ایمان کی وہی ہی داد جوازادنی دلا	جن و بشر ملک نی انہین مرحبا کہا

تاریخ ابتدای رسالہ کی فکر تھی ۔ آئی ندای غیب کہ مرغوب دل ہوا
۱۲۹۴

پنجم از جناب ایضاً

بتحقیق مذہب مین انشا ہوا ۔ رسالہ بلاغت مین یکتا ہوا
تواریخ مین یہ رسالہ ہی خوب ۔ نہایت باعجاز انشا ہوا
ہوئی خوب تلخیص علم کلام ۔ خلاصہ حدیثون کا اچھا ہوا
کہا مین نے تاریخ کا مادہ ۔ یہ لب تواریخ زیبا ہوا
۱۲۹۴

ششم از جناب ایضاً

جناب مولوی صاحب نے دکھلائی رہ دین ہی ۔ ہر اک پاتا ہی فیض انسی وہ دین مین جو کم بین ہی
نہی ہادی نہی عالم نہی منصف نہی جواد ۔ عجب وہ ذات بابرکات ہی با انصاف تمکین ہی
رسالہ یہ جو تحقیق و بستان بلاغت ہی ۔ گلستان فصاحت ہی کہ سحبان اس سی گلچین ہی
ہوا ختم رسالہ جب تو مین نی مادہ ڈہونڈھا ۔ صدا ہاتف سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہی

تتمہ یہ کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالی کو ہی کہ بتصدق و برکت روح پاک نبی و علی و آل وصی کے یہ کتاب تحفۃ السنی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہی کہ بہی اس کتاب مین اپنی جانتی کوئی تجاوز و تفاوت نہین کیا ہوگا ہان اسقدر قصور البتہ ہی کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفای ثلثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالقصد اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بملاحظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد ان لوگونکی اور از روی آیت ان الحسنات یذہبن السیات کے سب نیک بد کو مجرا مجرائی کرکے یہ لوگ بہی اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوے اور شیخین کا اندر قبہ مزار نبی کے دفن ہونا گو کسی ذریعہ سی ہو خصوصاً باعث ادب کا ہی اور بال کی کہال شرم سی ہم کھینچ نہین سکے اور خطوط مین جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطا علی صاحب رئیس

اور اشعار و اقوال مین جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایجاز
و اختصار کی نسبت ہماری ہی سو یہ شکایت اُن لوگونکی بی وجہ نہین ہی؛ بہر حال یارخدایا
جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر مین ناپسندیدہ ہو تو اُسکو اپنی خداوندی سے
معاف کر اور اصلاح ہماری قصورونکی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرادی ہشتم یہ کہ
المنت منذ کہ نیازم بہ نسب نیست ؞ اینک بشہادت طلبم لوح و قلم را
ہمارا کچھ قصد نہین تہا کہ اس کتاب مذہبی مین کچھ حسب نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت
پشتون سی اس اضلاع پٹنہ و گیا کی رہنی والی ہین اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن
فلان کی نہین ہی اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہی اور
نسب کو کچھ دخل نہین ہی شعر
بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ؞ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست
مگر ہمنی دیکہا کہ یہ کتاب دور دور تک پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہوا کہ فرمائش دو نسخونکی
اس کتاب کی کربلای معلی سے آئی مصرعہ بلبل ہمین کہ قافیہ گل شود بس است
پس قیاس چاہتا ہی کہ صدہا جات دور دور کے خوانندگان اس کتاب کو ایک
تجسس اسبات کا بہی پیدا ہوگا کہ مولف اس کتاب کا کون شخص ہی سو رفع انتظار
کرنا اس امر کا بہی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک
امر طبیعی ہی کہ نام و نشان اُسکا بذریعہ اولاد و احفاد اُسکی جاری ہی اور بلند نامی سے
ایک شخص کے سربلندی اُسکی قرابت داران کی بہی ہوتی ہی غرض ضرور ہوا کہ کچھ کچھ حال
ہمارے آبا و اجداد و قرابت داران کا لکہا جای کہ اس ذریعہ سی ایک امید اشاعت علم
اس کتاب کی درمیان قرابت داران کے بہی ہوتی ہی سو حال ہمارے خاندان کا یہ ہی
کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب زید و غیرہ کا نہین ہی بلکہ ہم سب صرف

دیہاتی لوگ ہین اور یہی اپنی باپ کو فخر نسب مین کہتی ہوئے سُنا ہی کہ علم و فقر مدد
اسباب پردہ پوشی نسب کے ہین سو ہماری نسب آبائی مین کوئی شخص عالم یا مخدوم
و پیر فقیہ نہین ہوا ہی مگر اسی حالت ظاہری توسط یا غربت مین ابتدا سی سید کہلاتے
آئے ہین سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہین کہ ہماری نسب آبائی مین
فی الواقع کوئی شخص عالم نہین گذرا ہی اور جسقدر مزارات اولیاء اللہ مقامات اجمیر
و کچھوچھہ و بہار و منیر وغیرہ کے ہندوستان مین ہین سو ہمکو کسی صاحب مزار سی دعوی
سلسلہ نسبی کا نہین ہی مگر یہ دعوی البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہین - خلاصہ یہ ہی کہ جد اعلیٰ ہماری سید فیروز نسل سے سید ابو الفرح واسطے
کی اس ملک مین آئے کہ اس وسی ہم اپنی باپ کیطرف سی زیدیہ ہین اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید بقیت اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کراے
پرسرائی چار کروہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیسن ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدائش
انکی ۱۲۰۴ھ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اسوقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدائش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات بھوجپور وغیرہ ضلع شاہ اباد
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدائش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تھا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہی اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چہارم شوال ۱۲۸۰ھ ہجری سے
مطابق ۱۳ - مارچ ۱۸۶۴ء کے ہوا کہ برعایت اسی لفظ چراغ مادہ پیدائش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہی اور منجملہ مادہ ہا
تاریخ انتقال ایک لفظی تا ہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہین یہہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہمکو بہت پسند ہی دخل الجنۃ بامداد علی
اور کل عمر ہماری باپ کی پچہتر برس کی ہوگی اور ہماری باپ سید امداد علی

بعہدہ صدر اعلی ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بعد ۳۳ تینتیس برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۴۵ء سے پنشن لیکے ۱۹ انیس برس تیرہ روز تک زندہ رہے اور ہماری باپ نے
اپنی فیصلجات وغیرہ مین کبھو خطاب خان بہادر کو استعمال نہین کیا اور اعتقاد تولاے
اہلبیت و دوازدہ امام مین راقم حروف سے بھی زیادہ تر راسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پردادا سید بقیۃ اللہ صراحۃً اور بی تاویل شیعی تھے مگر تبرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگونکی پاس نہین تہا، ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے
معمور ہی اور دونون فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس مین ملی جلی ہوئی ہین
اور تعزیہ داری وغیرہ مین باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہین ہی اور ہماری پردادا
سید بقیۃ اللہ تحصیلدار مقام باڑہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اُسی عہدہ مین انتقال کیا
اور سال انتقال انکا ہمکو معلوم نہین ہی اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلداری
مین مقام کوئلور ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
نے کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکار باقی تھی ہماری دادا سے یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کر دیگا اور اُس مدت تک حضرت مولی مشکلکشا علی کو ضامن
دیتا ہی سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اُسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہونچا تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سے دریائے
سون مین کشتی پر سوار ہوکر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین روز وعدہ
کو وہ کشتی مقابل کوئلور کے پہونچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہوکر کے آگے کو بڑھے مگر ایک باد مخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چار و ناچار پچھم کنارہ نیچی
کوئلور کے آگئی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اُسوقت اتفاقاً کنارہ
پر تہا اُس زمیندار کو پہچانا اور فوراً تحصیلدار کے پاس اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ آئی اور اس زمیندار کو پکڑ کے لیگئے اور تمام مالگذاری وصول و بیباق ہو گئی
مگر حاکم وقت نی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری دادا کو معزول کردیا کہ یہ تحصیلدار
ایک بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی کہ ایک شخص مردہ کی ضامنی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا
اور ہم نی اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہی کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے
دادا کا ساتھ حضرت مولی علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہی اور ہمارے دادا کا یہ ایک
امر التزامی تھا کہ بغیر مہمان کے اکیلے کبھو نہین کھاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو
چھوکرے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہمان نہین رہا تو گانون سی باہر جاکر کے اور راستہ پر سے
یہ بات کہکر کے کہ میان واسطی مہمان کی بلاتے ہین مہمان لی آتے تھے اور جب کوئی مہمان
نہین ملا تو ہماری دادا ہماری باپ یا ہماری منجھلے چچا سید اشہد علی کو بلا کر کے
اور انکو مہمان بنا کر کے کھانا کھاتے تھے اور نام مولی علے کا ہر وقت ورد زبان انکا
تھا اور انکی ایک دعا دائمی یہ تھی کہ یا اللہ یا مولی علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو
محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہی کہ خدا کی فضل سے اسوقت تک کوئی آل یا اولاد
انکی محتاج نہین ہی اور انتقال ہماری دادا کا سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین ہوا اور سید علی احمد و سید
علی قاسم پسران اشہد علی ہماری منجھلی چچا کی اور سید عبد الکریم و سید اصغر حسین پسران
سید ارشاد علی ہماری سنجھلے چچا کی موجود ہین اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چچا کو
بیٹیونکی طرف سی کچھہ اولاد ہین مگر انکو بیٹا کوئی نہین ہوا اور ہماری چھوٹی چچا باسم
بودھو میان کی اور بڑی آدمی سخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ انکی انتقال کا غازی مرد
ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۶۲ ہجری نکلتا ہی اور ہمنی او پر بیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم
یا فقیر صاحب مزار نہین گذرا ہی مگر ہماری مانکی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہی ایک شاہ سید محمد دایم
رحمۃ اللہ علیہ ہماری مان کے دادا کہ دہلی مین تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ مظہر جان جاناں یا حضرت شاہ [illegible] سے [illegible] بزرگ سے استفاضہ
باطنی کرکے تارک الدنیا ہوئی اور قریب [illegible] ہجری کی انتقال کیا [illegible] ان سے خوارق عادات
وکرامات بہت ظاہر ہوئی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید [illegible] [illegible] الیکہ موضع
سرہندہ ضلع گیا مین سکونت پذیر ہوئی اور [illegible] [illegible] بادشاہ دہلی کے طرفسے
ملی اور ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے [illegible] انکا [illegible] سید محمد [illegible] خان
وزیر السلطنت تھی اور دہلی کے طرفسے وکیل مطلق ہوکے روم کی بادشاہ کے
پاس گئی تھے اور دہلی مین انتقال کرکے لاش انکی آٹھ روز مین سرہندہ مین آکے دفن
ہوئی اور ایک مسجد [illegible] انکی سرہندہ مین پاس انکی قریب [illegible] کہ دریای [illegible] مین واقع
ہوگئی ہے اور ابتک قائم ہے اور [illegible] [illegible] خان پسر میر محمد زیخ ابن ملا سعد یعنی
بھتیجی حاجی [illegible] سید [illegible] ان کی [illegible] دار [illegible] کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ میر نصیر الدین
وغیرہ کے ابتک مقام [illegible] قریب [illegible] شکوہ آباد کے ضلع مین پوری اور خاص
مقام ایٹاوا مین [illegible] وہین اور راقم [illegible] کو بعض ان قرابت داران سی ملاقات ہے
اور مقام ایٹاوا مین سید عظمت علی صاحب جاگیردار و مختار کار معززہ ایٹاوا انی ہماری
وصیت بڑی [illegible] سی کی تھی اور یہ سب لوگ شیعی مذہب ہین اور اس ملا سعد کے
ایک بیٹا محمد [illegible] اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن [illegible] ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل
کی بیٹا سید ابو المعالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفے اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور
انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری مان تھین کہ اس رو سے ہماری مان کی نانا سید فضل المصطفے
کی [illegible] سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھی اور جناب حاجی سید اسمٰعیل علی صاحب
[illegible] محلہ کو [illegible] کے اولاد سے ملا سید میر محمد ایک پسر ملا سعد کی ہین
اور ہماری مان کے نانی جد اعلیٰ سید محمد عرب خنگ سوار تھی کہ جو اس ملک مین آکر رہی

نیورہ قریب داناپور کو ایک ہندو راجہ سی لڑکے فتح کیا تھا اور انکی قبر اس نیورہ مین
مین ہی اور یہ بات اندر سات سو ہجری کے ہوا اور تھا [illegible] نیورہ وغیرہ [illegible]
انہین سید محمد عرب خنگ سوار کے ہین اور بہت اولاد انکی [illegible] اضلاعات [illegible]
پیپلانوان وغیرہ مین ہین اور یہ بات سنی گئی ہی کہ آن سید محمد عرب کی [illegible]
سید حسن خنگ سوار تھی اور انکی قبر اجمیر کی کسی پہاڑی پر بنی ہوئی ہی مگر ہمکو خود
کوئی تحقیق اس بات کی [illegible] نہیں ہی [illegible] سادات رضوی سی تھے
بہرحال ہماری مان انکی نسل مین بنت سید سلامت علی ابن شاہ سید محمد دائم ابن سید
محمد منور ساکن نیورہ قریب داناپور کے تہین جو کہ بتاریخ ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق
۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۴۴ع کے انتقال کیا اور عبادت و ریاضت فقر وغیرہ مین ثانی قدم بقدم
اپنے دادا کے تہین اور مادہ تاریخ انتقال انکا حسب ذیل ہے

وہ بی بی جیا تہین جو تہین عابدہ		بیا د الٰہی وہ کاملہ [illegible]
جو رحلت کو پوچہا تو دل نی کہا		[illegible]

اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس تاریخ نے [illegible] ہجری کا [illegible]
لیا ہی اور یہ ایک عدد لینا ہمزہ بجای الف کی درست ہی [illegible]
سید سلامت علی بعہدہ صدر امینی ضلع شاہ آباد کی مقرر تہی اور انتقال انکا سنہ ۱۲۳۱
یعنی ۱۲۲۴ فصلی مین ہوا اور سید نجم الدین مولف کتاب مطالع الانوار وغیرہ کی [illegible]
سید فریدالدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف تین برادران تہی کہ سید
فریدالدین ہماری منجھلی بہائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۵ ہجری مطابق ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۷۸ع
روز چہارشنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدایش انکا کسی شاعر نی حسب ذیل نظم بند کیا ہی

ز تاریخ ہجری ظہور حسن		ز تاریخ فصلی ظہور عطی
۱۲۴۱ھ		۱۲۲۱ھ

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے
عربی مین حسب ذیل ہے

اذ فرید الدین لاقی ربہ	من خیار الناس ال الفاطمہ
رمت تاریخا لتلک الواقعہ	قال قلبی نیل حسن الخاتمہ

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری منجھلی بہائی موصوف کا بخیریت سہی موجود ہی اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہی اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہین اور سید قطب الدین پسر اکبر بڑی بہائی کا جو ایک دانا و ہوشیار ہی بعہدہ سب ڈپیوٹی کلکٹر کے مقرر ہی اور سید محی الدین پسر دوم انکا سررشتہ انگریزی محکمہ فوجداری مین نوکر ہی اور سید امداد امام پسر اکبر ہمارا مدرس عربی پٹنہ کالج کا ہی اور اشعار اُسکی مناقب علی مرتضی مین اندر فصل ۱۷ کتاب ہذا کی منقول ہین اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک ممبر منجملہ کمشنران مینوسپل کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہی اور ہماری ماں کو تین برادران تھے سید لطف علی و سید رحمت علی و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجھلے ماموں ہماری ایک بڑی ناموری سخی مرد اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔
بود سید جنتی راحت علی ؛ اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھی کہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین بایام نوجوانی اپنی اندر عمر پچیس برس سکے غازی پور مین لاولد انتقال کیا اور پسر دوم سید راحت علی کے سید عبد الحی منیجر کورٹ آف وارڈس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کام نیوڑہ کے بفضلہ تعالی حی و قائم ہین اور انکا بیٹا سید عبد الحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہی اور حال مین شادی اُسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کلان ہماری یعنی ساتھ پوتی ہماری کے ہوئی ہی اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی ماموں ہمارے

لاولد گذر گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ ہماری کے
ایک شخص ازبس لائق وذی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سررشتہ داری عدالت
دیوانی ضلع شاہ آباد بعہدۂ وکالت درجہ اعلی ضلع سارن کے بہت نام و نشان و
عزت و آبرو سی سفر تھی کہ بتاریخ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۹۰ ہجری مطابق ۲۳ جولائی
۱۸۷۳ء کی بعمر اندر پچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب
سید مہدی حسین صاحب خنا ہماری قرابتدار سے حسب ذیل کیا خوب ہی۔
بفرزند علی جنت عطا شد ۱۲۹۰ھ۔ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی
و فارسی و انگریزی مین ازبس لائق ہی کہ ذکر اسکا اس کتاب مین اندر فصل ۴۸ کے
ہو چکا ہی اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہی کہ اسنی محرم گذشتہ کی نوین
تاریخ کو رات کی وقت خواب مین دیکھا کہ جیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کہا
کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کہاتا ہی سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطے ہی
سو اگر وہ کمل اسکو دوگے تو تمکو بہت ہی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین
اسوقت جاگا تو ایک آواز سنی گئی کہ جیسے باہر مین کوئی شخص کچھ کہہ رہا ہی آخر
فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ مین اور وہانسے دروازہ کھول کر باہر
کمرہ کے صحن مین آیا اور صدر دروازہ کھولوا کر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک
ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑے سے ٹھرٹھرا رہا ہی اور کہہ رہا ہی
کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور توشک خانہ سی اس کمل کو
نکلوایا کہ جو گرمی کے دن مین واسطے برف لانے کے مقرر تھی اور اس کمل کو لیکے
اس ہندو فقیر کو اوڑھا دیا اور وہ ہندو فقیر وہانسے اٹھکر کے وہ کمل اوڑھے ہوئے
امام باڑہ کے چبوترہ کی پاس آکر کے اور اس چبوترہ سی بطور سجدہ شکر کے سر اپنا

نکلا مرکز تس چیند . . . کیا . . . پڑا رہا اور آخر جب دن ہوا تو فخر الدین نے
کہا . . . کرتے . . . کہ داو اذنی عزمن کیا شان ہے حضرت امام حسین علیہ السلام
. . . ایک ہندو فقیر کے سوال کو بھی رد نہیں کیا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہی
. . . خادم امام باڑہ کو کچھہ اینٹ وغیرہ سے باہتمام خاص اپنی درست کرا رہا ہی خدا مبارک
کرے آمین - اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعہدہ سب و میونی کا کام کرکے
. . . رہا ہی اور سید شرف الدین پسر خورد انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
حاصل کرنے درجہ بارسٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑہتا ہی اور سید عبد الوہاب
برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سرشتہ دار محکمہ صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑی
سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ دہم جمادی الاول سنہ ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ ع
بعمر اندر ۵۳ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے -
یا الٰہی داخل جنت بود عبد الوہاب - اور سید ظہیر الدین پسر سید عبد الوہاب مرحوم
کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہی اور امتحان وکالت درجہ اعلیٰ ضلع کا
ہائی کورٹ الہ آباد میں طی کرکے داخل وکلای عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہی اور
سید عبد الکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبد الوہاب بھائی اپنی کے
سرشتہ دار صدر الصدوری شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
۱۰ - صفر سنہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۲۷ - جولائی سنہ ۱۸۶۳ ع کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد اسمٰعیل
برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سررشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہی اور داماد ہمارے
بڑے بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہی اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
کبیر حسین مرحوم ایک مختار کار نامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید رحمت علی
بہتیجے ماموں ہماری کے ہوا ہی سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور نسبت اہلبیت ایک خاندانی بات انکی ہی اور انکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک
مختار کار مقرب سرکار مہاراجہ مترجیت سنگہ بہادر راجہ مقام ٹکاری ضلع گیا کی تھے
سو شعر مفصلہ ذیل مہاراجہ موصوف بعد عمر ہشتاد سال کا قابل نقل کرنیکی معلوم ہوا

ز نسیان خود م خور سندی باشم کہ در پیری ؛ بیادم میدہد کمتر ز ایام جوانیہا

اور ایک خالہ ہماری مسماۃ فصیحن زوجہ سید بضاعت علی کی سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین وقت نماز
صبح کے عین سجدہ مین جانماز پہ انتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اٹھائی گئین
اور انکو تین پسران تھی ایک سید محمد صدیق مرحوم محافظ دفتر عدالت دیوانی شہر
پٹنہ کے تھے کہ جو سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین لاولد انتقال کیا اور بہت نیک و ممدوح عام تھی
دوم سید محمد یحیی منصف مقام بہار ضلع گیا کی تھی اور انکی جان کثرت عبادت و ریاضت
سی گئی کہ رات دن مین صرف ایک ٹکڑہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کہاتی تھی اور
سرکاری کام سی فراغت کرکے روزہ داری و شب بیداری مین رہتی تھے اور سنہ ۱۲۷۲
ہجری مین لاولد انتقال کیا اور مادۂ انتقال نکالا راقم حروف سی حسب ذیل ہی۔ داد غم و درد داد ۱۲۷۲ ہجری
سوم سید محمد عمر کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہین اور افسوس یہ ہی کہ انکو بھی کوئی اولاد
اسوقت تک نہین ہی اور پیدایش راقم حروف کی بتاریخ ۱۳۔ صفر سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق
۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۸۱۸ع کی ہوئی تھی کہ اس وجہ سی نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ۱۲۳۴ ہجری ہی شعر

دای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ؛ خواب تہا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

نہم یہ کہ اندنون بسبب کثرت تقریبات شادی وغیرہ کی رقعجات نوید مختلف طور کی دیکھی
گئی سو اب تعصب کا حال یہ ہی کہ ایک رقعہ مین ذکر نکاح ام المومنین کا حمد مین اور ذکر
نکاح سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت مین تہا اور عبارت نکاح ام المومنین
کی اسطرح پر تھی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشہاد در عقد داد

سو اگر اس ام المومنین سے حضرت عائشہ مراد ہوں تو نکاح اُنکا معمولی طور پر ہوا تھا
کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب سے متعلق ہے نہ حضرت عائشہ سے اور چونکہ حضرت
عائشہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اس لئے ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادی میں دستور نہیں
ہی اور اسیواسطے شوال میں چونکہ نکاح حضرت عائشہ کا ہوا تہا سو اس مہینہ کو
شیعہ لوگ منحوس جانتے ہیں اور اس مہینہ میں نکاح سے پرہیز کرتے ہیں اور قریب قریب
اس کے بعض رقعجات اہل تسنن میں بھی کچھ کچھ بوی تعصب سنیت کی
بطرز جدید دیکھی گئی **شعر**

نہ ہر چہ گفتم نوش کن ولب بشکایت مکشا :: کہ شکایت ز فلک شیوۂ عام است اینجا

مگر تین رقعجات منجملہ دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہمکو نہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے
معلوم ہوئی ایک رقعہ نوید سید ولایت علی خانصاحب سی آئی ای کا کہ نظم اُنکا جناب
مولوی سید نور الحسن صاحب استاد نوشہ سے بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہی
اور اون اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہیں نشان حرف ص کا دیا گیا
دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اُسکا بذکر
آیت تطہیر اور فقرہ اما بعد اخف الکونین المتمسک بالثقلین السید واعظ حسین کا
ہمکو پسند ہوا اور ذکر رسم کتخدائی کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام لوگوں کا یہی ہی
اور یہ سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہیں سوم رقعہ نوید جناب راجہ سید
غضنفر حسین ورا سید باقر حسین تعلقدار ان اکبر پور علاقہ اودہ کا کہ بہت سادہ
طور پر بعبارت الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین
وعلی آلہ وعترتہ الطاہرین کے ہی اور ایمان وحب اہلبیت سے خبر دیتا ہے

نقل رقعہ اول

بسم الله الرحمن الرحیم

زهی حمد آن بادشاه مجید ... که نه حجلهٔ آسمان آفرید
صدف را گهر بحر را موج داد ... بهر فرد از فضل خود زوج داد
رسولم گل بوستان خلیل ... جلیل و جمیل و شکیل و عقیل
بر آن خسرو نه محل صد درود ... که در پرده حق راز با او کشود
سرور دلش حضرت فاطمه ... خدا کرد عصمت برو خاتمه
وصیش بتوقیر از جمله بیش ... که بنهاد بر پشت او پای خویش
خوشا رفعت وشان آن شهسوار ... نبی داد دختر خدا ذو الفقار
علی راز دار خدا و رسل ... علی کاشف سر هر جزو کل
حسن رنگ افزای باغ جهان ... ازو گشت سرسبز کون و مکان
وحید زمان سرور مشرقین ... شهنشاه عالم امام حسین
بنسلش همه مهرتابان شدند ... عیان نه امامان ذیشان شدند
پس از حمد و نعت خدا و نبی ... دهد مژدهٔ نو ولایت علی
بگلشن نسیم بهاری وزید ... گل و لاله در بوستان بردمید
درینوقت از فرط عیش و سرور ... رسانم نویدے بنزدیک و دور
گل گلشنم سرو بستان من ... سرور دلم راحت جان من
چو شد لفظ الطاف ضم با حسین ... شده منجلی نام آن نور عین
بسان خضر باد عمرش دراز ... معین شده عقد آن سرفراز
ز افراط افضال رب غفور ... نمودم بنا بزمهاے سرور
بتاریخهاے سعید و نکو ... که در ذیل ثبت است تصریح او

چه صاحبان مسرت لب خند	بآن رقعه‌ها مسرت افزا شوند
همراه نوشته رقعه از کرم	بشان و شکوه و جاه زنم
ز اشفاق یاران نوازند	کنم شادمانی شوم سرفراز

نقل رقعهٔ دوم

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله العلی الکبیر والصلوة علی رسوله البشیر واهل بیته الذین نزل فیهم
آیة التطهیر اما بعد اخص الکونین المتمسک بالثقلین السید اصغر حسین بابا
اعطاه الله سعادة الدارین بخدمت عالی درجت بزرگان ذیشان ومحبان نجابت
نشان چنین ملتمس است که درین زمان مسعود و آوان محمود که عنادل چمن بنغمه سنجیها
مشغول لیل ونهار و بیک صبا مژده رسان آمدها است بصلاح بزرگان والاتبار
و برادران عالی وقار چنان رو بتعیین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه شهر جمادی الاول
رسم ساچق بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کندوری وسامان ارباب نشاط و بتاریخ
چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصر سعید دو سرا سید حیدر رضا
طال الله حیاته و ضاعف درجاته بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامهٔ نشاط
را از قدوم میمنت لزوم نور علی نور ساخته رونق دوبالا بخشند والسلام بالاکرام
زیاده ناطقه آرزومند گفتار هست و باصره متمنی دیدار

امید کرم هست بخورشید شما را ❊ شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

الخاتمة بالعافیة نقل رقعهٔ سوم جانب راجه سید غضنفر حسین و راجه سید باقر حسین صاحبان

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد سید المرسلین وعلی آله وعترته الطاهرین

اما بعد ۔۔۔ درین ایام میمنت انجام کہ الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافل آمال و امانی و آمال است غلغلهٔ آمد فصل بهاری در گنبد دوار پیچیده و زمزمه عیش و طرب از فرش زمین تا عرش برین رسیده ترانه مسرت و انبساط از کام و زبانها در جوش و مرغان چمن ہر سو محو الحان و پر خروش

گلها و بهار فوج در فوج — مرغان و ترانه موج در موج

روی سمن و بهار شمشاد — از شام و سحر نمیدهد یاد

نظارهٔ آب و رنگ گلها — بی جام و سبو نشاط افزا

بتقریب تسمیه و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختتان نونهال چمن اقبال تازه سرو حدیقه آمال برخوردار کامگار قرة العین سید ابوجعفر صانه الله عن کل شین بمقام ۔۔۔ تویور انعقاد بزم نشاط قرار گرفته و تاریخ پنجم و ششم شهر ربیع الثانی یوم شنبه و یکشنبه زیب تعین پذیرفته چشمداشت از حضرت روسای عالیشان و اعزه و الا دودمان و احباب خلت نشان چنان است که بتاریخ معینه یا قبل ازان بقدوم بهار لزوم خود بزم نشاط را زیب و بهار بخشند و محفل انبساط را رنگین فرموده گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند

فقط وہم یہ کہ ایک تشبیہ مذہب اہلسنت معاویہ شاہی اور مذہب شیعہ اور مسلک تصوف کی ہماری خیال مین یہ ہی کہ مذہب سنی تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا مثل ایک بت سنگین دل کی ہی کہ جو ہاتھہ پانون اور آنکھہ ناک اور منھہ اسکا خوب حدیث وغیرہ سی خراش تراش کرکے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہی مگر اسمین بسبب نہونے محبت اہلبیت کی کچھہ جان نہین ہی اور جیسا کہ مسلمان بادشاہون کی وقت کا کسی کی ناک کسیکا منھہ کسیکا ہاتھہ ٹوٹا ہوا ہی سو اسطرحسی مسئلہ سنیون کا کمتر صحیح ثابت ہوگا اور آیت سورهٔ مریم اذ قال لابیه یا ابت لم تعبد ما لا یسمع

وَلَا یُغْنِی عَنکَ شَیْئًا کی یاد آتی ہی یعنی ابراہیم نی کہا اپنی باپ کو کہ
ای باپ میری تو کسواسطی عبادت کرتا ہی اُسکو کہ جو نہ سُنتا ہی اور نہ دیکھتا ہی
اور نہ مین تیری کام آ سکیگا تجھکو کسی شی سی اب سنیے انکی حضور مین ہماری عرض یہ ہی کہ
سنا ہی یہ دیخیر لیا کا ہو آ دینگی مناسب ہی کہ قبل مرنیکی اندر لوای محبت حیدری کی چلی آئی
کہ خدا و پیغمبر آپ سی راضی ہون اور شفاعت مولی علی اور آب حوض کوثر کا آپکو
نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بھی ایک پتھر ہی مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور
کا ہی کہ جو خزانہ بادشاہی کی چیز ہی یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمامتر تابع قرآن و حدیث
ثقلین کا ہی اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مروی ہین مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کسیقدر گرد آلود ہو گیا ہی اور مسلک تصوف
کا بھی ایک ہیرا ہی کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہین ہی مگر بوجہ استغراق یاد
الٰہی و محبت اہلبیت کی یہ چھوٹا ہیرا وہ ہی کہ جو خلعت شاہی مین سر کی کلغی مین جڑا
ہوا ملتا ہی **یازدہم** یہ کہ اگر ہمکو سنی کہا جای تو ہم سُنی بی تعصب ہین یعنی فضائل
وولای اہلبیت مین شیعہ سی کچھ کم نہین ہین اور اگر ہمکو شیعہ کہا جای تو ہم شیعہ بی تقیہ
و بی تبرا ہین اور محبت دوازدہ امام کی ہم خدا سی چاہتی ہین کہ آخر وقت تک اور
قبر مین اور حشر مین ہماری ساتھ رہی **دوازدہم** یہ کہ بوقت دعوی باغ فدک کے
حضرت ابوبکر و حضرت عائشہ نی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لم یرث و لم یورث
یعنی کہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی اُنکا وارث ہوا اور حضرت عمر خوب
آمین اللہ مین اس حدیث کی ہمداستان ہوئی اور حضرت فاطمہ اس بہانہ سی محروم
کی گئین سو یہ حدیث صراحۃ ساختہ و موضوع ہی اسواسطی کہ یہ حدیث صریح خلاف
آیت قرآنی و ورث سلیمان داؤد کی ہی اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کہ سنی مین یتیم ہوئی تھے سوچند نشتر اُنکی حصہ کے حوالہ ابوطالب اُنکی چچا اور ولی کی گئی گئی
اور ہرگاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبداللہ
اُنکی باپ کی لوگون کو کیا اطلاع ہو سکتی تھی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ بقصور احتمال نبی ہونیکے
حضرت رسول اپنی حصہ داری متروکہ پدری سے محروم کیئے جاتی سو مضمون فقرہ اول
نہین وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہی اور اسی واسطی اگر اس حدیث مین صرف
اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو اُنکو اختیار و قابو تھا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
محروم کرتے اور ہم پوچھتی ہین کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمانؑ و داؤد
وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعذر انبیا ہونیکے محروم کیئے گئے تھے اور یہ بات
نہین ہی بلکہ توریت و دیگر کتب عہد عتیق سی ثابت ہی کہ ان سب انبیانی اپنی جائداد
موروثی پر قبضہ پایا تھا اور اُنہی انبیا پر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
وغیرہ کی حسب وعدہ الٰہی کے بعد دیگرے اُسی نسل بنی اسرائیل مین ہوتی چلی آئی
اور کیا قصور انبیا کا ہی کہ ہم عوام لوگ وراثت پاوین اور وارثان انبیا کی محروم
رہین یہان صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہین کہ اُنمین
وراثت کو کچھ دخل نہین ہی مگر ہم دیکھتی ہین کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
نبوت کی بھی ملی تھی اور اسیواسطی اب آرزو یہ ہی کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کیجای تاکہ
رفعت و جلالت شان اُنکی ظاہر ہو اور تمام سلوکات خلفای ثلثہ تا عباسیہ کے اور
اُنکی نسل کی اسطرح پر ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلالہ یعنی محض لاوارث مرے ہون مگر عجیب
قدرت خدا کی ہی کہ دوازدہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اور معاویہ و یزید کلالہ ہوگئی
حسب آیت ان شانئک ھو الابتر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہین کرتا ہے اور چند صاحبان معزز کو ہمیں ایک فرمایش خاص یہ بھی کہ ہم کو بھی
کتاب بطور یادگار تحریر کیجیے لیکن اتفاقاً تکمیل اس فرمایش کی بذریعہ تحریر من سالہ
حد تحقیق کے ہو گئی مگر ضرورت یہ ہے کہ البتہ کتاب واقعی طبیعت انکی نمود کی اور زبان حال
انکی یہ بات کہہ سکتی ہے کہ صلاح نفس با شد بہر حال واسطے تسکین خاطر ہماری اسیقدر بس
ہے کہ بسیاری صاحبان علم و شعور نے فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری
حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی —

نقل خط جناب راجہ سید مخصنفہ حسین صاحب تعلقہ دار اکبرپور ملک اودہ

جناب السید السند و الجید المستند البحر القمقام و الحبر الہمام علامۃ الزمان فہامۃ الدوران
صدر الصدور محاکم الدینیہ و الشرعیہ آمر الامور معالم الاصلیۃ و الفرعیۃ اللوذعی الالمعی
و المولوی الیلمعی منطقہ کرۂ تدقیق نقطہ دائرۂ تحقیق فاصل بین الحق و الباطل فاضل
عین الصدق و الکامل وحید الدہر فرید العصر ادام اللہ العالمین جلالہ و مد علی اہل العلوم ظلالہ
مدتی کہ نفحات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصفا را معطر و خدمتی کہ نفوحات
روائق خلوص و اختصاص دماغ دل ارباب صدق و وفا را متضرر او بجناب رفیع
و صدر منیع کہ مجمع مقبلان روزگار و مرجع صاحبدلان اخیار ہست ہدیہ می فرستد و بامید
استجابت در منظر تصور کرامت منظر خادمانہ می الیستد ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
آثار مقاطر اقلام گوہر بار و انوار جواہر کلام درر نثار طلیعۂ جنود سعود حجۃ الزمانی ذریعہ
وفود سعود دولت جاودانی غیوم ماطرہ بر مظہر قحط سالی و غمام متقاطرہ ما نا بہمت عالی
اعنی کتابات عطریۃ الرقوم و خطابات مسکیۃ الرسوم اعذب ان من الفرات و الکوثر
و اطیبان من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فائحات کریمۂ ذلک الکتاب

لاریب فیه هدی للمتقین ومنطوی بفیوضات لانحات منطوق هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق والیقین محلی بزیور اعجاز وارث عالم علم لدنی مسمی بجد تحقیق بمشرب حسنی مرة بعد اولی وکرة بعد اخری مانند معصرات مستنزله باستبشار ودوره شمس ورسامد وسنبله وکسحب ممطرة وصحف مطهرة بایدی سفرة کرام بررة در اوقات سعیده وساعات حمیده نزول اجلال جاودانی وحاول آمال وامانی مرحمت وارزانی فرموده غرف سرور وسرور موفوره ابواب فرح وحبور نامحصور بر روی ارباب عقل وشعور سیما بدیده مخلص مهجور کشوده بلکه سواد هر حرفش گلوی حور از غرفات قصور بسایر بیوت ودور اهل جنان وفردوس بسورة النور کالنور من شواهق الطور بهر نزدیک ودور می نمود یا داستن آن اکواب یاقوت وبلور پر از شراب طهور مرکب بمزاج زنجبیل وکافور بر راحات ایادی حور روشن تر از وجنات حور جلوه شهود وظهور می افزود رباعی

اتانی کتاب من المستطاب کطوبی تطل علی کل باب
فادی بنفسی لانسانه کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق ولاء امام بحق وصی مطلق همین است که از ان سید جلیل جبرئیل سلیل همان امام نبیل وحبیب وخلیل وصنو جلیل وصهر جمیل قدوه آل ابراهیم الخلیل صلوات الله المقیل المنیل علیهما وعلی آبائهما وابنائهما بر روی کار آمد جزاکم الله فی الدنیا والاخرة خیر الجزاء بمحمد وآله الی محمد ولوحش الله که آن ساعی شعائر لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی وداعی مشاعر سیجعل لهم الرحمن ودا مجاری اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف دین حنیف وازالة افتراق سخیف که باجماع خفیف اهل سقیفه رو داده بسر کردند واین دولت عظمی ونعمت کبری بسعی مشکور وجهد موفور بدست آوردند بهاتا از باقیات صالحات

و نافیات طالحات از زمان ظهور موفور السرور آیة جلال الله و قائم آل الله یادگار آن مدرّس حقائق التنزیل بدقائق البیان و مؤسّس مبانی التأویل بمعانی التبیان خواهد ماند و گم گشتگان تیه ضلالت و غوایت را باندک غور و فکر بصراط المستقیم ولایت و منهاج قویم هدایت خواهد رسانید ع

مرحبا مرحبا جزاک الله   آفرین آفرین بقاک الله

درحقیقت ملا زمان آن کاشف براقع استار اتفاق و اختلاف عارف مواقع اسرار وفاق و خلاف درطلب حق آل رسول از دلائل و براهین معقول و منقول کاری نمایان کرده اند بلکه حقا ثم حقا که بر خدا و رسول و زوج بتول احسان فراوان کرده که در کنج هر فقرهٔ و گوشهٔ هر کلمه حق تحفه رانشان داده مانند ید بیضای موسی برکف دست آورده اند گویا درچنین تنهائی و بی نوائی و بی کوسی و بی لوائی رستمانه و مردانه به ذوالفقار زبان و نیزه خامهٔ مقطوع اللسان بلشکر حق پوشان و سیاه باطن کوششان شکست آورده اند ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند   هان پیروان شیخ مغیزه وان چنین کنند

الحاصل راقم اثم زبانی ندارد که شمه از مدحت آن بمعرض بیان آرد امید بدار الطاف کریمانه و منت گذار اعطاف قدیمانه آنکه از عطای بقیّه این عطیه رضیّه و تحفه بهیّه و هدیه مرضیه بهره اندوز سعادت کونین و کامیاب رشادت دارین فرمایند و جرم تاخیر ارسال رسیدش که بوجه هجوم افکار سرزده به کزلک عفو حک نمایند

	منظومه ساقی نامه لراقمه	

ساقیا سالکین دلکش کو	شاهد ناز نین مهوش کو
آن خم عهد خم کجاست بیار	قمقم رشک قم کجاست بیار

از خمار شبیه جان بلبم ‌ ‌ ‌ ده صبوحی تکیه جان بلبم
آمده یا منشو بداد ان پیام ‌ ‌ ‌ السلام السلام زود خرام
نامه جانفزای یار رسید ‌ ‌ ‌ گلها گوئیم که نو بهار رسید
چهچهه بلبلان شنو بخروش ‌ ‌ ‌ نغمه عندلیبان شنو بخروش
می سراید یکی ترانه خوش ‌ ‌ ‌ می نوازد یکی فسانه خوش
بلبلی حالتی عجب وارد ‌ ‌ ‌ بیت غم خوانده در طرب آرد
یازده سن شروع هجرت بود ‌ ‌ ‌ که نبی زین جهان وفات نمود
بارها گفته بود پیغمبر ‌ ‌ ‌ که نکرد [illegible] حق جدا حیدر
لیک باطل چنان هجوم نمود ‌ ‌ ‌ که بپوشید حق ز عین شهود
دیدها جمله با صرود بینا ‌ ‌ ‌ لیک نگه همه ز مهر و ضیا
دست حق اندر آستین آمد ‌ ‌ ‌ دست باطل بر آستین آمد
[illegible] فضول آنکه افضل بود ‌ ‌ ‌ حکم نافذ گشت معطل بود
ستم و ظلم و جور شایع گشت ‌ ‌ ‌ [illegible] و وفات صایع شد
تا بقول اسکه نکو گفتار ‌ ‌ ‌ [illegible] قضا [illegible] متقه [illegible]
آنکه متبوع بود تابع شد ‌ ‌ ‌ اولیا و [illegible] تمام رابع شد
آنچنان دین باختلاف رسید ‌ ‌ ‌ که بعهد یزید شوم و پلید
گشته شد شمع دین بکرب و بلا ‌ ‌ ‌ گشت [illegible] یک یثرب و بطحا
باز خون مدینه گشت روان ‌ ‌ ‌ رفت آخر بسوی مکه دوان
کعبه را هم بسوخت آن بیدین ‌ ‌ ‌ کس ندیده آنچه گشت [illegible] چنین
با چنین کفر ادعای [illegible] دید ‌ ‌ ‌ جد [illegible] باطل کسی بحق نرسید

لیک چون وعدهٔ خداست چنین　　　کہ نیاید زوال دین مبین

بسر صد سن از قضا و قدر　　　حجت حق پدید ماند اکثر

باز غیبت چنان بخلق آشفت　　　کہ رخ حق ز دیدہا بنهفت

سال نهصد گذشت در تکرار　　　خلق باہمہ گرسر پیکار

سن ہجری کہ حال در کار است　　　یک ہزار و دو صد نود و چار است

تا جناب **وحید** دین آزاد　　　صد تحقیق را نمایشش داد

بعد این مدت مدید و مزید　　　سعی مشکور او بخیر رسید

اختلاف و خلاف را بر داشت　　　صاف بگرفت و دُر در انگاشت ۳۰

خط بطلان کشید بر بطلان　　　حق گرفت و نمود و داد نشان

داشت در دل چو حب آل رسول　　　گشت ہمہ وش با نوال رسول

شد نزول کمک بعزت و جاه　　　از حضور جناب ظل الہ

حجت حق خلیفة الرحمان　　　قائم و منتظر امام زمان

یافت حق را بجیب سینهٔ خویش　　　یک بیک جلوه اش نمود از بیش ۳۵

در دلش ماند ہیچ شک و نہ ریب　　　بنوشت آنچہ یافت از سر غیب

حق ہمین است آنچہ او بنوشت　　　نیک دریافت و نکو بنوشت

حق و لی و وصی بحق باشد　　　در عدد ہم علی بحق باشد

چند اعالم نکو کردار　　　کہ بحق علی کنند اقرار

حق بفرمود احمد مختار　　　نتوانند نهفت حق زنہار

باز تعریف حق نمود ادا　　　کان یُعلو و کان لا یُعلے

ہمچنان اکثرے ز اہل خرد　　　حق گذشتند و قول باطل رد

مثل اکثر ائمہ سُنّی	شافعی تفتزاسفے ونسائی
امرحق را پدید می کردند	سب قوم یزید می کردند
می بود در تمام ماہ روان	معلن حق محب دو ایمان ہٰذ
چون بہر صد شہود اشہاد ست	سیزدہ صد بدست آزاد است
تا عیان گشت حق بدولت او	باد دایم بخلق حشمت او
بہر تاریخ سال این تصنیف	عقل چون کرد فکر در توصیف
سعی مشکور با صواب افتاد	حق بکرسی نشستہ زین آزاد
۱۲۹۴	سنہ ۱۲۹۵ ہجری

بدوحید الدینخان بہادر و آزاد نیور وسے

ملتمسہ بہشت و پنجم شہر ربیع الاخر سنہ ۱۲۹۶ ہجری ۱۲۹۵ ہجری سے مقام اکبرپور ضلع فیض اباد

المتمسك بذیل الثقلین الراقم اکالو غضنفر حسین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب لکھنوی مدرس مدرسہ ایمانیہ

جناب مولویصاحب فخر الاواخر والاوائل المتحلے بالفضائل والمتخلے عن الرذائل

محی السنۃ ماحی البدعۃ دامت معالیکم و بورکت ایامکم ولیالیکم۔

بعد اہدای ہدیہ سنت سنیہ حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ الاف التحیۃ گذارش میدارے

ضروریہ اینکہ درین زمانہ کہ کساد بازار علم و انصاف از چار سو ہویدا و فساد آزار

اہل جہل و اعتساف کو بکو پیدا است رسالہ شریفہ محمد تحقیق کہ از مغتنمات این زمانہ

بلکہ در مراعات سجیہ رضیہ انصاف و ترک طریقہ نامرضیہ معاندت بخلاف بسان

مولف خود وحید و یگانہ است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجی بدیعہ عتیق

موجب انشراح خاطر گشت زہی مولف وخہی مولف کہ قول ولی اللہ المتعال

انظر الے ما قال ولا تنظر الی من قال در نظر تحقیق بہر خوبی وخوش اسلوبی

بوده اند هست اینی بیشتر و آنچه در رسائل عترت فالحق الحق این رساله را باید و چشم بالحاظ انصاف در مواقف تشخیص نمی هست کالامی حق را نه پسندد و طی نکرده باشد عادی نشان کینه ورزد همان پایه اولیس نادرست وگمراهی اند هیچ کلمات حق ... اینی القبول نه ... و از عقیدت ... و به عداوت آل رسول باستماع فضائل نپذیرد و ر از ان روباه منافی از جا در آید و جناب سامی الگنایات اهلبیت و کالات ... در نهم نرزنش ... ادر و کلمات حقی حضرات این ... خدا شیعیان ... از چنین علت ... افتراء ... نه دانسته ... تیز بجرم ایک کلمه حقی که در ... بنسبت ... مجاهد و اوصاف مرتضوی ... پاینده ار ... پیدا نشسته اند چنانچه ابن ... کالی مذهب کرار کانسته لیسی ... افتراء ایشان در بغض علی ناصبیت الجاش ... مثل مشهور کانسته گرم تر از آتش است در حق امام رازی چنین زبان درازی کرده که ان الفخر کان شیعیا یقدم محبة اهل البیت کمحبة الشیعة حتی قال فی بعض تصانیفه کان علی شجاعا جلاد وغیره انتهی خوشا بحال شیعیان که در تقدیم محبت اهلبیت مطعون سنیان باشند و ای برحال چنین سنیان که در تنقیص مراتب این بزرگان نمک بر جراحت اهل ایمان پاشند

الکن نازم به اخلاص سنیت خاص حضرت مولف که در استکمال ولای علی و اولاد علی از شیعه و قید محبت بیجای عمرو زید آزاد اند و در سنیت به تعمیل ارشاد مرتضوی دلشاد چنانچه روایتی طولانی در توضیح معانی اهلسنت وجماعت و اهل بدعت و تسنّن کنز العمال متقی مسطور و شطری از کلام بلاغت نظام امام انام مناسب مقام در بنجا مذکور میگردد قال علیه السلام واما اهل السنة فالمتمسکون بما سنه الله لهم ورسوله وان قلوا اما اهل البدعة فالمخالفون لامر الله ولکتابه ورسوله العاملون

یا رائهم و اهوائهم و ان کثر وا و اما اهل الجماعة فانا و من اتبعنی و ان قلّوا و اما اهل الفرقة فالمخالفون لی و من اتبعنی و ان کثر وا انتهی

پس باید که ستنبان معاویه شاهی بر کثرت خود مغرور نشوند و بر همین جاده ممدوح وسنید نت خیر ممدوح که جناب مولف دران وحید اند ایشان هم بروند خلاصه چنین کتاب لاجواب در مذهب اہلسنت تا این زمان بنظر فقیر نرسیده بلکه بچشمی ندیده و بگوشی نشنیده

ع

لا یدرک الواصف المطری خصائصه وان یک سابقا فی کل ما وصفا

پس بشرط امکان دو سه جلد آن بمقداریکه تا این زمان چاپ زده باشند باین مشتاق نیز حسب نشان خاتمه لطف فرمایند تا تنها حظ نبریم بلکه بعض مخلص احباب خصوصًا قاری فضل حق صاحب را نیز که زیاده تر از مخلص فریفته این اعجوبۂ روزگار و شیفته این باغ نوبهار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد هم کافی است و آینده هر قدر که مطبوع شده باشد بعنایت آن مذاق قند مکر بخشیده باشند ونشان این بی نشان همین بس که در شهر لکهنو محله کتره ابو تراب خان مکان مسکنه مولوی کمال الدین حسین صاحب رسیده نزد فلان برسد و باین طور هم ممکن که در شهر لکهنو محله سرای معالیخان در کوتهی زرد مملوکه آغائی صاحب مکان مدرسه ایمانیه رسیده نزد ریاض الحسن مدرس درجه عربی برسد که انشاء الله بلا وقت خواهد رسید زیاده شتیاق سامی ملازمت بر مزید — الراقم الاثم عبده السید ریاض الحسن النقوی البخاری الاثنی عشری الصفی فوری موطنا و الکهنوی مسکنا و النجفی مدفنا انشاء الله العلی العظیم ۲۹ ۱۲۹۶ھ

نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب نبیره جناب حکیم مسیح الدوله بهادر مرحوم لکهنوی ساکن کتره سید حسین خان متصل چوک

شمس فلک علم الیقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی
سید وحید الدین خان صاحب بهادر دامت برکاتکم و لازالت افاداتکم

سلام من خزائن لطف دست ÷ علی من عنده روحی وقلبی

مدحاتی که صفا و زلال از ینابیع خاص وخصوص جاری وتحیاتی که مجاری ورود
در مشارب صدور ش از شوائب تکلف وکدورت تصلف عاری وخالی باشد
بالظهر و الاسحار بدرگاه دولت آثار مرفوع میگرداند

نسیم صبح سلامم بدوستان برسان تا کرد جابگوشم آوازه جمالت	پیام بلبل بیدل بگلستان برسان خلوت سرای دل شد جولان گه خیالت

هرچند دیده ظاهر بسعادت لقای انور فائز نگشته اما از استماع اخبار فضل و کمال
آن منظور نظرات الطاف ملک متعال که در عرصه غبرا و قبه خضرا زمزمه صدای آن
زیور گوش هوش شده مهیج شوق عظیم است ؎

در دیده جانم چو تو نی مردم دیده ÷ عالم به تو می بینم و روے تو ندیده

افسانه اشتیاق و داستان الم فراق نه بمثابه ایست که اندکی از هزار و قدرے
از بسیار بحیز تحریر در آورده ناچار

خامه بشکستیم و لب بستیم از تعداد شوق ÷ کان نه در تحریر ما گنجد نه در تقریر ما

ﷲ الحمد و المنه که بباعث تالیف و ترسیل کتاب سراپا هدایت الموسوم بحد تحقیق
بشرب بنی اگر غلط نکنم میتوان گفت که فی الواقع نمونه ایست از اسرار الٰهی و رمزیست
از رموز خلاق سپیدی و سیاهی که احدی را قابلیت تبلیغ این امور باین نمط پیش
حق پوشان عترت سید المرسلین در ین زمان و زمین بجز ذات فیض بنیاد آنگرامی
مرتبت ممکن نبود غرض اوصافش چندانکه مرقوم کرده شوند از رفعت شانش حجاب

می آید و از علوی پایہ تخت آسمان خندد کہ ستائش دیگر ہست لہذا بنظر اکتساب ثواب
نذبر وفق تعریف کتاب اکتفا بہ ترقیم این دو تا بیت می نمایم **ابیات**

نفسی کتاب حاز کل فضیلۃ	وصار لتکمیل البریۃ ضامنا
مولفہ قاید الحق خالصا	بتالیفہ من بعد ما کان کامنا

بہترین ذریعہ رسال نامجات بلکہ امید حصول شرف ملاقات دستیاب نشدہ مسرت
عظیم بخشید مرجو از الطاف لایزال آنکہ بہر چہ زودتر نسیم ظہور نور جمال باکمال مندرہ بمی
بر چمن دل وزد تا ترقب از عنایات حضرت واہب المواہب تعالت اسمائہ و
توالت نعمائہ آنکہ ضیاء چشم مشتاق را بمعاینہ غرۂ غرا و بمشاہدہ جمال جہان آرا
کہ بعنوان سعادت و دیباچہ و فاتحہ مراد الستہ مزودی روزی گرداند نہ قریب مجیب
کتاب و الا باحسن اوقات ہدست عنایت فرمای بندہ میر سخاوت حسین صاحب
پیش بخیف رسید عظم اللہ اجورکم و رفع اقدشانکم عنایت فرمودہ بر وقت
اختتام کتاب از باقی اجزائش ہم ضرور یاد فرمایند و حسب خواہش بعض احباب
کہ بزیور صفت وسلمان و قار ہستند ضرورت دو نسخہ دیگر نیز ہست بہر نوعیکہ مناسب
باشد یعنی اگر کتاب محتشم الیہ بفروخت ہم ممکن باشد فہو المطلوب و الا بفحوای روے
تو نادیدہ مہمان آمدند آنہم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا نبیرہ جناب حکیم مسیح الدولہ بہادر مرحوم لکھنوی ساکن
کٹرہ سید حسین خان متصل چوک۔

نقل خط جناب نواب سہراب جنگ بہادر

خلف نواب سید مہدی قلیخان بہادر ابن نواب سید کریم قلیخان بہادر ابن نواب سید
منیر الدولہ بہادر از کوٹھی بھکنا پہاڑی شہر عظیم آباد بتحریر و تہ رحمتہ و نفیلت

اہلبیت نبوت افتادگان چاہ ضلالت را راہ ہدایت نمودہ الطاف گستر اجزاکم اللہ خیرا
کلب آستان بوتراب پرستان شب یکرنگ سہراب جنگ پس تبلیغ ہدیہ سلام مسنون بہ تحریہ
انہ لی مطالب نگارش دہد اینکہ دیدہ تا ہست سامان بادہ باران وہم بسبب میسر نشدن
اسپ ڈاک از حصول شرف ملاقات آن وحید عصر پا در گل ماندم چشم عفو دارم انشاء اللہ تعالی
اگر حیات مستعار وفا نمود فردا تا ساعت یازدہ صحبت سراسر افادت ان الطاف گستر
مستفیض خواہم شد باقی تہ سطیر او صاف نسخہ ہدایت خیز و رسالہ حقیت آمیز آن حق شناس
تشفیق کہ فی الحقیقت دین محمدی و مذہب حق را روز بازار تازہ بخشید افتادگان چاہ
ضلالت را راہ ہدایت نمودہ اند اگر بہر حرف سویم صد ہزار زبان شود یکی از ہزار و اندکی
از بسیار شرح دادن نتوانم انتشار اللہ روز جزا صلای این حق شناسی و استخوان شکنی
ازندراو حضرات آل عبا علیہم السلام خواہند یافت الغرض تعجب است این کہ این بندہ آستان
ائمہ ہدی مطالعہ صحیح کتاب مستطاب کردہ رسالہ ہا بسواد حروفش رابطہ طبیعی نیستیم بجز مرتبت
کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی کہ آن مصدر الطاف کتاب
مذکور را بمن عطا فرمودہ اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشتہ بمطالعہ اش مشغول میباشم
بل دیگر شغلی ندارم و چہ حظہا کہ از مطالعہ اش بر نمیدارم و چہ دعاہا کہ بحق آن الطاف گستر
نمیکنم جزاکم اللہ من رب الغفور و سعیہم المشکور بخدا کہ اگر تمامی فرق اسلام فی الجملہ عقل
سلیم داشتہ حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرق نمایند این کتاب
مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حروفش را سرمہ وار بدیدہ دل کشند
اما حق شناس کو و عقل سلیم کجا فقط والسلام علی من اتبع الہدی سہراب جنگ عفی عنہ روز شنبہ

نقل خط جناب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگرہ

عمدۃ الاعاظم والاکابر زبدۃ العمایدوالاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادر زادو شتر فہم۔ بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حد تحقیق بشرب
سنی رسیدہ ممنون فرمود قصور توقف اطلاع رسیدنش معاف بفرمائید۔
مشغول بمطالعہ آن بودم و بیروز ختم کردم و حظی بر داشتم۔ کتابی است کہ اصل
حقیقت خلافت و امامت و تشریح و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع
تفرقہ صد ہا سال را کہ درین امت مرحومہ واقع شدہ تدبیری احسن خدا توفیق
بدہد کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیان تاویل
خطاء اجتہادی پدر یزید نپرداختہ اقلاً علیہ ما علیہ گفتن روا دارند و بعظمت شان
حیدری قائل شدہ غیر را بر ولی و وصی رسول ترجیح ندہند۔ آری لعن لسان نسبت
بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات نا ملائم کہ دل و جان رسول حسن و قبیح
آنہا را خوب سیدہ اند لازم ہست و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلاً و نقلاً بہ
اوضح براہین ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفاء ثلاثہ مثل امیر المومنین کلاء باید
کردن و یا آنہا باید بودن شکر عطای کتاب موصوف ہر چہ ادا کنم کمتر است و
آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر و السلام ۵ مئی ۱۸۷۹ء یوم دوشنبہ
مطابق ۱۳ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری بمقام آگرہ گذری منصور علیخان رقیمہ بندہ محمد علی وکیل
اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیس الدولہ بہادر مٹیا برج کلکتہ و جناب مولوی
سید سخاوت حسین صاحب لکھنو و محمد امیر باز خان صاحب شملہ و سید عبد الرحیم صاحب
سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم انبالہ و سید لطف علی شاہ صاحب امرتسر
و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے
متضمن قدر افزائی اس کتاب حد تحقیق کی آئی ہیں کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب
خطوط نقل نہیں کئے گئے۔

خلاصه رای مولف در خاتمه

نیکی و بدی ہر شخص کی اُسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ جو دس اسقرطی کا حال ہوا کہ باوصف ہونے یکے از دوازدہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح ممدوح کو طمع دنیوی مین آکر کے گرفتار کرا دیا اور عیسائیان لوگ صرف اوپر نقل اُس روایت کی اکتفا کرتے ہین سو اسی طرح پر تفتیش حال نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہی مگر اُس سے زیادہ اپنی طرف سی سب و لعن بڑھانا کچھ ضرور نہین ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شکایتین مندرجہ اشعار مفصلہ ذیل کی تمامتر بے بنیاد نہین ہین —

باغ فدک کو چھین لیا اور مکر گئے	محسن کے تئین شہید کیا اور مکر گئے
مولی علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے	حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے
محشر مین یہ صدا ہی سدا شور و شین کی	ایسا نہو کہ مکر ین شہادت حسین کی

پس ہماری عرض یہ ہی کہ اگر سنیان معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت نبی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہئی کہ یہ سب حالات کسقدر صحیح اور درست ہین یا کہ تمام بی بنیاد ہین

شکر کہ این نامہ بپایان رسید — پیشتر از عمر بسامان رسید

صحیفہ کاملہ

[illegible]ل بلا اول کان قبلہ	والآخر بلا آخر یکون بعدہ

فد تم الکتاب

فہرست فصول کتاب حق تحقیق مشرب سنی

فصل اتا فصل ۹ مقدمات تمہید کتاب صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۴